نفحات علم

مصنف

ابوالحسن محمد افضال حسین نقشبندی مجددی

نفحات علم

مصنف

ابوالحسن محمد افضال حسین نقشبندی مجددی

تفصیلات

نــــــــــــام: نفحات علم

مصـــــــــــنف: ابوالحسن محمد افضال حسین نقشبندی مجددی

ســـنہ اشـــاعت: ۱۴۴۵ھ (بمطابق ۲۰۲۴ء)

صــــــــفحات: ۱۸۳

ایڈشـــــــــن: پہلا ایڈیشن

All rights reserved.
Copyright © 2024 Abde Mustafa Publications

نفحات

علم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا

فہرست

پنج تن پاک سے محبت کرنے والا جنت میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہو گا 8
حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے محبت حکم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے 8
حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما لوگوں میں سے سب سے بہتر نسب والے ہیں 10
حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سراپا شبیہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں 11
مکھی اور مچھر کا خون بہانا 13
حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ کی حضرتِ سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ سے کمال محبت 16
حضرتِ سیدنا جابر بن عبداللہ کا بیان اور سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ کی شان 18
حضرتِ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے محب سے اللہ تعالیٰ بھی محبت فرماتا ھے 19
اہل بیت اطھار کی توہین کرنے والے کا انجام 21
حضرتِ سیدنا امام زین العابدین کی نصیحت! پانچ لوگوں سے ہمیشہ بچ کے رہنا 23
قبر حضرتِ سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ قبولیتِ دعا کے لئے تریاقِ مجرب 24
حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کا عشق رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) 26
حضرتِ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور مشاجرات صحابہ 28
اقوال مراد رسول در مدح مؤذن رسول 29
مقام سید المؤذنین رضی اللہ عنہ بزبان سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 30
حضرتِ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ سے محبت کا انداز بے

مثال 33
شیخ ابوالخیر الاقطع رحمہ اللہ کی بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشکل کشائی 33
گستاخ شیخین کریمین رضی اللہ عنہما اور امام ذہبی رحمہ اللہ کا فتویٰ 35
مقام مکتوبات امام ربانی بزبان حضرتِ مجدد الف ثانی (رحمۃ اللہ علیہ) 36
دین کا علم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لو 37
مجددیوں کے لئے بشارت عظیمہ 38
عظیم تابعی حضرت طاؤس بن کیسان اور دعائے حضرتِ سیدنا امام زین العابدین 39
اللہ تعالیٰ سے امید؟ 40
حضرتِ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور مقام "قطب الارشاد" 41
اہل سنت وجماعت کے مقررہ اصولوں کے مقابل کشف کی حیثیت 42
عقیدہ توحید اور مسلک داتا گنج بخش رحمہ اللہ (قسط اول) 44
جہاں پر ولایت کی انتہا وہاں سے نبوت کی ابتداء 45
ولی کی انتہاء مقام مشاہدہ حق جبکہ نبی کی ابتداء اسی سے ہے 46
عقیدہ توحید اور مسلک داتا گنج بخش (قسط دوم) 47
اللہ تعالیٰ تمام عیوب ونقائص سے پاک ہے 47
اللہ تعالیٰ جہت ومکان سے پاک ہے 47
شیخ الاسلام امام ابن ابی حاتم الرازی رحمہ اللہ 49

فقیہ امت حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور عقیدہ ختم نبوت 52
"غیر صحیح" کہنے سے مراد یہ نہیں کہ حدیث ہی جھوٹی ہے 53
شہادتِ شبیہ مصطفی، حضرتِ سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ 54
ولی کو تمام کمالات اپنے نبی کی متابعت کے طفیل ہی ملتے ہیں 55
حضرتِ سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ عین "شبیہ مصطفیٰ" 56
نگاہ نبوت میں "ابوبکر" و "عائشہ" نام کی پزیرائی 57
ملفوظات حضور شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ 58
پانچویں صدی اور ذکرِ میلاد النبی 60
چھٹی صدی اور ذکرِ میلاد النبی 64
ساتویں صدی اور ذکرِ میلاد النبی 67
آٹھویں صدی اور ذکرِ میلاد النبی 68
ماہ میلاد النبی کی راتیں بطورِ عید منانے والا مستحق رحمت خدا 72
عید میلاد النبی عیدوں کی عید ہے 72
عید میلاد النبی سب سے بڑی عید ہے 73
نویں صدی اور ذکرِ میلاد النبی 73
جو صرف مجھے جانتا ہی ہوگا 76
اظہارِ تشکر 76

دسویں صدی اور ذکرِ میلاد النبی 77
گیارہویں صدی اور ذکرِ میلاد النبی 79
بارہویں صدی اور ذکرِ میلاد النبی 82
تیرہویں صدی اور ذکرِ میلاد النبی 83
کسی ایک صحابی سے بغض رکھنا 86
حقانیتِ اہلِ سنّت اور حضور غوثِ اعظم 87
اولیت و نورانیت مصطفیٰ اور عقیدہ غوثِ اعظم 90
شان نبی الاعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم بزبان غوث الاعظم رضی اللہ عنہ 92
عقیدہ توسل بالذات اور حضور غوثِ اعظم 96
وسیلہ مصطفیٰ اور عقیدہ غوث الورٰی 97
شب معراج دیدار باری تعالیٰ اور عقیدہ غوث اعظم 99
ندائے یارسول اللہ بعداز وصال پر حضرتِ سیدنا غوثِ اعظم رحمہ اللہ کا موقف 102
مسئلہ ایصال ثواب اور فاتحہ خوانی کے بارے حضرتِ سیدنا غوثِ اعظم کا موقف 102
منبر مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے تبرک اور عقیدہ غوث اعظم 103
بزرگانِ قادریہ ہمیشہ عقائد اہلسنت پر کاربند رہے 104
سنی مجھ سے محبت جبکہ بدعتی مجھ سے بغض رکھتا ہے 105
قیام تعظیمی اور نظریہ غوثِ اعظم رحمہ اللہ 105

شفاعت مصطفیٰ اور عقیدہ غوث الورٰی 107
صحابی رسول کی گستاخی خانہ کعبہ کو ستر بار گرانے سے بڑا گناہ ہے 109
مغفرت و شفاعت ایمان پر منحصر ہے 110
موئے نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مشکل کشائی 110
صراط مستقیم اہلِ سنّت و جماعت کا راستہ ہے 111
چار لاکھ ہدیہ 111
شریعت کی ترویج جہان کا شیخ ہونے پر مقدم ہے 112
طریقہ نقشبندیہ کا مدار اولاً عقائد اہلسنت پر پختگی اختیار کرنا ہے 113
عقائد اہل سنت کے موافق عقائد درست رکھنا طریقت میں کس قدر لازم ہے 114
جلیل القدر امام ابو عوانہ رحمہ اللہ کی قبر پر گنبد 115
حضرتِ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کا عشقِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) 116
درود شریف کس کی زباں پر جاری و ساری رہتا ہے؟ 117
حضرتِ سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی قبر انور کی برکات 117
قبولیت اعمال عقیدے کی محتاج ہے 119
امام شافعی رحمہ اللہ اور عقیدہ توسل 119
حضرتِ سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی قبر انور کی برکات 120
"حسین سفر" بسوئے قصر عارفاں چورہ شریف گوجرانولہ 121

مشاجرات صحابہ سے زبان کو روک لینا واجب ہے 123
مشاجرات صحابہ پر کف لسان 123
آفتاب پنجاب حضرت علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی رحمہ اللہ کے مزار پر حاضری 124
جگر گوشہء آفتاب پنجاب، حضرتِ علامہ عبداللہ اللبیب رحمہ اللہ کے مزار پر حاضری 130
تذکرہ شیخ رفاعی بزبان امام ذہبی 132
حضرتِ خواجہ غلام فرید رحمہ اللہ 134
سلطان العاشقین حضرتِ غلام فرید رحمہ اللہ کے آباؤ واجداد کی علمی خدمات 135
ماہر فریدیات، مجاہد جتوئی صاحب سے خوبصورت ملاقات 141
امام اسماعیل جہضمی رحمہ اللہ کے لئے قیام تعظیمی اور دست بوسی 144
اگر حضرتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نہ ہوتے! 145
صدیق اکبر کا جنت میں پرتپاک استقبال 146
ثَانِيَ اثْنَيْنِ ہجرت پہ لاکھوں سلام 148
صدیق اکبر کو جنت کے تمام دروازوں سے بلاوا 149
شیخین کریمین امام برحق وعادل ہیں 151
فضیلت شیخین سے جاہل سنت سے جاہل ہے 152
امام المناظرین رحمہ اللہ اور تعظیم سادات 153
امام المناظرین رحمہ اللہ کی باتیں 156

امام المناظرین رحمہ اللہ کی تصنیفی خدمات..158
صدیق اکبر: محسن کائنات کے محسن..168
صدیق اکبر: محبوب حبیب خدا..171
امام المناظرین رحمہ اللہ کے پسندیدہ علماء..174
2012ء تا 2023ء تک کا تحریری سفر..175

پنج تن پاک سے محبت کرنے والا جنت میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہوگا

امام ترمذی رحمہ اللہ (المتوفی:۲۷۹ھ) اپنی سند کے ساتھ لکھتے ہیں:

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ بِيَدِ حَسَنٍ وَحُسَيْنٍ فَقَالَ: مَنْ أَحَبَّنِي وَأَحَبَّ هَذَيْنِ وَأَبَاهُمَا وَأُمَّهُمَا كَانَ مَعِي فِي دَرَجَتِي يَوْمَ القِيَامَةِ

حضرتِ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول للہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (اپنے دونوں نواسوں) حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ جس نے مجھ سے محبت کی اور ان دونوں سے اور ان کے والد (علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ) اور والدہ (حضرتِ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا) سے محبت کی تو وہ قیامت کے دن جنت میں میرے درجہ میں میرے ساتھ ہو گا۔(جامع الترمذی،ابواب المناقب ،باب (امرہ صلی اللہ علیہ وسلم بسد الابواب الا باب علی ، رقم الحدیث: ۳۷۳۳،ص:۱۱۰۳مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع الریاض)

حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے محبت حکم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے

امام ابو عبدالرحمن احمد بن شعیب النسائی رحمہ اللہ (المتوفی:۳۰۳ھ) اپنی سند کے ساتھ لکھتے ہیں:

اخبرنا الحسن بن اسحاق قال :ثنا عبید اللّٰہ قال : انا علی بن صالح ،عن عاصم ،عن زر ،عن عبداللّٰہ قال :کان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یصلی ،فاذا سجد وثب الحسن والحسین علی ظھرہ، فاذا ارادوا ان یمنعوھما، اشار الیھم ان دعوھما، فلما صلی وضعھما فی حجرہ،ثم

قال :"من احبنی فلیحب هذین"

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھا رہے ہوتے ، آپ جب سجدے میں جاتے تو حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) آپ کی کمر مبارک پر چڑھ جاتے جب انہیں روکنے کا ارادہ کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اشارے سے منع کرتے کہ انہیں کچھ نہ کہو، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو ان دونوں کو اپنی مبارک گود میں بٹھایا اور فرمایا:

"جو مجھ سے محبت کرتا ہے، اس پر لازم ہے کہ وہ ان دونوں سے بھی محبت کرے"

(فضائل الصحابة ،فضائلِ الحسن والحسین ابنی علی بن ابی طالب رضی اللّٰہ عنهما وعن ابویهما ،رقم الحدیث:٦٧،ص:٣٢،٣٣،مطبوعه المكتبة العصرية صيدا ،بیروت(وسنده حسن))

حضرتِ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہی مضمون روایت ہے:

حدثنا ابو داؤد ،قال : حدثنا موسى بن مطير ،عن ابيه،عن ابی هريرة،قال :سمعت رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم يقول فی الحسن والحسين :"من احبنی فليحب هذين"

حضرتِ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) کے متعلق فرماتے ہوئے سنا:

"جو مجھ سے محبت کرتا ہے، اس پر لازم ہے کہ وہ ان دونوں سے بھی محبت کرے"

(مسند ابی داؤد الطيالسی ،وما اسند ابو هريرة،ومطير،رقم الحديث:٢٦٢٤،ص٤٤٩،مطبوعه دار ابنِ حزم بيروت ، لبنان ۔)

حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما لوگوں میں سے سب سے بہتر نسب والے ہیں

امام ابی القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب اللخمی الطبرانی رحمہ اللہ گا(المتوفی:۳۶۰ھ)اپنی سند سے لکھتے ہیں:

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال : قال رسول الله ﷺ : أيها الناس! ألا أخبركم بخير الناس جدا و جدة؟ ألا أخبركم بخير الناس عما و عمة؟ ألا أخبركم بخير الناس خالا و خالة؟ ألا أخبركم بخير الناس أباً و أماً؟ هما الحسن و الحسين، جدهما رسول الله، و جدتهما خديجة بنت خويلد، و أمهما فاطمة بنت رسول الله، و أبوهما علي بن أبي طالب، و عمهما جعفر بن أبي طالب، و عمتهما أم هاني بنت أبي طالب، و خالهما القاسم بن رسول الله، و خالاتهما زينب و رقية و أم كلثوم بنات رسول الله، جدهما في الجنة و أبوهما في الجنة و أمهما في الجنة، و عمهما في الجنة و عمتهما في الجنة، و خالاتهما في الجنة، و هما في الجنة

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اے لوگو!کیا میں تمہیں ان کے بارے میں خبر نہ دوں جو (اپنے) نانا، نانی کے اعتبار سے سب لوگوں سے بہتر ہیں؟ کیا میں تمہیں ان کے بارے نہ بتاؤں جو (اپنے) چچا اور پھوپھی کے لحاظ سے سب لوگوں سے بہتر ہیں؟ کیا میں تمہیں ان کے بارے میں نہ بتاؤں جو (اپنے) ماموں اور خالہ کے اعتبار سے سب لوگوں سے بہتر ہیں؟ کیا میں تمہیں ان کے بارے میں خبر نہ دوں جو (اپنے) ماں، باپ کے لحاظ سے سب لوگوں سے بہتر ہیں؟ وہ حسن اور حسین ہیں، ان کے نانا اللہ کے رسول، ان کی نانی خدیجہ بنت

خویلد، ان کی والدہ فاطمہ بنت رسول اللہ، ان کے والد علی بن ابی طالب، ان کے چچا جعفر بن ابی طالب، ان کی پھوپھی ام ہانی بنت ابی طالب، ان کے ماموں قاسم بن رسول اللہ اور ان کی خالہ رسول اللہ کی بیٹیاں زینب، رقیہ اور ام کلثوم ہیں۔ ان کے نانا، والد، والدہ، چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ (سب) جنت میں ہوں گے اور وہ دونوں (حسنین کریمین) بھی جنت میں ہوں گے"

(المعجم الاوسط ،من اسمه محمد ، رقم الحديث:٦٤٦٢،جلد:٥،ص:٢٣،مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت لبنان)

حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سراپا شبیہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں

امام ابوداؤد سلیمان بن داؤد بن الجارود الطیالسی رحمہ اللہ (المتوفی:۲۰۴ھ) اپنی سند کے ساتھ نقل کرتے ہیں:

حدثنا ابو داؤد ،قال: حدثنا قيس ،قال: حدثنا ابو اسحاق ،عن هانئ بن هانئ ،عن على رضى الله عنه قال :كان الحسن بن على اشبه الناس برسول الله صلى الله عليه وسلم من وجهه الى سرته ،وكان الحسين اشبه الناس بالنبى صلى الله عليه وسلم ما اسفل من ذلك

حضرتِ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

"حسن (رضی اللہ عنہ) سینے سے لے کر سر تک لوگوں میں سب سے زیادہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل شبیہ اور حسین (رضی اللہ عنہ) سینے سے نیچے تک لوگوں میں سب سے زیادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل شبیہ ہیں" (مسند ابي داؤد الطيالسى ،احاديث على بن ابى طالب ابن

عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ،رقم الحدیث:۱۳۲،ص:۲۸،مطبوعہ دار ابنِ حزم بیروت ، لبنان)

(فضائلِ الصحابۃ لاحمد بن حنبل ،فضائل الحسن والحسین رضی اللہ عنہما ،رقم الحدیث :۱۳٦۸،ص:۳۰٤،مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

فضائل الصحابۃ کے محقق "شیخ وصی اللہ بن محمد عباس" کہتے ہیں:اسناده صحیح

(جامع الترمذی،ابواب المناقب ،باب:مناقب ابی محمد الحسن ابن علی بن ابی طالب والحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما، رقم الحدیث:۳۷۷۹،ص:۱۱۱٤مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع الریاض)

اعلی حضرت ،امام احمد رضا خان فاضلِ بریلی رحمہ اللہ اس حدیث شریف کا ترجمہ نظم کی صورت میں یوں فرماتے ہیں:

ایک سینہ تک مشابہ اک وہاں سے پاؤں تک
حسن سبطین ان کے جاموں میں ہے نیما نور کا

صاف شکل پاک ہے دونوں کے ملنے سے عیاں
خط توام میں لکھا ہے یہ دو ورقہ نور کا ۔

(حدائق بخشش ،حصہ اول ،ص۱۳۰،مطبوعہ پرو گریسو بکس اردو بازار لاہور)

آپ رحمہ اللہ نے ایک رباعی میں اس حدیث شریف کا یوں ترجمہ فرمایا:

مَعْدوم نہ تھا سایۂ شاہِ ثقلین!
اُس نور کی جلوہ گَہ تھی ذاتِ حسنین

تمثیل نے اُس سایہ کے دو حصّے کیے
آدھے سے حَسن بنے ہیں ، آدھے سے حُسین

(حدائق بخشش ،حصہ دوم ،ص۲۲٦مطبوعہ پرو گریسو بکس اردو بازار لاہور)

مکھی اور مچھر کا خون بہانا

اہل عراق کے نزدیک مکھی اور مچھر کا خون بہانا حضرتِ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے خون بہانے سے زیادہ سنگین تھا

امام ابی عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (المتوفی:۲۵٦ھ) نے اپنی سند کے ساتھ اس طرح نقل کیا ہے:

حدثنا محمد بن بشار : حدثنا غندر:حدثنا شعبة عن محمد بن ابی یعقوب : سمعت ابن ابی نعم : سمعت عبداللہ بن عمر و سأله عن المحرم: قال شعبة : أحسبه بقت جنل الذباب؟فقال : أهل العراق یسألون عن الذباب و قد قتلوا ابن ابنة رسول الله صلي الله عليه وسلم! وقال النبي صلي الله عليه وسلم : هما ريحا نتاي من الدنيا

محمد بن ابی یعقوب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرتِ ابن ابی نعم سے سنا،انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا اور کسی (سائل) نے ان سے محرم کے متعلق سوال کیا ،حضرت شعبہ کہتے ہیں کہ میرا گمان یہ ہے کہ اس (سائل) نے یہ سوال کیا کہ آیا محرم مکھی کو مار سکتا

ہے؟(یعنی اس وجہ سے محرم کو گناہ تونہیں ہوگا)حضرتِ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ:
اہل عراق مکھی کو مارنے کے متعلق پوچھ رہے ہیں حالانکہ یہ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے (حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ) کو شہید کر چکے ہیں۔
اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں (نواسوں حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما) کے متعلق فرمایا تھا:

"یہ دونوں دنیا میں میرے دو خوشبودار پھول ہیں"

(صحیح البخاری ،کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ،باب: مناقب الحسن والحسین رضی اللہ عنہما ،رقم الحدیث:۳۷۵۳،ص:٦٣١،مطبوعہ دارالسلام للنشر والتوزیع ،الریاض)

امام ابی عیسی محمد بن عیسٰی الترمذی رحمہ اللہ (المتوفی:۲۷۹ھ) نے اسے اپنی سند کے ساتھ یوں نقل کیا ہے:

حدثنا عقبة بن مكرم البصرى العمى: حدثنا وهب بن جرير بن حازم:حدثنا ابى عن محمد بن ابى يعقوب، عن عبد الرحمن ابن ابى نعم : انا رجلا من أهل العراق سأل ابن عمر عن دم البعوض يصيب الثوب ،فقال ابن عمر:انظروا إلى هذا يسال عن دم البعوض وقد قتلوا ابن رسول الله صلي الله عليه وسلم وسمعت رسول الله صلي الله عليه وسلم يقول:ان الحسن والحسين هما ريحا نتاي من الدنيا

حضرتِ عبدالرحمن بن ابی نعم بیان کرتے ہیں کہ:ایک عراقی نے حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ کپڑے پر مچھر کا خون لگ جائے تو کیا حکم ہے؟حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:اس (عراقی سائل) کی طرف دیکھو،مچھر کے خون کا مسئلہ پوچھتا ہے حالانکہ انہوں نے نبی کریم صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے (حضرتِ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ) کو شہید کیا ہے۔

اور میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یوں فرماتے ہوئے سنا:

"حسن وحسین (رضی اللہ عنہما) دونوں دنیا میں میرے خوشبودار پھول ہیں"

(جامع الترمذی ،ابواب المناقب ،باب: مناقب ابی محمد الحسن ابن علی بن ابی طالب والحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما ،رقم الحدیث:٣٧٧٠،ص:١١١٢،مطبوعہ دارا السلام للنشر والتوزیع،الریاض)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: هذا حديث صحيح

فوائد:

(1) حضرتِ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے نزدیک حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت بہت سنگین واقعہ تھی۔

(2) آپ اہل عراق کو ان کی بے وفائی کی وجہ سے شہادت امام حسین کا ذمہ دار سمجھتے تھے۔

(3) آپ برسرعام عراقیوں اور قاتلین حسین کا رد فرمایا کرتے تھے۔

(4) آپ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے بے پناہ محبت کرتے تھے اور ان کے فضائل و مناقب برملا بیان فرمایا کرتے تھے۔

(5) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے کس قدر محبت فرماتے تھے اس کی ایک جھلک ان روایات میں دیکھی جا سکتی ہے۔

(6) ان روایات میں ان شقی القلب لوگوں کا بھی رد موجود ہے جو سرے سے ہی اس واقعہ کربلا کا انکار کرنا چاہتے ہیں اور اس کے انکار کے لئے نت نئے بہانے تراشتے رہتے ہیں۔

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ کی حضرتِ سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ سے کمال محبت

امام ابی یعلیٰ احمد بن علی بن المثنی الموصلی رحمہ اللہ (۳۰۷ھ) نے اپنی سند کے ساتھ اس طرح نقل کیا ہے:

حدثنا أبو بكر، حدثنا زيد بن حباب، حدثنا محمد بن صالح التمار المدني، حدثنا مسلم بن أبي مريم، عن سعيد بن أبي سعيد المقبري قال: كنا مع أبي هريرة إذ جاء الحسن بن علي، فسلم فرددنا عليه، ولم يعلم أبو هريرة، فمضى فقلنا: يا أبا هريرة هذا الحسن بن علي سلم علينا، قال: فتبعه فلحقه قال: وعليك السلام يا سيدي، قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: «إنه سيد»

حضرت ابوسعید المقبری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

ایک مرتبہ ہم کچھ لوگ حضرتِ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس (بیٹھے ہوئے) تھے، اچانک حضرتِ سیدنا امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما تشریف لائے اور آپ رضی اللہ عنہ نے ہمیں سلام کیا، ہم نے آپ رضی اللہ عنہ کے سلام کا جواب دیا۔ حضرت سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کو انکے سلام کا علم نہ ہوا، اور وہ (حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ) چلے گئے۔ ہم نے عرض کی:

"اے ابوھریرہ (رضی اللہ عنہ)! یہ حسن بن علی (رضی اللہ عنہما) ہمارے پاس سے گزرے ہیں اور انہوں نے ہمیں سلام کیا۔ (یہ سن کر) آپ رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے چل کر گئے، اور ان سے ملاقات کی اور عرض کی: آپ پر سلام! اے میرے سردار! (ہم نے عرض کیا: آپ نے انہیں یا سیدی کیوں فرمایا؟) آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سے سنا ہے آپ صلی اللہ

علیہ وآلہ نے ارشاد فرمایا: "یہ (حسن) سید (یعنی سردار ہے"۔

(مسند ابی یعلیٰ ،مسند ابی ھریرۃ ، شھر بن حوشب ،عن ابی ھریرۃ ،عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ،رقم الحدیث:٦٥٥٤،ص:١١٤٥،مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ،لبنان)

مسند ابی یعلی کے محقق "حسین سلیم اسد" کہتے ہیں: اسنادہ صحیح

(المستدرك علی الصحیحین للحاکم ،کتاب معرفۃ الصحابۃ رضی اللّٰہ عنھم ،ومن فضائل الحسن بن علی بن ابی طالب رضی اللّٰہ عنہ وذکر مولدہ ومقتلہ رقم الحدیث:٤٧٩٢،جلد:٣،ص:١٨٥، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ،لبنان)

امام حاکم رحمہ اللہ (المتوفی:۴۰۵ھ) کہتے ہیں: ھذا حدیث صحیح الاسناد

امام ذھبی رحمہ اللہ (المتوفی:۷۴۸ھ) کہتے ہیں: صحیح ۔

(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ،کتاب المناقب ،باب ما جاء فی الحسن بن علی رضی اللّٰہ عنہ ،رقم الحدیث:١٥٠٤٩،جلد:٩،ص:١٧٨، مطبوعہ مکتبۃ القدسی القاھرۃ)

امام نور الدین الھیثمی رحمہ اللہ (المتوفی:۸۰۷ھ) فرماتے ہیں: رجالہ ثقات

فوائد:

(1) معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی حد درجہ تعظیم و تکریم فرماتے تھے۔

(2) حضرتِ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ حضرتِ سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو "یاسیدی" کہہ کر پکارتے تھے۔

(3) حضرتِ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ اپنے شاگردوں کو اہل بیت کے عظیم چشم و چراغ امام حسن مجتبی رضی اللہ عنہ کے فضائل و کمالات گاہے بگاہے سناتے رہتے تھے۔

(4)اس میں ان لوگوں کا بھی بھرپور رد موجود ہے جو کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اہل بیت کے فضائل معاذاللہ چھپایا کرتے تھے۔

(5)امام ابن شاہین رحمہ اللہ (المتوفی ۳۸۵ھ) فرماتے ہیں کہ:

"سید و سردار ہونا آپ کی انفرادی فضیلت ہے جس میں کوئی دوسرا شریک نہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے علاوہ کسی کے لئے سیادت کا اطلاق نہیں فرمایا۔۔آپ اہل بیت کے سید ہیں اور صحابہ کرام میں سید ہیں اور یقینی طور پر یہ شرف کسی کو حاصل نہیں ہوا" (شرح مذاهب اہل السنة ،ذكر ما تفرد به الحسن بن علی ،ص:٢٦٣،مطبوعه موسسة قرطبة للنشر والتوزيع)

حضرتِ سیدنا جابر بن عبداللہ کا بیان اور سید الشھداء امام حسین رضی اللہ عنہ کی شان

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (المتوفی:۲۴۱ھ) کے بیٹے اپنے والد گرامی کے طریق سے بسند یوں نقل کرتے ہیں:

حدثنا عبد اللہ قثنا ابی قثنا وکیع ،عن ربیع بن سعید ،عن ابنِ سابط، قال: دخل حسین بن علی علیه السلام المسجد ،فقال جابر بن عبد اللہ:

من أحب أن ينظر إلى سيد شباب الجنة ،فلينظر الی هذا ، سمعته من رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم

حضرتِ ابنِ سابط رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرتِ سیدنا امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما مسجد میں داخل ہوئے تو انہیں دیکھ کر حضرتِ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"جو جنتی نوجوانوں کے سردار کو دیکھنا پسند کرتا ہو تو وہ انہیں دیکھ لے"

کیونکہ میں نے اسی طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔

(فضائل الصحابة ،فضائل الحسن والحسين رضى اللّٰه عنهما ،رقم الحديث:١٣٧٤،ص:٣٠٥، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت ،لبنان)

فضائل الصحابة کے محقق "شیخ وصی اللہ بن محمد عباس" کہتے ہیں: اسناده صحيح

فوائد:

(1) حضرتِ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو مسجد میں آتے دیکھ کر فوراً حضرتِ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا ان کی شان بیان فرمانا اس بات کی بین دلیل ہے کہ وہ اپنے دل میں امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے لئے بے پناہ محبت کے جذبات رکھتے تھے۔

(2) حضرتِ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ علی الاعلان حضرتِ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے فضائل و کمالات لوگوں کے سامنے بیان کیا کرتے تھے۔

(3) اس روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان اقدس سے بھی آپ رضی اللہ عنہ کی شان کا بیان موجود ہے۔

حضرتِ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے محب سے اللہ تعالیٰ بھی محبت فرماتا ھے

امام ابو عبداللہ محمد بن یزید ابنِ ماجہ القزوینی رحمہ اللہ (المتوفی:٢٧٣ھ) اپنی سند کے ساتھ یوں نقل فرماتے ہیں:

حدثنا يعقوب بن حميد بن كاسب : حدثنا يحيي بن سليم عن عبد اللّٰه بن عثمان ابن

خثیم ،عن سعید بن ابی راشد ان یعلی بن مرة حدثھم انھم خرجوا مع النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم الی طعام دعوا لہ:فاذا حسین یلعب فی السکة ،قال:فتقدم النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم امام القوم ،وبسط یدیہ فجعل الغلام یفر ھھنا وھھنا ،ویضاحکہ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم حتی اخذہ ،فجعل احدی یدیہ تحت ذقنہ ،والاخری فی فاس راسہ فقبلہ،وقال:

"حُسَيْنٌ مِنِّي وَ اَنَا مِنْ حُسَيْنٍاَحَبَّ اللّٰهُ مَنْ اَحَبَّ حُسَيْنًا حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِنَ الْاَسْبَاط"

حضرت سیدنا یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کھانے کی دعوت پر گئے۔ گلی میں امام حسین رضی اللہ عنہ کھیل رہے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں سے آگے بڑھ گئے اور اپنے ہاتھ آگے کی طرف پھیلا دیئے مگر وہ (امام حسین رضی اللہ عنہ) ادھر ادھر بھاگنے لگے ،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں ہنساتے رہے حتیٰ کہ انہیں پکڑ لیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ایک ہاتھ ان کی ٹھوڑی کے نیچے اور دوسرا ہاتھ ان کے سر کے اوپر رکھا اور انہیں بوسہ دے کر فرمایا:

"حسین (رضی اللہ عنہ) مجھ سے ہیں اور میں حسین (رضی اللہ عنہ) سے ہوں اور جس نے حسین سے محبت کی اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے حسین اسباط میں سے ایک سبط ہیں"

(سنن ابن ماجہ ،کتاب السنة ،باب:فضل الحسن والحسین ابنی علی بن ابی طالب رضی اللّٰہ عنہم ،رقم الحدیث:١٤٤،ص:٢٧،مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع ، الریاض)

غیر مقلدین کے محقق حافظ زبیر علی زئی نے کہا:اسنادہ حسن

(جامع الترمذی ،ابواب المناقب ،باب:مناقب ابی محمد الحسن ابن علی بن ابی طالب والحسین بن

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنھما ،رقم الحدیث:۳۷۷۵،ص:۱۱۱۳،مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض)

امام ترمذی رحمہ اللہ (المتوفی:۲۷۹ھ)فرماتے ہیں:هذا حديث حسن

(المستدرك على الصحيحين للحاكم ، كتاب معرفة الصحابة رضى الله عنهم ، فضائل ابى عبدالله الحسين بن على الشهيد رضى الله عنهما ،رقم الحديث:۴۸۲۰،جلد:۳،ص:۱۹۴، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت)

امام حاکم رحمہ اللہ (المتوفی:۴۰۵ھ)فرماتے ہیں:هذا حديث صحيح الاسناد

امام ذہبی رحمہ اللہ (المتوفی:۷۴۸ھ)فرمایا: صحيح ـ

فائدہ:

اعلیٰ حضرت،امام احمد رضا خان قادری فاضلِ بریلي رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"یہ حدیث کس قدر محبت کے رنگ میں ڈوبی ہوئی ہے،ایک بار نام لے کر تین بار ضمیر کافی تھی مگر نہیں ہر بار لذتِ محبت کے لئے نام ہی کا اِعادہ فرمایا"

(فتاویٰ رضویہ ،مسئلہ ۱۷۳،جلد:۲۴،ص:۴۸۷،مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور ـ)

اہل بیت اطہار کی توہین کرنے والے کا انجام

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (المتوفی:۲۴۱ھ) کے بیٹے اپنے والد گرامی کے طریق سے بسند ایک اثر یوں نقل کیا ہے:

حدثنا عبدالله قال:حدثنى ابى نا عبد الملك بن عمرو ،قال:حدثنا قرة ،قال : سمعت ابا رجاء ،يقول:لا تسبوا عليا ،ولا أهل هذا البيت ،ان جارا لنا من بنى الهجيم قدم من

الکوفة ،فقال : ألم تروا هذا الفاسق ابن الفاسق ؟ان اللّٰہ قتله ،یعنی الحسین علیه السلام
،قال :فرماه اللّٰہ بکوکبین فی عینه ،فطمس اللّٰہ بصره

حضرتِ ابو رجاء عطاردی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ:

تم حضرت سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت اطھار (رضی اللہ عنہم) کو برا بھلا نہ کہو۔ بنو ہجیم سے تعلق رکھنے والا ہمارا ایک ہمسایہ جو کوفہ سے آیا تھا، اس نے کہا: تم نے اس فاسق بن فاسق [یعنیٰ حضرتِ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ] کو (معاذ اللہ) نہیں دیکھا اللہ نے اسکو قتل کر دیا

راوی کہتے ہیں کہ: پس اللہ تعالٰی نے اسی وقت اس شخص کی دونوں آنکھوں میں آسمان سے دو انگارے ڈال دیئے جس سے اسکی بینائی چلی گئی۔

(فضائل الصحابة ،فضائل علی رضی اللّٰہ عنه ،رقم الحدیث :۹۷٤،ص :۲۱۸، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت ، لبنان)

فضائل الصحابة کے محقق "شیخ وصی اللہ بن محمد عباس" نے کہا: اسناده صحیح

امام ابي القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی رحمہ اللہ (المتوفی:۳۶۰ھ) نے اسے اپنی سند سے نقل کیا ہے، ملاحظہ ہو:

(المعجم الکبیر ،الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللّٰہ عنه ، رقم الحدیث :۲۸۳۰،جلد :۳،ص :۱۱۲، مطبوعه مکتبة ابن تیمیة ، القاهرة ۔)

امام نور الدین الهیثمی رحمه اللہ (المتوفی:۸۰۷ھ) اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

رواه الطبرانی ، ورجاله رجال الصحیح

(مجمع الزوائد و منبع الفوائد،کتاب المناقب ، باب :مناقب الحسین بن علی رضی اللّٰہ عنهما ،رقم الحدیث :۱۵۱۵۷،جلد :۹، ص : ۱۹٦، مطبوعه مکتبة القدسی القاهرة ۔)

اے اللہ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، تمام انبیاء کرام علیہم السلام، تمام اہل بیت اطہار، تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور تمام اولیاء کرام کی پاک بارگاہوں کا کامل واکمل ادب نصیب فرما اور ہماری نسلوں میں بھی ان عظیم ہستیوں کا کوئی گستاخ و بے ادب نہ ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

حضرتِ سیدنا امام زین العابدین کی نصیحت! پانچ لوگوں سے ہمیشہ بچ کے رہنا

شیخ ابی السعادات عبداللہ بن اسعد بن علی الیافعی رحمہ اللہ (المتوفی:٧٦٨ھ) لکھتے ہیں کہ:

وقال ابنه محمد الباقر رضى الله تعالى عنهما :اوصانى ابى ، فقال :لا تصحبن خمسة ولا تحادثهم ولا ترافقهم فى طريق :لا تصحبن فاسقا فانه يبيعك باكله فما دونها ، قلت :يا ابت وما دونها ؟قال :يطمع فيها ثم لا ينالها ولا تصحبن البخيل فانه يقطع بك احوج ما تكون إليه ولا تصحبن كذابا ، فانه بمنزلة السراب يبعد عنك القريب ، ويقرب منك البعيد ولا تصحبن أحمق فانه يريد ان ينفعك فيضرك وقد قيل :عدو عاقل خير من صديق أحمق ولا تصحبن قاطع رحم فانى وجدته ملعونا فى ثلاثة مواضع من كتاب الله تعالى

حضرتِ سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد گرامی حضرتِ سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے یہ وصیت کی کہ پانچ آدمیوں کے پاس نہ بیٹھنا، نہ ان سے دوستی کرنا اور نہ ان کے ساتھ سفر کرنا۔

(1)فاسق بدکردار کی صحبت سے بچ کے رہنا کیونکہ وہ تمہیں ایک لقمہ اور اس سے بھی کم قیمت کے بدلے فروخت کردے گا۔

(2)بخیل کی صحبت سے بچ کے رہنا کیونکہ وہ تمہیں اپنے مال سے ایسے وقت میں دور کردے گا جب تمہیں اس کی ضرورت ہوگی۔

(3)جھوٹے آدمی سے بچ کے رہنا کیونکہ وہ بالکل دھوکے اور سراب کی مانند ہے، جو تمہارے قریب کو تم سے دور کردے گا اور تمہارے دور کو تم سے نزدیک کردے گا۔

(4)احمق آدمی سے بچ کے رہنا کیونکہ وہ اپنی حماقت سے تمہیں نفع پہنچانے کی کوشش میں نقصان پہنچا دے گا۔

(5)قطع رحمی کرنے والے سے بچ کے رہنا،کیونکہ میں نے قرآن مجید میں تین جگہ پر اسے ملعون پایا ہے۔(روض الریاحین فی حکایات الصالحین ،الحکایۃ الحادیۃ والسبعون ، ص:۱۱۱،مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ، لبنان)

اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے دوستوں سے بچائے رکھے۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

قبر حضرتِ سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ قبولیتِ دعا کے لئے تریاقِ مجرب

امام،حافظ ابوبکر احمد بن علی الخطیب البغدادی رحمہ اللہ (المتوفی:۴۶۳ھ)اپنی سند کے ساتھ لکھتے ہیں کہ:

اخبرنا القاضی ابو محمد الحسن بن الحسین بن محمد بن رامین الاستراباذی قال انبانا احمد بن جعفر بن حمدان القطیعی قال سمعت الحسن بن ابراھیم ابا علی الخلال

یقول :

ما همنی امر فقصدت قبر موسی بن جعفر فتوسلت به الا سهل اللّٰہ تعالیٰ لی ما احب

احمد بن جعفر بن حمدان قطیعی کہتے ہیں کہ میں نے ابو علی حسن بن ابراہیم خلال رحمہ اللہ (المتوفی ۲۴۲ھ) کو یوں بیان کرتے ہوئے سنا، انہوں نے کہا:

"مجھے جب کوئی مشکل پیش آتی ہے تو میں حضرت سیدنا امام موسی بن جعفر (الکاظم رضی اللہ عنہ) کی قبر مبارک پر حاضر ہوتا ہوں اور ان کے وسیلے سے دعا کرتا ہوں، پس اللہ تعالیٰ میرے معاملے کو میری خواہش کے مطابق آسان فرمادیتا ہے" (تاریخ بغداد ، باب :ما ذکر فی مقابر بغداد المخصوصة بالعلماء و الزهاد ، جلد:۱ص: ۱۳۳،۱۳۲،مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت ، لبنان)

(المنتظم فی تاریخ الملوك والامم لابن الجوزی ،ثم دخلت سنة ثلاث وثمانین ومائة ،رقم الترجمة:۹۹۷،موسی بن جعفرالخ ،جلد:۹،ص:۸۹،۸۸، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت ، لبنان)

ماہر علم الحیوانات ، شیخ کمال الدین دمیری رحمہ اللہ (المتوفی:۸۰۸ھ) اور شیخ محقق، شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ (المتوفی:۱۰۵۲ھ) لکھتے ہیں:

کان الشافعی یقول :قبر موسی الکاظم التریاق المجرب

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک (قبولیت دعا کے لئے) تریاقِ مجرب (یعنی آزمودہ) ہے"(حیاۃ الحیوان ، باب الهمزة ،البعوض، جلد:۱،ص:۱۸۹،مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت ، لبنان) (اشعة اللمعات (فارسی)،کتاب الجنائز ،باب :زیارة القبور ،جلد:۱،ص:۷۱۵،مطبوعه مکتبه نوریة رضویة ، سکھر)

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کا عشق رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

امام ابی یعلیٰ احمد بن علی بن المثنی الموصلی رحمہ اللہ (المتوفی ۳۰۷ھ) اپنی سند کے ساتھ نقل کرتے ہیں:

حدثنا شيبان بن فروخ ، حدثنا مبارك بن فضالة ،حدثنا الحسن ،عن انس بن مالك قال :كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يخطب يوم الجمعة إلى جنب خشبة يسند ظهره إليها ،فلما كثر الناس قال ابنوا لى منبرا ، فبنوا له منبرا له عتبتان ،فلما قام على المنبر يخطب حنت الخشبة الى رسول الله صلى الله عليه وسلم

قال انس وانى فى المسجد فسمعت الخشبة حين حنت حنين الواله،فما زالت تحن حتى نزل إليها رسول الله صلى الله عليه وسلم فاحتضنها فسكنتقال :فكان الحسن إذا حدث بهذا الحديث بكى ثم قال يا عباد الله ،الخشبة تحن الى رسول الله صلى الله عليه وسلم شوقا إليه لمكانه من الله فانتم احق ان تشتاقوا إلى لقائه

حضرتِ مبارک بن فضالہ کا بیان ہے کہ ہمیں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ حضرتِ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعۃ المبارک کے دن لکڑی کے ایک تنے کے بعد ساتھ اپنی کمر مبارک کی ٹیک لگا کر خطاب فرمایا کرتے تھے۔ پھر جب لوگ زیادہ ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"میرے لئے منبر تیار کرو" پس لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے منبر تیار کیا جس کے دو

درجے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطاب فرمانے کے لئے منبر پر تشریف فرما ہوئے تو لکڑی کے اس تنے نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فراق میں رونا شروع کر دیا۔

حضرتِ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اس وقت مسجد میں ہی موجود تھا تو میں نے سنا کہ وہ لکڑی کا تنا اس طرح رو رہا ہے جس طرح بچہ اپنی ماں کی جدائی میں شدید گھبرا کر روتا ہے، وہ لکڑی کا تنا مسلسل روتا ہی رہا حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے منبر شریف سے نیچے تشریف لائے اس کے پاس گئے اور اسے سینہ پاک سے لگایا تو پھر وہ پر سکون ہو گیا۔

راوی (حضرت مبارک بن فضالہ) بیان کرتے ہیں کہ حضرتِ حسن بصری رحمہ اللہ جب یہ حدیث مبارکہ بیان کرتے تو رو پڑتے اور فرماتے:

"اے اللہ کے بندو! لکڑی کا ایک تنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سے ملنے کے شوق میں اور اللہ تعالیٰ کے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام و مرتبہ کی وجہ سے مچلتا ہے تو تم اس بات کے زیادہ حقدار ہو کہ تم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی تڑپ رکھو"

(مسند ابی یعلیٰ ،مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ،ما اسندہ الحسن بن ابی الحسن عن انس بن مالک عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ،رقم الحدیث:۲۷۵۷،ص:۵٦۷،مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ، لبنان)

مسند ابی یعلیٰ کے محقق "حسین سلیم اسد" کہتے ہیں کہ: رجالہ ثقات ۔

امام ابو محمد عبداللہ بن عبد الرحمٰن التمیمی الدارمی رحمہ اللہ (۲۵۵ھ) نے اپنی سند کے ساتھ نقل کیا اس میں یوں ہے:

قال الحسن: سبحان اللہ ،ھل تبتغی قلوب قوم سمعوا ؟

حضرتِ حسن بصری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

"سبحان اللہ! کیا اس قوم کے دل (مضبوطی ایمان کے لئے کوئی اور بھی نشانی) تلاش کریں گے جنہوں نے (یہ معجزہ) سن لیا"

(سنن الدارمی ،المقدمة،باب:ما اکرم اللہ النبی بحنین المنبر ،رقم الحديث:۳۸،جلد:۱،ص:۳۱،مطبوعه قدیمی کتب خانه مقابل آرام باغ کراچی۔)

سنن الدارمی کے محقق:حسین سلیم اسد "کہتے ہیں کہ:مرسل اسناده صحیح۔

بیت:

سنگے وگیاہے کہ دران خاصیتے ہست
بہ زاد می وان کہ درو معرفتے نیست

ترجمہ:

وہ پتھر اور گھاس جس میں خصوصیت ہے وہ اس آدمی سے بہتر ہیں جس میں معرفت نہیں۔

حضرتِ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور مشاجرات صحابہ

شیخ شمس الدین محمد بن یوسف الصالحی الدمشقی الشافعی رحمہ اللہ (المتوفی:۹۴۲ھ) لکھتے ہیں کہ:

و روی ابو محمد الحارثی عن زافر بن سلیمان قال:سئل أبو حنيفة عن علی ومعاوية وقتلی صفين ،فقال: أخاف أن اقدم علی اللہ تعالی بشیٔ يسالنی عنه ، وإذا اقامنی یوم القيامة بين يديه لا يسالنی عن شیٔ من من أمورهم ، يسالنی عما كلفنی ، فالاشتغال بذلك اولی

حضرتِ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ (المتوفی:۱۵۰ھ) فرماتے ہیں:

"قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ مجھ کو اپنے سامنے کھڑا کرے گا تو حضرتِ سیدنا علی المرتضیٰ و حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما اور ان کے معاملات کے بارے میں سوال نہیں کرے گا۔ بلکہ جن باتوں کا مجھ کو مکلف کیا ہے، ان ہی کے بارے میں سوال کرے گا، میرے لیے ان ہی میں مشغول رہنا بہتر ہے"

(عقود الجمان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان ،الباب الموفى عشرين فی بعض حكمه و مواعظه و ادابه ،ص: ٢٤٥،مطبوعه مكتبه النعمانية محله جنگی پشاور ۔)

اقوال مراد رسول در مدح مؤذن رسول

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (المتوفی:۲۵۶ھ) اپنی سند کے ساتھ نقل کرتے ہیں:

حدثنا ابو نعيم : حدثنا عبد العزيز ابن ابی سلمة، عن محمد بن المنكدر : اخبرنا جابر بن عبد الله رضی الله عنهما، قال : كان عمر ،يقول : ابو بكر سيدنا ،واعتق سيدنايعنى : بلالا

حضرتِ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرتِ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ:

"حضرتِ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہمارے سردار ہیں اور ہمارے سردار کو انہوں نے آزاد کیا ہے، ان کی مراد حضرتِ سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ سے تھی"

(صحيح البخارى ،كتاب فضائل اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم ، باب:مناقب بلال بن رباح مولى ابي بكر رضى الله عنهما ، رقم الحديث :٣٧٥٤،ص:٦٣١،مطبوعه دار السلام للنشر والتوزيع،الرياض)

امام ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم النیسابوری رحمہ اللہ (المتوفی:۴۰۵ھ)اپنی سند کے ساتھ نقل کرتے ہیں:

اخبرنا أبو اسحاق ابراهيم بن محمد بن يحيي ،ثنا احمد التثقفی ،ثنا قتيبة ،ثنا الليث ،عن يحيي بن سعيد قال :ذكر عمر فضل ابی بكر رضی اللّٰہ عنهما فجعل يصف ما فيه ثم قال وهذا سيدنا بلال حسنة من حسنات ابی بكر

حضرتِ یحیی بن سعید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرتِ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا، پھر ان کے فضائل بیان کرنا شروع کر دیئے اور پھر ارشاد فرمایا:

"اور یہ ہمارے سردار (حضرت) بلال (رضی اللہ عنہ) بھی تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہیں"

(المستدرك على الصحيحين ،كتاب معرفة الصحابة رضی اللّٰہ عنهم ،ذكر بلال بن رباح مؤذن رسول اللّٰہ صلى اللّٰہ عليه وسلم ،رقم الحديث:٥٣١٨،جلد:٣،ص:٤٩٧، مطبوعه قديمی كتب خانه مقابل ارام باغ كراچی ۔)

(سير اعلام النبلا للذهبي ،رقم الترجمة:٨١،بلال بن رباح ،جلد:٣،ص:٢١٨،مطبوعه دار الحديث،القاهرة)

مقام سید المؤذنین رضی اللہ عنہ بزبان سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

امام ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم النیسابوری رحمہ اللہ (المتوفی:۴۰۵ھ)اپنی سند کے ساتھ نقل کرتے ہیں:

أخبرنا أبو العباس بن القاسم بن القاسم، ثنا محمد بن موسى الباشاني، ثنا علي بن الحسن بن شقيق، أنا الحسين بن واقد، ثنا عبد الله بن بريدة، عن أبيه رضي الله عنه قال: أصبح رسول الله صلى الله عليه وسلم يوما فدعا بلالا فقال:

" يا بلال، بم سبقتني إلى الجنة البارحة، فسمعت خشخشتك أمامي، فأتيت على قصر من ذهب مربع مشرف فقلت: لمن هذا القصر؟ فقالوا لرجل من قريش: فقلت: أنا قرشي لمن هذا القصر؟ قالوا: لعمر بن الخطاب "، فقال بلال: يا رسول الله، ما أذنت قط إلا صليت ركعتين، وما أصابني حدث إلا توضأت عندها، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «بهذا»

حضرت عبداللہ بن بریدہ اپنے والد گرامی (حضرتِ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ:

ایک صبح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرتِ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا: "اے بلال! کس عمل کی وجہ سے تم گزشتہ رات جنت میں میرے آگے آگے چل رہے تھے؟ میں نے جنت میں اپنے آگے تمہارے قدموں کی آہٹ سنی ہے، پھر میں سونے کے بنے ہوئے ایک چوکور بلند محل کے پاس گیا، میں نے پوچھا کہ یہ کس کا محل ہے؟ (فرشتوں نے) عرض کیا: ایک قریشی آدمی کا ہے، میں نے کہا: میں بھی قریشی ہوں، تو یہ محل کس کا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) کا، تو حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں جب بھی اذان دیتا ہوں تو دو رکعت نوافل پڑھتا ہوں، اور جب بھی میرا وضو ٹوٹتا ہے تو میں فورا وضو کر لیتا

ہوں۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہی وجہ ہے۔

(المستدرک علی الصحیحین ،کتاب معرفۃ الصحابہ،ذکر بلال بن رباح،مؤذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم،رقم الحدیث:۵۳۲۳، جلد:۳،ص:۴۹۸، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ مقابل ارام باغ کراچی۔)

امام ابوعبداللہ الحاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: صحيح على شرط الشيخين، ولم يخرجاه

امام ذہبی رحمہ اللہ (المتوفی:۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

على شرط البخاري ومسلم۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (المتوفی:۲۴۱ھ) کے بیٹے اپنے والد گرامی کے طریق سے بسند یوں نقل کرتے ہیں:

حدثنا عبداللہ قال: حدثني ابي قتنا وكيع ،عن سفيان ،عن يونس ،عن الحسن ،قال: رسول الله صلى الله عليه وسلم:

أنا سابق العرب ،وسلمان سابق فارس ،وصهيب سابق الروم ،وبلال سابق الحبش

حضرت سیدنا حسن بصری رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"میں عربوں میں، سلمان فارسیوں میں، صہیب رومیوں میں اور بلال حبشیوں میں سبقت لینے والے ہیں"

(فضائل الصحابة ،فضائل اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم ،رقم الحدیث:۱۷۳۹، ص:۳۶۹،مطبوعہ دار الكتب العلمية بيروت ، لبنان)

فضائل الصحابة کے محقق "شیخ وصی اللہ بن محمد عباس" کہتے ہیں: مرسل رجاله ثقات

حضرتِ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ سے محبت کا انداز بے مثال

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (المتوفی:۲۴۱ھ) کے بیٹے اپنے والد کے طریق سے بسند یوں نقل کرتے ہیں:

حدثنا عبد اللّٰہ قال :حدثنی ابی نا ابن ابی عدی ،عن ابن عون ،عن عمیر بن اسحاق ،قال :کنت مع الحسن بن علی ،فلقینا ابوھریرۃ،فقال :ارنی أقبل منك حیث رأیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقبل،قال :فقال :بقمیصہ،قال :فقبل سرتہ

حضرتِ عمیر بن اسحاق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میری اور حضرتِ سیدنا امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی ملاقات حضرتِ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو حضرتِ سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے حضرتِ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں وہاں سے تمہیں بوسہ دوں گا جہاں سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیا کرتے تھے، پس حضرتِ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے انہیں ناف پر بوسہ دیا ۔ (فضائل الصحابۃ ،فضائل الحسن والحسین رضی اللہ عنہما ،رقم الحدیث :۱۳۷۷،ص:۳۰۶،۳۰۵، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت ،لبنان۔)

فضائل الصحابۃ کے محقق "شیخ وصی اللہ بن محمد عباس" کہتے ہیں: اسنادہ صحیح

شیخ ابوالخیر الاقطع رحمہ اللہ کی بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشکل کشائی

شیخ ابو عبدالرحمن محمد بن الحسین السلمی رحمہ اللہ (المتوفی:۴۱۲ھ) شیخ ابوالخیر الاقطع رحمہ اللہ کے حالات میں

تحریر فرماتے ہیں کہ:

سمعت منصور بن عبداللّٰہ الاصفهانی ، يقول :سمعت ابا الخير الاقطع ، يقول :دخلت مدينة رسول الله صلى الله عليه وسلم ، وأنا بفاقة فاقمت خمسة أيام ما ذقت ذواقا، فتقدمت إلى القبر ، وسلمت على النبى صلى الله عليه وسلم ، وعلى ابى بكر وعمر ، رضى الله عنهما ، وقلت : أنا ضيفك الليلة ، يارسول اللّٰہ! وتنحيت ونمت خلف المنبر ، فرايت فى المنام النبى صلى اللّٰہ عليه وسلم ، وابو بكر عن يمينه ، وعمر عن شماله ، وعلى بن ابى طالب بين يديه ، رضى الله عنهم فحركنى على ، وقال : قم ، قد جاء رسول الله ، قال : فقمت إليه ، وقبلت بين عينيه ، فدفع إلى رغيفا ،فاكلت نصفه ، وانتبهت ، فاذا فى يدى نصف رغيف

میں نے منصور بن عبداللہ الاصفھانی سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرتِ ابوالخیر الاقطع رحمہ اللہ کو یوں فرماتے ہیں سنا:

میں ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر مدینہ منورہ میں حاضر ہوا اور میں فاقے سے تھا اور پانچ دن اسی طرح قیام کیا اور کوئی چیز بھی نہ چکھی تو میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار پر انوار پر حاضر ہوا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرتِ سیدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنھما کی بارگاہوں میں سلام پیش کیا اور عرض گزار ہوا:

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں چند راتوں سے آپ کا مہمان ہوں"

میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار پر انوار سے پیچھے ہٹا اور منبر شریف کے پیچھے جاکر سو گیا، پس میں

نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی اس حال میں کہ حضرتِ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپکے دائیں جانب اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ آپ کے بائیں جانب اور حضرتِ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ آپکے سامنے موجود تھے۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے مجھے ہلایا اور فرمایا: "کھڑے ہو جاؤ (دیکھو تو!) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہیں"، پس میں کھڑا ہوا اور میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دونوں آنکھوں کے درمیان والی جگہ کا بوسہ لیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ایک روٹی عطاء فرمائی، جب میں نے آدھی روٹی کھالی تب میری آنکھ کھل گئی اور میرے ہاتھ میں باقی آدھی روٹی موجود تھی۔

(طبقات الصوفية ، رقم الترجمة:٦٦، ومنهم: أبو الخير الاقطع ، ص:٢٨١،مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت ، لبنان)

(طبقات الاولياء لابن ملقن ،حرف الحاء ،رقم الترجمة:٣٧،حماد بن عبدالله ، الاقطع التيناتى ، ابو الخير ،ص:١٥٤، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت ، لبنان)

(صفة الصفوة ،ذكر المصطفين من أهل العواصم والثغور ، رقم الترجمة:٨٠٦،ابو الخير التيناتى ، جلد:٢،ص:٤٢١، مطبوعه دار الحديث ، القاهرة)

گستاخ شیخین کریمین رضی اللہ عنہما اور امام ذہبی رحمہ اللہ کا فتویٰ

امام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذہبی رحمہ اللہ (المتوفی:۷۴۸ھ) لکھتے ہیں کہ:

وقد ذكره ابن عساكر فى ترجمة معاوية فقال:كان ابو عروبة غاليا فى التشيع شديد الميل على بنى اميةقلت:كل من أحب الشيخين فليس بغال ، بلى من تكلم فيهما فهو غال مغتر فان كفرهما والعياذ بالله جاز عليه التكفير واللعنة ،وابو عروبة فمن أين جاءه

التشيع المفرط ؟نعم قد يكون ينال من ظلمة بنی امیۃ کالولید وغیرہ

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرتِ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حالات میں لکھا ہے کہ ابوعروبہ غالی ش یعہ تھے اور بنواُمیہ سے سخت عداوت رکھتے تھے۔ میں (یعنی امام ذہبی رحمہ اللہ) کہتا ہوں:

"جسے شیخین کریمین (یعنی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما) سے محبت ہے وہ غالی نہیں ہے ہاں جو ان کے عیوب و مثالب بیان کرے وہ ضرور غالی ہے اور جو شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کو کافر کہے العیاذ باللہ اس پر "ک ف ر" کا فتویٰ لگانا اور "ل ع ن ت" کرنا جائز ہے۔ ابوعروبہ میں غایت درجہ کا تشیع کہاں سے آیا؟ ہاں بنواُمیہ میں سے ولید اور دوسرے ظالم حکام کو برا بھلا ضرور کہتا تھا"

(تذکرۃ الحفاظ الطبقۃ العاشرۃ ،رقم الترجمۃ:۷۷۰،ابو عروبۃ ،جلد:۱،ص:۲۴۰، مطبوعہ مکتبہ رحمانیۃ اردو بازار لاھور)

مقام مکتوبات امام ربانی بزبان حضرتِ مجدد الف ثانی (رحمۃ اللہ علیہ)

شیخ الشیوخ، امام العارفین، امام ربانی حضرت سیدنا مجدد الف ثانی المعروف الشیخ احمد سرہندی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات گرامی، جن کا شہرہ آپکی مبارک زندگی ہی میں برصغیر پاک و ہند کے علاوہ بلخ و بخارا ، ایران اور عرب ممالک میں پھیل گیا تھا۔ آپ کے مکتوبات شریف نہ صرف تصوف میں ، بلکہ علوم و معارف اور نکات و اسرار میں ایک نہایت بلند مقام رکھتے ہیں۔ ہزاروں انسانوں نے ان سے فیض پایا ہے اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی خانقاہوں میں آج بھی باقاعدہ ان کا درس دیا جاتا ہے اور وقت کے شیوخ و مرشدان گرامی ان کی تشریح و توضیح سے اپنے وابستگان کے قلوب و اذہان کو منور بناتے ہیں۔

مکتوبات شریف کا مقام و مرتبہ خود امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے ملاحظہ فرمائیں:

محمد طالب بیانکی کی طرف لکھے گئے مکتوب میں فرمایا: "مکتوبات کا مطالعہ کیا کریں کہ بہت فائدہ مند ہے"

(مکتوبات امام ربانی ، دفتر اول ، مکتوب:۲۳۷، جلد:۲، ص:٤٩٣،مطبوعہ پرو گریسو بکس اُردو بازار لاہور ۔)

اپنے جگر گوشہ کی طرف لکھے گئے مکتوب میں فرمایا: "اے فرزند! یہ جو معارف لکھے گئے ہیں امید ہے کہ رحمانی الہامات سے ہوں گے جن میں ہرگز شیطانی وسوسوں کی آمیزش نہیں ہے۔اور اس مطلب پر دلیل یہ ہے کہ جب فقیر ان علوم کے لکھنے کے درپے ہوا اور اللہ تعالیٰ کی پاک بارگاہ میں التجا کی تو دیکھا کہ گویا ملائکہ کرام علی نبینا و علیھم الصلوۃ والسلام اس مقام کے گرد و نواح سے شیطان کو دفع کرتے ہیں اور اس مکان کے گرد نہیں آنے دیتے"

(مکتوبات امام ربانی ، دفتراول ، مکتوب:۲۳٤ ، جلد:۲ ، ص:٤٨٩،مطبوعہ پرو گریسو بکس اُردو بازار لاہور۔)

دین کا علم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لو

امام ابو عمر یوسف بن عبداللہ بن محمد ابنِ عبد البر القرطبی المالکی رحمہ اللہ (المتوفی:۴۶۳ھ) اپنی سند کے ساتھ نقل کرتے ہیں:

حدثنا احمد بن فتح قال: أنا أبو احمد عبداللہ بن محمد بن ناصح الفقيه الشافعی المعروف بابن المفسر فی داره بمصر ،نا أبو الحسن محمد بن يزيد بن عبد الصمد ، نا موسى بن ايوب النصيبي ، نا بقية بن الوليد قال :قال لی الاوزاعی:

يا بقية العلم ما جاء عن أصحاب محمد رسول اللّٰہ صلى اللّٰہ عليه وسلم وما لم يجي عن اصحاب محمد صلى اللّٰہ عليه وسلم فليس بعلم ، يا بقية لا تذكر أحدا من أصحاب محمد نبيك صلى اللّٰہ عليه وسلم الا بخير ، ولا احد من امتك ، واذا سمعت أحدا يقع فى غيره فاعلم انه انما يقول : أنا خير منه

حضرت بقیہ بن ولید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام اوزاعی رحمہ اللہ نے مجھ سے فرمایا:

"اے بقیہ! علم وہ ہے جو اصحاب محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، رضی اللہ عنھم) کے واسطے سے آیا ہے، اور جو اصحابِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، رضی اللہ عنھم) کے واسطے سے نہیں آیا وہ علم نہیں ہے۔ اے بقیہ! تمھارے نبی حضرتِ سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ کے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) اور کسی امتی کا ذکر صرف خیر کے ساتھ کرنا۔ اور جب تم سنو کہ کوئی شخص اس کے علاوہ میں پڑ گیا تو جان لو وہ کہتا ہے میں اس سے بہتر ہوں"

(جامع بيان العلم وفضله،باب:معرفة اصول العلم وحقيقته ، وما الذي يقع عليه اسم الفقه والعلم مطلقا ،الرقم :٨٠٢،ص:٢٨٣،مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت ، لبنان)

مجددیوں کے لئے بشارت عظیمہ

شیخ الشیوخ، امام العارفین، امام ربانی حضرت سیدنا مجدد الف ثانی المعروف الشیخ احمد سرہندی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ حلقہ مراقبہ میں تھے کہ آپ کو ندا آئی:

غفرت لك ولمن توسل بك إلى بواسطة أو بغير واسطة إلى يوم القيامة۔

"میں نے تجھے بخش دیا اور قیامت تک پیدا ہونے والے ان تمام لوگوں کو بھی بخش دیا جو تیرے وسیلے

سے مجھ تک پہنچیں گے، خواہ یہ وسیلہ بالواسطہ ہو یا بلاواسطہ"

(مبدا ومعاد ، ٥ ،منها واما بنعمة ربك فحدث ،ص:١١، مطبوعه حقيقت كتابوى استنبول ـ)

عظیم تابعی حضرت طاؤس بن کیسان اور دعائے حضرتِ سیدنا امام زین العابدین

امام ابن ابي الدنيا رحمہ اللہ (المتوفی ۲۸۱ھ) نے اپنی سند کے ساتھ اس طرح نقل کیا ہے:

حدثني محمد بن الحسين ، قال : حدثني عبيد الله بن محمد التيمي ، قال : حدثني شيخ مولى لعبد القيس ، عن طاووس ، قال : إني لفي الحجر ذات ليلة إذ دخل علي بن الحسين ، فقلت : رجل صالح من أهل بيت الخير ، لأستمعن إلى دعائه الليلة ، فصلي ثم سجد ، فأصغيت بسمعي إليه فسمعته يقول في سجوده :

عبيدك بفنائك ، مسكينك بفنائك ، فقيرك بفنائك ، سائلك بفنائك

قال طاووس : فحفظتهن فما دعوت بهن في كرب إلا فرج عني

حضرتِ طاؤس (بن کیسان رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ:

میں ایک رات کو حجر اسود کے پاس تھا، جب حضرتِ سیدنا علی بن حسین (امام زین العابدین رضی اللہ عنہ) تشریف لائے تو میں اپنے آپ سے کہنے لگا کہ:"یہ اہل بیت الخیر کے صالح شخص ہیں، میں آج رات ضرور انکی دعا سنوں گا۔ پس آپ (رضی اللہ عنہ) سحری تک نماز (نفل) پڑھتے رہے اور پھر سجدہ کیا اور یوں فرما رہے تھے:

"اے اللہ! تیرا بندہ تیری بارگاہ میں حاضر ہے، اے اللہ! تیرا مسکین تیری بارگاہ میں حاضر ہے، اے اللہ!

تیرا فقیر تیری بارگاہ میں حاضر ہے، اے اللہ! تیرا سائل تیری بارگاہ میں عرض مند ہے"۔

حضرتِ طاؤس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:"میں نے اس دعا کو یاد کر لیا اور اس دعا کو جب بھی مصیبت میں پڑھا میری مشکل آسان ہوگئی"۔

(موسوعة رسائل ابن ابي الدنيا ، كتاب الفرج بعد الشدة ، الرقم:٧٠ ، جلد : ٣، ص:٢٢، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت ، لبنان)

اس اثر کو شیخ ابو بکر احمد بن مروان الدینوری المالکی رحمہ اللہ (المتوفی ۳۳۳ھ) نے بھی اپنی سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔

(المجالسة وجواهر العلم ، الجزء الثالث ، الرقم:٤١٥، ص:٧١، ٧٢، مطبوعه دار ابن حزم بيروت لبنان)

(صفة الصفوة لابن الجوزى ، ذكر المصطفين من طبقات أهل المدينة من التابعين ومن بعدهم ، من الطبقة الثانية من أهل المدينة ، رقم الترجمة:١٦٥، على بن الحسين بن على بن ابى طالب ، جلد:١، ص:٣٥٧، مطبوعه دار الحديث ، القاهرة)

اللہ تعالیٰ سے امید؟

ایک دن راقم استاذی المکرم، امام المناظرین، مفسر قرآن، حضرتِ علامہ مولانا پروفیسر محمد سعید احمد اسعد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر تھا، ایک صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا

"سناؤ بھئی آپ کا کام ہوا؟"

اس نے عرض کیا: ہوا تو نہیں مگر "اللہ تعالیٰ سے امید" ہے کہ ہو جائے گا

آپ نے اس کے اس جملہ سے ناگواری کا اظہار فرماتے ہوئے کہا

:"تم اللہ تعالیٰ سے امید رکھتے ہو؟"

پھر اس کے سر پر دست شفقت رکھ کر فرمایا:

"بیٹا! بندوں سے امید ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ سے تو یقین ہوتا ہے"

حضرتِ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور مقام "قطب الارشاد"

شیخ الشیوخ، امام العارفین، امام ربانی حضرت سیدنا مجدد الف ثانی المعروف الشیخ احمد سرہندی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

وایں درویش را خلعت قطبیت ارشاد، بعد از وصول بآں مقام کہ مقام اقطاب است، ازان سرور دین ودنیا علیہ الصلوات والتسلیمات المبارکات والتحیات النامیات عنایت شد، وبایں منصب سرفراز ساختند۔

"مجھے اس مقام تک پہنچ جانے کے بعد جو اقطاب کا مقام کہلاتا ہے، سردار دین ودنیا علیہ الصلوات والتسلیمات المبارکات والتحیات النامیات کی جانب سے قطبیت ارشاد کی خلعت عطا ہوئی، اور مجھے اس منصب پر سرفراز فرمایا گیا"

(مبداء و معاد، امنہا، ص: ۵، مطبوعہ حقیقت کتابوی، استنبول)

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ قطب ارشاد اور اس کے فیضان عام کا تذکرہ کچھ یوں فرماتے ہیں:

قطب ارشاد کہ جامع کمالات فردیت نیز باشد، بسیار عزیز الوجود است۔ وبعد از قرون بسیار واز منئہ بے شمار ایں قسم گوہرے بظہور می

آید، وعالم ظلمانی از نور ظہور او نورانی می گردد و نور ارشاد وہدایت او شاملِ تمام عالم ست۔ از محیطِ عرش تا مرکز فرش ہر کسے را کہ رشد وہدایت وایمان ومعرفت حاصل می شود از راہ او می آید، واز و مستفاد می گردد، بے توسط او ہیچ کس بایں دولت نمی رسد مثلاً نور ہدایت او در رنگ دریائے محیط تمام عالم را فرا گرفتہ است۔ وآں دریا گویا منجمد است کہ اصلا حرکت ندارد۔

"قطب ارشاد فردیت کے کمالات کا بھی جامع ہوتا ہے، یہ مقام بہت ہی کم حضرات کو ملتا ہے۔ صدیوں اور زمانوں کے بعد اس مقام پر ایک شخص متمکّن ہوتا ہے، اور یہ دنیائے تاریک اس کے ظہور کے نور سے منور ہو جاتی ہے، اور اس کی ارشاد و ہدایت کا نور ساری دنیا کو محیط ہو جاتا ہے۔ عرش کے دائرے سے زمین کے مرکز تک جس کو بھی رشد، ہدایت، ایمان، اور معرفت حاصل ہوتی ہے، اسی کے واسطے سے حاصل ہوتی ہے اور اسی کی ذات سے مستفاد ہوتی ہے، اس کے واسطے کے بغیر کوئی شخص بھی اس دولت تک رسائی نہیں پا سکتا، مثال کے طور پر اس کا نور ہدایت ایک بحر بے کراں کی صورت میں پوری دنیا کو اپنے احاطے میں لئے ہوئے ہوتا ہے، اور وہ دریا گویا کہ منجمد (جما ہوا) ہے کہ اس میں مطلقاً کوئی حرکت نہیں" (مبداء و معاد ، ۲منہا ، ص: ۸ ، مطبوعہ حقیقت کتابوی ، استنبول)

اہل سنت وجماعت کے مقررہ اصولوں کے مقابل کشف کی حیثیت

شیخ الشیوخ، امام العارفین، امام ربانی حضرت سیدنا مجدد الف ثانی المعروف الشیخ احمد سرہندی نقشبندی

رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

کشف را تابع نص ساختن عین استقامت است ، والہام را بوحی گذاشتن عین صواب۔۔۔۔۔۔۔۔

شخصے از حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ سرہ پرسید کہ مقصود از سلوک چیست ؟ فرمودند تا معرفتِ اجمالی تفصیلی گردد واستدلالی کشفی شود، وہر کشفے کہ مخالف ظاھر شریعت ومقرر علماء اہل سنت والجماعت است قبول را نمی شاید کہ اعوجاج است از طریقہ مستقیم کہ خاصہ حضرتِ محمد رسول اللہ است صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

"کشف کو نص کے تابع بنانا عین استقامت ہے، اور الہام کو وحی پر چھوڑنا عین صواب ہے۔۔۔۔۔۔

ایک شخص نے حضرتِ خواجہ نقشبند قدس اللہ سرہ سے پوچھا کہ سلوک سے مقصود کیا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تاکہ معرفت اجمالی، تفصیلی ہو جائے اور استدلالی کشفی ہو جائے، اور ہر وہ کشف جو کہ ظاھر شریعت اور علماء اہل سنت و جماعت کے مقررہ اصول کے خلاف ہو قبول کے لائق نہیں، اس لئے کہ یہ اس طریقہ مستقیم سے انحراف ہے جو کہ حضرتِ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاصہ ہے"

(مکاشفات عینیہ ، مکاشفہ: ٧ ص:٢٤، ٢٥ ، مطبوعہ زوار اکیڈمی پبلی کیشنز ، ناظم آباد نمبر ٤، کراچی۔)

عقیدہ توحید اور مسلک داتا گنج بخش رحمہ اللہ (قسط اول)

عقیدہ توحید تمام عقائد اسلامیہ کی اصل اور جان ہے۔ اس کی تبلیغ اللہ ربّ العزت کے تمام انبیاء کرام ورسل عظام علیہم السلام اپنے اپنے ادوار میں کرتے رہے۔ یہاں تک کہ سید المرسلین، رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین، شفیع المذنبین، راحت العاشقین، حضرتِ سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی عقیدہ توحید کے پرچار کے لئے لاتعداد تکالیف برداشت کیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اس تبلیغ کی وجہ سے طرح طرح کے مظالم کا نشانہ بنایا گیا۔

مختصر یہ کہ اس عظیم ذمہ داری کو اہل حق اہل سنت و جماعت ہمیشہ سے نبھاتے چلے آرہے ہیں۔ حضرتِ سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری رحمہ اللہ نے بھی عظیم المرتبت سلف صالحین کے اسلوب کو مد نظر رکھتے ہوئے اس بنیادی عقیدہ کے عنوان پر اپنی کتاب "کشف المحجوب" میں کئی جگہ پر لکھا ہے۔

عقیدہ توحید کی حقیقت بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

حقیقت توحید حکم کردن بود بر یگانگی چیزی و صحت علم بر یگانگی آن چون حق تعالیٰ یکی ست بی قسیم اندر ذات و صفات خود وبی بدیل وبی شریک اندر افعال خود و موحدان اورا بدین صفت دانستہ اند و دانش ایشاں را بیگانگی توحید خوانند

(کشف المحجوب، باب فی فرق فرقھم فی مذاہبھم، کشف الحجاب الثانی فی التوحید، ص:۳۰۳، مطبوعہ النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور۔)

"در حقیقت توحید کا مطلب ہی یہ ہے کہ کسی چیز کے ایک ہونے پر یقین رکھا جائے اور اس کے ایک

ہونے کا صحیح علم بھی حاصل کیا جائے (تاکہ حقیقت سے پوری طرح آگاہی ہو) اور جب یہ معلوم ہو گیا (اور اس کا صحیح علم حاصل ہو گیا) کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے، اس کی ذات کا تو در کنار اس کی صفات میں بھی اس کا کوئی ثانی نہیں، نہ ہی اس کے افعال میں اس کا کوئی شریک یا مثل ہے اور توحید پرستوں نے اسے انہی صفات کی بدولت پہچانا ہے تو (اس علم و یقین کو انہوں نے دلیل راہ بنا کر) حقیقت توحید کو پالیا"

(گنج مطلوب ترجمه كشف المحجوب ، ص:٤٢٧، ٤٢٨، مطبوعه صابری بک ڈپو دیوبند یو پی)

داتا گنج بخش رحمہ اللہ نے تجسیم باری تعالیٰ کے عقیدہ کی نفی کرتے ہوئے یوں فرمایا:

مر عقلا کہ خداوند عزاسمہ مجسم و مرکب نیست۔

(كشف المحجوب ، باب فی فرق فرقهم فی مذاهبهم ، الكلام فی اظهار جنس المعجزه على يد من يدعی الالهيه ، ص:٢٤١، مطبوعه النوريه الرضويه پبلشنگ کمپنی ، لاہور)

"عقل مندوں کو اس حقیقت کے تسلیم کر لینے کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ مرکب یا مجسم نہیں"

(گنج مطلوب ترجمه كشف المحجوب ، ص:٣٤٢، مطبوعه صابری بک ڈپو دیوبند یو پی)

جہاں پر ولایت کی انتہا وہاں سے نبوت کی ابتداء

حضرتِ سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

انبیاء فاضل تر نداز اولیاء از آنچہ نھایت ولایت بدایت نبوت باشد و جملہ انبیاء ولی باشند اما از اولیاء کسی نبی نباشد

(كشف المحجوب ، باب:فی فرق فرقهم فی مذاهبهم ، الكلام فی تفضيل الانبياء على الاولياء ، ص:٢٥٧، مطبوعه النوريه الرضويه پبلشنگ کمپنی ، لاہور)

"انبیاء کو اولیاء پر فضیلت حاصل ہے، اس لئے کہ ولایت کی حدیں جہاں ختم ہو جاتی ہیں، نبوت کی حدیں وہاں سے شروع ہوتی ہیں اور تمام انبیاء لازماً ولی ہوتے ہیں لیکن اولیاء میں سے کسی کو نبی کا درجہ حاصل نہیں ہوتا" (گنج مطلوب ترجمہ کشف المحجوب ، ص: ٣٦٣، مطبوعہ صابری بک ڈپو دیوبند یو پی)

ولی کی انتہاء مقام مشاہدہ حق جبکہ نبی کی ابتداء اسی سے ہے

حضرتِ سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

چون اولیاء از عادت و عرف بنھایت رسند از مشاھدت خبر دھند واز حجاب بشریت خلاص شوند ھر چند کہ عین بشر باشند و باز رسول را اول قدم اندر مشاھدت چون بدایت رسول نھایت ولایت ولی بود این را باآن قیاس نتوان کرد۔

(کشف المحجوب ، باب: فی فرق فرقھم فی مذاہبھم ، الکلام فی تفضیل الانبیاء علی الاولیاء ، ص:٢٥٨، مطبوعہ النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی ، لاہور ۔)

"اولیاء جب اپنی انتہاء کو پہنچ جاتے ہیں، تب کہیں مشاہدہ سے خبر دیتے ہیں اور بشریت کے پردوں سے نجات حاصل کرتے ہیں، ہر چند کہ وہ ہوتے بالکل بشر ہی ہیں۔ اس کے برعکس نبی کا اولین قدم ہی مشاہدہ میں ہوتا ہے اور جب ایک (نبی) کی ابتداء دوسرے (ولی) کی انتہاء کے برابر ہو تو ولی کو نبی پر کیوں کر قیاس کیا جاسکتا ہے؟"

(گنج مطلوب ترجمہ کشف المحجوب ، ص٣٦٥ مطبوعہ صابری بک ڈپو دیوبند یو پی)

عقیدہ توحید اور مسلک داتا گنج بخش (قسط دوم)

اللہ تعالیٰ تمام عیوب و نقائص سے پاک ہے

اس بات پر تمام اہل اسلام کا اتفاق چلا آرہا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام عیوب و نقائص سے پاک اور منزہ ہے۔ قرآن و سنت میں متعدّد جگہ اللہ رب العزت کے نقائص و عیوب سے پاک اور منزہ ہونے کا ذکر موجود ہے مگر مخالفین اہل سنت کے ائمہ و پیشواؤں نے اپنی کتب و فتاویٰ میں اللہ تعالیٰ کی ذات پاک میں بھی عیوب و نقائص کا امکان و جواز ثابت کیا ہے (معاذاللہ)۔

حضرتِ سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری رحمہ اللہ نے "کشف المحجوب "میں اس مسئلہ پر قلم اٹھایا ہے اور مسلک اہلسنت کی وضاحت فرمائی ہے۔ مثال کے طور پر ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

از همه نقصان ونقایص پاک از همه آفات ومتعالی از همه عیوب۔

(کشف المحجوب ، باب :فی فرق فرقهم فی مذاہبهم ، کشف الحجاب الثانی فی التوحید ، ص:٣٠٤، مطبوعه النوریه الرضویه پبلشنگ کمپنی ، لاہور)

"بلکہ وہ (اللہ تعالیٰ) تمام نقائص سے مبرہ، نقصان سے بری، تمام خرابیوں سے پاک، عیب سے بالا تر ہے"(گنج مطلوب ترجمه کشف المحجوب ، ص: ٤٢٩، مطبوعه صابری بك ڈپو دیوبند یو پی)

اللہ تعالیٰ جہت و مکان سے پاک ہے

قارئین! مخالفین کے مشترکہ "امام و پیشوا" اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب میں:

جو شخص خدا کو زمان و مکان وجہت سے پاک جانتا ہے تو ایسے شخص کو بدعت حقیقیہ کا مرتکب ٹھہرایا ہے

ملخصا(ایضاح الحق الصریح،فائدہ اول،ص:۷۷،مطبوعہ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی)

داتا صاحب رحمہ اللہ نے اس عقیدے کی تردید واضح اور دوٹوک الفاظ میں فرمائی ہے اور اہل سنت کے صحیح عقیدہ کو کچھ یوں بیان فرمایا ہے:

اما شرط علم بذات خداوند تعالیٰ آنست کہ عاقل بالغ بداند کہ حق تعالیٰ موجود ست اندر قدم ذات خود وبی حد وحدود ست و اندر مکان و جہت نیست۔

(کشف المحجوب ، باب :اثبات العلم ، فصل :۳، ص:۱٤، مطبوعہ النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی ، لاہور)

"لیکن علم ذات خداوند تعالیٰ کی بنیادی شرط ہے کہ عاقل وبالغ یہ جان لے کہ اللہ موجود ہے،قدیم ہے اور بے حد وحساب سے اور کسی خاص سمت یا مکان میں نہیں"۔

(گنج مطلوب ترجمہ کشف المحجوب ، ص : ۳۵، مطبوعہ صابری بك ڈپو دیوبند یو پی)

اپنی کتاب میں ایک دوسرے مقام پر یوں تحریر فرماتے ہیں:

را مکان نیست و اندر مکان نہ از آنچہ اگر متمکن در مکان بودی مکان را نیز مکان بالیستی و حکم فعل وفاعل وقدیم ومحدث باطل شدی۔

(کشف المحجوب ، باب :فی فرق فرقھم فی مذاہبھم ، کشف الحجاب الثانی فی التوحید ، ص:۳۰۳، مطبوعہ النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی ، لاہور ۔)

"اس (اللہ تعالیٰ) کا مکان نہیں اور نہ کسی مکان کا مکین ہے کہ یوں تو پھر اس مکان کے لئے بھی اور مکان کا وجود لازم قرار پاتا ہے اور اس فعل وفاعل اور قدیم وحادث کا حکم ہی باطل ہوجاتا ہے"

(گنج مطلوب ترجمہ کشف المحجوب ، ص : ٤۲۸، مطبوعہ صابری بك ڈپو دیوبند یو پی)

اس عنوان کو ختم کرنے سے پہلے میں حضرت داتا صاحب کا فرمان نقل کر رہا ہوں جس میں مخالفین اہل سنت جو اپنے آپ کو بڑے فخر سے توحیدی، توحید کا علمبردار کہتے ہیں کے لئے کافی سبق موجود ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

پس اہل سنت حکم کردند بریگانگی خداوند بتحقیق۔
رامکان نیست و اندر مکان نہ از آنچہ اگر متمکن در مکان بودی مکان رانیز مکان یا لیستی و حکم فعل وفاعل وقدیم ومحدث باطل شدی۔

(کشف المحجوب ، باب :فی فرق فرقھم فی مذاہبھم ، کشف الحجاب الثانی فی التوحید ، ص:۳۰۵، مطبوعہ النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی ، لاہور ۔)

"پس اہل سنت نے جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر حکم لگایا تو اس کی بنیاد علم و تحقیق پر ہے"

(گنج مطلوب ترجمہ کشف المحجوب ، ص: ۴۳۱، مطبوعہ صابری بک ڈپو دیوبند یو پی)

شیخ الاسلام امام ابن ابی حاتم الرازی رحمہ اللہ

آپ کی کنیت "ابو محمد"، نام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن منذر بن داؤد بن مھران تمیمی حنظلی رازی ہے اور "ابن ابی حاتم" سے معروف ہیں۔ ۲۴۰ھ میں ایران کے تاریخی شہر "رے" میں پیدا ہوئے۔ آپ محدث، مفسر اور جرح و تعدیل کے امام تسلیم کئے جاتے ہیں۔ انہوں نے ۳۲۷ھ میں وصال فرمایا۔

امام ابو یعلیٰ خلیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أخذ علم ابیه وابی زرعه ، وکان بحرا فی العلوم ومعرفة الرجال ، صنف فی الفقه واختلاف الصحابة والتابعین ، وکان زاهدا یعد من الابدال

"آپ نے اپنے والد گرامی اور امام ابوزرعہ کا علم اپنے سینہ میں جمع کرلیا، آپ معرفۃ الرجال اور دیگر علوم میں بحر زخار تھے ، فقہ اور اختلاف صحابہ و تابعین میں کتب لکھیں اور زھد و تقویٰ کی وجہ سے "ابدال" میں شمار ہوتے تھے"

امام ابن ابي حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كنا بمصر سبعة أشهر لم ناكل فيها مرقة ، نهارنا ندور على الشيوخ وبالليل ننسخ ونقابل ، فاتينا يوما أنا ورفيق لى شيخا فقالوا :هو عليل ، فرايت سمكة اعجبتنا فاشتريناها فلما صرنا إلى البيت حضر وقت مجلس بعض الشيوخ فمضينا فلم يزل السمكة ثلاثة أيام

"ایک بار ہم نے طلب حدیث کے لئے مصر میں سات ماہ قیام کیا، اس عرصہ میں ہمیں شوربا تک پینے کا موقع نہیں ملا، دن بھر ہم مختلف شیوخ سے حدیث کا سماع کرتے تھے اور رات اس کے لکھنے اور ایک دوسرے کے ساتھ مذاکرہ کرنے میں گزر جاتی تھی، ایک دن میں اور میرا رفیق دونوں ایک شیخ کے حلقہ درس میں حاضر ہوئے تو پتا چلا شیخ آج بیمار ہیں درس نہیں دیں گے، راستہ میں ہمیں ایک مچھلی پسند آئی جو ہم نے خریدلی، لیکن جب وہ اپنے مکان پر پہنچے تو ایک دوسرے شیخ کے درس دینے کا وقت ہوگیا ہم مچھلی کو وہیں چھوڑ کر ادھر چلے گئے اور تین دن تک ہمیں مچھلی پکانے کا وقت نہ ملا"

امام ابن ابي حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لا يستطاع العلم براحة الجسد

"علم آرام طلبی اور تن آسانی سے حاصل نہیں ہوتا"

امام ابن ابي حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

وقع عندنا الغلاء فانفذ بعض اصدقائى حبوبا من اصبهان فبعته بعشرين ألف أو قال :اشتر لى بها دارا ، فانفقتها على الفقراء ،وكتبت إليه :اشتريت لك بها قصرا فى الجنة ، فقال : رضيت ان ضمنت ، فكتبت على نفسي صكا بالضمان ، فاريت فى المنام :قد قبلنا ضمانك ولا تعد لمثل هذا

"ایک دفعہ ہمارے ہاں سخت قحط پڑا، میرے ایک دوست نے اصفہان سے غلہ بھیجا جو میں نے بیس ہزار روپے میں فروخت کردیا۔ اس نے لکھا کہ اس کے بدلے میرے لئے ایک مکان خریدو، چنانچہ میں نے وہ سارا روپیہ مسکینوں اور فقیروں میں تقسیم کردیا اور اس کو لکھ بھیجا کہ میں نے تمہارے لئے جنت میں ایک محل خرید لیا ہے اس نے جوابا کہا کہ مجھے منظور ہے بشرطیکہ آپ اس کی ضمانت دیں چنانچہ میں نے اپنی طرف سے اس کو ضمانت کی ایک تحریر لکھ بھیجی، پھر میں نے خواب میں دیکھا کہ ہم نے تمہاری ضمانت قبول کرلی ہے مگر آئندہ ایسا نہ کرنا"

ابنِ جنید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کو یوں فرماتے ہوئے سنا:

انا لنطعن على اقوام لعلهم قد حطوا رحالهم فى الجنة من مائتى

"ہم بعض رجال پر جرح کرتے ہیں حالانکہ ممکن ہے کہ وہ دوسال سے جنت میں فروکش ہوچکے ہوں"

ابنِ جنید رحمہ اللہ کے شاگرد محمد بن مہرویہ کہتے ہیں کہ:

فدخلت على ابن ابي حاتم وهو يحدث بكتاب الجرح والتعديل فحدثته بهذا ، فبكى وارتعدت يداه وسقط الكتاب وجعل يبكى ويستعيدنى الحكاية

ایک دن میں امام ابنِ آبي حاتم رحمہ اللہ کی مجلس میں حاضر ہوا تو وہ اس وقت (اپنی) کتاب الجرح والتعدیل

کا درس دے رہے تھے، میں نے ان سے امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کا یہ قول بیان کیا تو رو پڑے، ان کے ہاتھ کانپنے لگے اور کتاب گر پڑی، روتے جاتے تھے اور مجھے یہ فرمان دوبارہ سنانے کو کہتے تھے"

(تذكرة الحفاظ ، الطبقة الحادية عشرة ، رقم الترجمة : ٨١٢ ، ابن ابي حاتم ، جلد : ٣، ص : ٣٤، ٣٥، مطبوعه مكتبه رحمانية اردو بازار ، لاهور)

فقیہ امت حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور عقیدہ ختم نبوت

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو عمدہ اور احسن طریقے سے دُرودِ پاک پڑھنے کی ترغیب دلائی تو لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ آپ (رضی اللہ عنہ) ہمیں عمدہ دُرودِ پاک سکھا دیجئے۔ تو حضرتِ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس طرح دُرودِ پاک پڑھو:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلوٰتَکَ وَرَحْمَتَکَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ ، وَاِمَامِ الْمُتَّقِينَ ، وَخَاتِمِ النَّبِيِّينَ مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُولِکَ

"اے اللہ! اپنی رحمتیں اور برکتیں رسولوں کے سردار، متقیوں کے امام اور آخری نبی محمد صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم پر نازِل فرما جو تیرے بندے اور رسول ہیں"

(سنن ابنِ ماجه ، ابواب اقامة الصلوات والسنة فيها ، الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم ، رقم الحديث :٩٠٦، ص:١٥٧، مطبوعه دار السلام للنشر والتوزيع ، الرياض)

فائدہ:

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بذاتِ خود خَاتَمُ النَّبِيِّين کے الفاظ کے ساتھ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم پر دُرودِ پاک پڑھا اور دوسروں کو بھی اس طرح دُرودِ پاک پڑھنے کی ترغیب دلائی۔

"غیر صحیح" کہنے سے مراد یہ نہیں کہ حدیث ہی جھوٹی ہے

عظیم امام، حافظ ابي عمرو عثمان بن عبد الرحمن المشہور بابن الصلاح رحمہ اللہ (٦٤٣ھ) فرماتے ہیں کہ:

وَمَتَى قَالُوا: " هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ " فَمَعْنَاهُ: أَنَّهُ اتَّصَلَ سَنَدُهُ مَعَ سَائِرِ الْأَوْصَافِ الْمَذْكُورَةِ، وَلَيْسَ مِنْ شَرْطِهِ أَنْ يَكُونَ مَقْطُوعًا بِهِ فِي نَفْسِ الْأَمْرِ، إِذْ مِنْهُ مَا يَنْفَرِدُ بِرِوَايَتِهِ عَدْلٌ وَاحِدٌ، وَلَيْسَ مِنَ الْأَخْبَارِ الَّتِي أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلَى تَلَقِّيهَا بِالْقَبُولِ

وَكَذَلِكَ إِذَا قَالُوا فِي حَدِيثٍ: " إِنَّهُ غَيْرُ صَحِيحٍ " فَلَيْسَ ذَلِكَ قَطْعًا بِأَنَّهُ كَذِبٌ فِي نَفْسِ الْأَمْرِ، إِذْ قَدْ يَكُونُ صِدْقًا فِي نَفْسِ الْأَمْرِ، وَإِنَّمَا الْمُرَادُ بِهِ أَنَّهُ لَمْ يَصِحَّ إِسْنَادُهُ عَلَى الشَّرْطِ الْمَذْكُورِ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ

"جب محدثین کسی حدیث کو صحیح کہیں تو اسکا یہ مطلب ہوتا ہے کہ اتصالِ سند کے ساتھ یہ روایت صحیح حدیث کی دیگر شرائط پر پورا اترتی ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ یہ قطعی ہو کیونکہ یہ ایک عادل شخص کی روایت ہے اور اس پر امت متفق نہیں ہوئی۔ اور اسی طرح اگر محدثین کہیں کہ یہ حدیث غیر صحیح ہے تو ضروری نہیں کہ یہ حدیث جھوٹی ہی ہو، یہ روایت سچی بھی ہو سکتی ہے، غیر صحیح کہنے سے محدثین کی مراد ہوتی ہے کہ یہ صحیح حدیث کی شرائط پر پورا نہیں اترتی۔

(مقدمة ابن الصلاح فی علوم الحديث ، معرفة الصحيح من الحديث ، النوع الأول من أنواع علوم الحديث ، ص: ٢١، مؤسسة الكتب الثقافية ، بيروت)

شہادتِ شبیہ مصطفی، حضرتِ سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ

امام الاولیاء، سیّدالاصفیاء، سیّدالاتقیاء، برادرِ شہیدِ کربلا، دلبند حیدر، نورِ دیدہ بتول، راکب دوش مصطفیٰ، شبیہ مصطفیٰ، خلیفہ راشد پنجم، حضرتِ سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کو زہر دیا گیا، جس کی پاداش میں آپ نے جام شہادت نوش فرمایا۔

جناب عمیر بن اسحاق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

دخلت أنا ورجل على الحسن بن على نعوده ، فجعل يقول لذلك الرجل: سلنى قبل أن لا تسالني ، قال: ما أريد أن اسالك شيئا، يعافيك اللّٰه ، قال: فقام فدخل الكنيف ، ثم خرج الينا ، ثم قال: ما خرجت اليكم حتى لفظت طائفة من كبدى اقلبها بهذا العود ، ولقد سقيت السم مرارا ما شيء اشد من هذه المرة ، قال: فغدونا عليه من الغد فاذا هو فى السوق ، قال: وجاء الحسين فجلس عند رأسه ، فقال: يا اخى ، من صاحبك ؟ قال: تريد قتله ؟ قال: نعم ، قال: لئن كان الذي أظن ، اللّٰه اشد نقمة ، وان كان بريئا فلما أحب ان يقتل بريء

"میں ایک شخص کے ساتھ حضرت سیدنا امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی عیادت کو آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ اس آدمی سے فرمانے لگے:

"سوال کیجئے، یوں نہ ہو کہ موقع نہ ملے"

اس نے کہا: میں آپ رضی اللہ عنہ سے کوئی سوال نہیں کرنا چاہتا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو عافیت دے، آپ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور بیت الخلاء گئے۔ پھر نکل کر ہمارے پاس آئے، فرمایا:

"میں نے آپ کے پاس آنے سے پہلے اپنے جگر کا ایک ٹکڑا (قضاء حاجت کے دوران) پھینک دیا ہے۔ میں اسے اس لکڑی کے ساتھ الٹ پلٹ کر رہا تھا۔ مجھے کئی بار زہر پلایا گیا، لیکن اس دفعہ سے سخت کبھی نہیں پلایا گیا"

راوی کہتے ہیں کہ ہم آپ رضی اللہ عنہ کے پاس اگلے دن آئے تو آپ رضی اللہ عنہ حالت نزع میں تھے۔ حضرتِ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، سرہانے بیٹھ گئے اور کہا: "بھائی جان! آپ کو زہر کس نے دیا؟" فرمایا: "اس کے قتل کا ارادہ ہے؟" کہا: "جی ہاں!" فرمایا: "اگر وہ شخص وہی ہے، جو میں سمجھتا ہوں، تو اللہ تعالیٰ سخت انتقام لینے والا ہے اور اگر وہ بری ہے، تو میں ایک بری آدمی کو قتل نہیں کرنا چاہتا""

(مصنف ابن ابی شیبة ، کتاب الفتن ، من کرہ الخروج فی الفتنة وتعوذ عنها ، الرقم:٣٧٣٥٩ ، جلد:٧ ، ص: ٤٧٦، مطبوعه مکتبة الرشد ، الریاض)

اللہ تعالیٰ آپ کی تربت اطہر وانور ومعطر پر ریت کے ذرات، درختوں کے پتوں کے برابر اپنی رحمتوں اور برکتوں کا نزول فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ولی کو تمام کمالات اپنے نبی کی متابعت کے طفیل ہی ملتے ہیں

شیخ الشیوخ، امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

ولی ہر کمالے کہ می یابد و بہر درجہ کہ می رسد بطفیل متابعت نبی خود ست، علیہ الصلوۃ والسلام۔ اگر متابعت نبی نمی بود نفس ایمان رو نمی نمود، وراہ بدرجات علیا از کجا می گشود۔

"ولی جو کمال بھی حاصل کرتا ہے اور جس درجہ تک بھی پہنچتا ہے وہ اپنے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی پیروی کے طفیل میں پہنچتا ہے۔ اگر نبی کی متابعت اور پیروی سے ہٹ جائے تو ایمان سے بھی محروم ہو جاتا ہے، بلند ترین درجات تک پہنچنا تو بڑی بات ہے"

(مبداء و معاد ، ۵۷منہا، ص:۸۰ ، مطبوعہ حقیقت کتابوی ، استنبول)

حضرتِ سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ عین "شبیہ مصطفیٰ"

حضرتِ سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ حد سے زیادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ تھے۔

حضرتِ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ:

لم یکن احد اشبہ بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم من الحسن بن علی

حضرتِ سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے زیادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ کوئی نہ تھا"

(صحیح البخاری ، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ، باب: مناقب الحسن والحسین رضی اللہ عنہما ، رقم الحدیث:۳۷۵۲ ، ص۶۳۱، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع ، الریاض)

حضرتِ سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ:

رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکان الحسن بن علی علیہما السلام یشبهه

"میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ہے، حضرتِ سیدنا امام حسن بن علی علیہما السلام آپ کے بہت زیادہ مشابہ تھے"

(صحیح البخاری ، کتاب المناقب ، باب: صفة النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم الحدیث: ۳۵۴۳ ، ۳۵۴۴ ص ۵۹۶، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع ، الریاض)

حضرتِ سیدنا عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ:

صلى أبو بكر رضى الله عنه العصر ثم خرج يمشي فراى الحسن يلعب مع الصبيان فحمله على عاتقه وقال: بابى ، شبيه بالنبي لا شبيه بعلى ، وعلى يضحك

حضرتِ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نمازِ عصر ادا کی، نماز کے بعد جب جارہے تھے، تو حضرتِ سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھا، تو ان کو اپنے کندھے پر اٹھالیا، اور فرمایا: "میرا باپ آپ پر قربان، یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہہ ہیں، حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کے مشابہہ نہیں ہیں" اور حضرتِ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہنس رہے تھے۔"

(صحيح البخارى ، كتاب المناقب ، باب: صفة النبى صلى الله عليه وسلم، رقم الحديث: ٣٥٤٢، ص ٥٩٥، مطبوعه دار السلام للنشر والتوزيع ، الرياض)

نوٹ: یہ واقعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس دنیا سے ظاہری طور پر پردہ فرمانے کے چند روز بعد کا ہے۔ جیسا کہ فضائل الصحابۃ لاحمد میں تصریح موجود ہے، ملاحظہ فرمائیں:

(فضائل الصحابة ، فضائل الحسن والحسين رضى الله عنهما ، رقم الحديث:١٣٥٣، ص:٣٠١، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت ، لبنان)

نگاہ نبوت میں "ابوبکر" و "عائشہ" نام کی پزیرائی

امام، فقیہ، ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن فرحون مالکی رحمہ اللہ (المتوفی: ٧٦٩ھ) لکھتے ہیں کہ:

"شیخ ابو بکر بن یوسف المعروف بالمحجوب النجار رحمہ اللہ اپنی عائشہ نامی بیٹی کے ہمراہ مدینہ منورہ میں رہائش پذیر ہوئے۔ اس وقت مدینہ منورہ میں کچھ بااثر رافضی موجود تھے۔ چنانچہ اپنے ناموں کی وجہ

سے شیخ ابوبکر کو رواف ض کی طرف سے کافی پریشانی کا سامنا کرنا پڑا، یہاں تک کہ ایک دن انہوں نے تنگ آکر اپنا اور اپنی بیٹی کا نام تبدیل کرنے کا ارادہ کر لیا، اسی رات خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ نے ارشاد فرمایا "ایسا مت کرنا"

اور ساتھ ہی حرم کے ایک جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: "ان لوگوں کو دیکھو جن سے تم خوف کھا رہے تھے"۔ جب شیخ نے دیکھا تو انہیں مدینہ منورہ میں ان کی پہچان کے وہاں ستر لوگ نظر آئے، جن کے چہرے انسانوں جبکہ بقیہ دھڑ خن زیر کے تھے، پھر ارشاد ہوا: "یہ عصا لو اور انہیں مدینہ منورہ سے نکال باہر کرو"، بعد ازاں شیخ ابوبکر نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! میں چاہتا ہوں کہ میں اپنی زندگی میں ہی انہیں مرتا دیکھوں، فرمایا: "تم تو ان کے بعد بھی زندہ رہو گے" چنانچہ شیخ جب صبح اٹھے تو بہت خوش تھے اور ان کا خوف بھی دور ہو چکا تھا۔ چنانچہ غیبی خبر کے مطابق شیخ نے ان ستر اف ضیوں کو باری باری مرتے دیکھا، یہاں تک کہ مدینہ منورہ ان سب کے وجود سے پاک ہو گیا بعد میں سو سال عمر پا کر شیخ کا وصال ہوا" (مفہوما)

(تاریخ المدینة المنورة ، فصل : فی ذکر جماعة من المجاورین القدماء والمشائخ الصلحاء والتعریف بکشف احوالھم و مناقبھم ، ص:۱۵۵، مطبوعه دار الارقم للطباعة والنشر والتوزیع بیروت ، لبنان)

ملفوظات حضور شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ

۳ ربیع الأول شیخ الاسلام والمسلمین، قطب المشائخ والاولیاء فی العالمین، حضرتِ خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا یوم عرس مبارک ہے اسی مناسبت سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چند ملفوظات عالیہ حضرتِ شیخ صلاح بن مبارک بخاری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۹۳ھ) اور حضرتِ شیخ یعقوب چرخی رحمۃ

اللہ علیہ (المتوفی ۸۵۱ھ) کی تصانیف مبارکہ سے پیش خدمت ہیں:

آپ رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ: "جس نے ایک روز بھی ہمارا جوتا سیدھا کیا، ہم اس کی شفاعت کریں گے"

فرمایا: "ذکر کی تعلیم کسی کامل مکمل سے ہونی چاہیے، تاکہ مؤثر ہو اور اس کا نتیجہ ظاہر ہو۔ تیر بادشاہ کی ترکش سے لینا چاہیے، تاکہ حمایت کے لائق ہو"۔

بخارا کے ایک عالم نے آپ رحمتہ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ نماز میں حضوری کس چیز سے حاصل ہو سکتی ہے؟ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا: "حلال کھانے سے، جو وقوف اور آگاہی کے ساتھ کھایا جائے"

آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ "اس راستے پر چلنے والے کو اولیاء کی تابعداری سے ولایتِ خاصہ عنایت ہوتی ہے"۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے کہ ہمارا طریقہ صحبت ہے۔ خلوت میں شہرت ہے اور شہرت میں مصیبت ہے۔ صحبت ایک دوسرے میں نفی ہو جانے سے حاصل ہوتی ہے۔

نیز فرمایا: جو لوگ ہماری صحبت میں آتے ہیں (ان میں) بعض ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے دلوں میں محبت کا بیج ہوتا ہے، لیکن تعلقات کے تنکوں وغیرہ کی وجہ سے نشوونما نہیں پا سکتے، ہمیں ان تعلقات کو پاک کرنا چاہیے۔ (ان لوگوں میں) بعض ایسے ہیں کہ ان کے دل میں محبت کا بیج نہیں ہوتا، ہمیں وہ بیج پیدا کرنا چاہیے۔

آپ نے فرمایا: "جو شخص ہم سے دلی الفت و محبت رکھتا ہے، خواہ وہ دور ہو یا نزدیک، ہمیں دن رات اس کا خیال رہتا ہے اور ہماری شفقت اور تربیت کے چشمے سے اسے فیض پہنچتا رہتا ہے۔ اگر وہ اپنے حال کا

واقف ہوتو اسے ہمارا فیض خار وخس (کانٹوں اور تنکوں) سے پاک کردیتا ہے"۔

فرمایا: "جو کوئی ہمارے طریقے سے روگردانی کرتا ہے، خطرہ دین میں پڑتا ہے"۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ: آپ کی حضوری کیسے مل سکتی ہے؟ فرمایا: "اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے"

فرمایا: "شمع کی طرح ہو، اور شمع کی طرح نہ بن، شمع کی طرح اس لئے ہو کہ دوسروں کو روشنی پہنچائے اور شمع کی طرح اس لئے نہ بن کہ تو خود تاریکی میں رہے"

آپ رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے: "ہمیشہ باوضو رہنا چاہیے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لا یحافظ علی الوضوء الا مؤمن یعنی ہمیشہ باوضو نہیں رہ سکتا مگر وہ آدمی جو مؤمن ہو"

فرمایا: "ذکر جہر اور سماع سے جو حضوری اور ذوق حاصل ہوتا ہے وہ ہمیشہ باقی نہیں رہتا"

فرمایا: میرے امیر (کلال رحمتہ اللہ علیہ) نے ایک مرتبہ مجھے کہا کہ جب تک رزق حلال نہ ہو، مقصود حاصل نہیں ہوتا۔ بعض نے کہا کہ ہم دریا ہو چکے ہیں لہٰذا ہمارے لئے یہ نقصان دہ نہیں ہے، انہوں نے جھوٹ کہا ہے بلکہ وہ نجاست کا دریا ہوگئے ہیں" (انیس الطالبین ، ص:۸۹، ۹۲، ۹۳، ۹٦، ۱۰۳، مطبوعہ قادری رضوی کتب خانہ ، لاھور ،رسالہ انسیہ ، ص:٦٦، ٨٤ ، ۹۳، مطبوعہ مکتبہ سراجیہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسی زئی شریف ڈیرہ اسماعیل خان ۔)

پانچویں صدی اور ذکرِ میلاد النبی

(1۔) حجۃ الدین امام ابوعبداللہ بن ظفر المکی رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی:۵٦۵ھ) لکھتے ہیں کہ:

وقد عمل المحبون للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فرحا بمولدہ الولائم ۔

"اہل محبت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد شریف کی خوشی میں دعوت طعام منعقد کرتے آئے ہیں"

(الصالحی :سبل الھدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد ، الباب الثالث عشر : فی اقوال العلماء فی عمل المولد الشریف واجتماع الناس لہ وما یحمد من ذلك وما یذم ، جلد: ۱، ص: ۳۶۳، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ، لبنان)

اس عبارت سے دو باتیں ثابت ہوئیں:

محافل میلاد منعقد کرنا یہ عمل اہل محبت اور عشاقان مصطفیٰ کا ہے نہ کہ اہل بدعت وضلالت کا۔

محافل میلاد منعقد کرنا اور ضیافت میلاد کا اہتمام کرنا یہ پانچویں صدی سے شروع نہیں ہوا بلکہ پچھلی صدیوں کا تسلسل ہے۔یہی امام محمد بن ظفر المکی رحمۃ اللہ علیہ تھوڑا آگے یوں فرماتے ہیں:

وعمل ذلك قبل جمال الدین العجمی الھمذانی وممن عمل ذلك علی قدر وسعہ یوسف الحجار بمصر ، وقد رأی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو یحرص یوسف المذکور علی عمل ذلك

"یہ عمل (محافل میلاد منعقد کرنا اور ضیافت میلاد کا اہتمام کرنا) شیخ جمال الدین عجمی ہمذانی نے بھی کیا اور مصر میں یوسف حجار نے اسے بہ قدرِ وسعت منعقد کیا اور پھر انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (خواب میں) دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوسف حجار کو عمل مذکور کی ترغیب دے رہے ہیں"

(الصالحی :سبل الھدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد ، الباب الثالث عشر : فی اقوال العلماء فی عمل المولد الشریف واجتماع الناس لہ وما یحمد من ذلك وما یذم ، جلد: ۱، ص: ۳۶۳، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ، لبنان۔)

اس حوالے سے چند باتیں تو حل ہوگئیں:

محافل میلاد چودھویں صدی کی بدعت نہیں بلکہ پانچویں صدی میں بھی پایا جانے والا ایک مستحسن اور مبارک عمل ہے۔

محافل میلاد منعقد کرنا خاص ہندوستان کی پیداوار نہیں بلکہ یہ عمل مصر میں پانچویں صدی میں بھی موجود تھا۔

محافل میلاد کا اہتمام بدعت اور حرام نہیں۔کیونکہ اگر یہ بدعت اور حرام ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرتِ یوسف حجار رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں آکر دیدار نہ بخشتے اور نہ ہی اس عمل کو کرنے کی ترغیب ارشاد فرماتے۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خواب میں آکر دیدار بخشنا اور عمل مذکور کی ترغیب ارشاد فرمانا اس بات کی طرف واضح اشارہ ہے کہ یہ عمل مبارک مستحسن اور جائز ہے۔

2)شیخ الاسلام ابوالفرج عبدالرحمن بن علی بن ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۵۹۷ھ) کثیر کتب کے مصنف ہیں۔انہوں نے "میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" پر دو عدد مستقل کتب تصنیف کیں:

(۱)مولد العروس

(۲)بیان المیلاد النبوی

یہی امام ابن جوزی رحمہ اللہ اپنی کتاب "بیان المیلاد النبوی" کے اختتام پر یوں دعا مانگتے ہیں:

اللهم انا قد حضرنا قراءة مولد نبيك الكريم فاقض علينا ببركته خلع القبول والتكريم

"اے اللہ! ہم نے تیرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد مبارک کو پڑھا ہے تو ہم پر اس کی برکت سے قبولیت و اکرام کی خلعت سے سرفراز فرما" (بيان الميلاد النبوى صلى الله عليه وسلم ، ص:

٦٢، مطبوعه اداره نعيمية رضوية سواد اعظم موچی گیٹ ، لاہور ۔)

اس دعا سے واضح لفظوں میں ثابت ہوا کہ اگر امام ابن جوزی رحمہ اللہ میلاد مبارک کے بدعت اور حرام ہونے کے قائل ہوتے تو کبھی بھی میلاد نہ پڑھتے اور نہ ہی میلاد پاک کی برکات سے قبولیت و اکرام کی خلعت بارالہ سے مانگتے۔

امام ابن جوزی رحمہ اللہ نے میلاد شریف پر دو کتب لکھ کر واضح فرمادیا کہ میرے نزدیک میلاد شریف ایک مبارک اور مستحسن عمل ہے۔

یہی امام ابن جوزی رحمہ اللہ شاہ اربل کی طرف سے بہت وسیع پیمانے پر میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منائے جانے اور اس پر خطیر رقم خرچ کرنے کے بارے میں فرماتے ہیں:

لو لم يكن فى الا ارغام الشيطان و ادعام أهل الايمان

"اس (انعقاد محافل میلاد کے) نیک عمل میں سوائے شیطان کو ذلیل و رسوا کرنے اور اہل ایمان کو تقویت پہنچانے کے کچھ نہیں"

(الصالحی :سبل الهدى والرشاد فى سيرة خير العباد ، الباب الثالث عشر : فى اقوال العلماء فى عمل المولد الشريف واجتماع الناس له وما يحمد من ذلك وما يذم ، جلد: ١، ص: ٣٦٣، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت ، لبنان۔)

اس حوالے سے ثابت ہوا کہ امام ابنِ جوزی رحمہ اللہ کے نزدیک محافل میلاد شریف کا انعقاد شیطان کو رسوا اور ذلیل و خوار کرتا جبکہ اس سے عاشقان مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تقویت ملتی ہے۔ منکرین محافل میلاد کے لئے اس عبارت میں اچھا خاصا لمحہ فکریہ موجود ہے۔

چھٹی صدی اور ذکرِ میلاد النبی

(1۔)حافظ شمس الدین محمد بن عبداللہ الجزری الشافعی رحمہ اللہ (المتوفی:٦٦٠ھ)لکھتے ہیں:

"ابولہب کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا گیا تو اس سے پوچھا گیا:اب تیرا کیا حال ہے ؟کہنے لگا آگ میں جل رہا ہوں،تاہم ہر پیر کے دن میرے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے۔انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا کہ (ہر پیر کو)میری ان دو انگلیوں کے درمیان سے پانی نکلتا ہے جسے میں پی لیتا ہوں اور یہ تخفیف عذاب میرے لئے اس وجہ سے ہے کہ میں نے ثویبہ کو آزاد کیا تھا جب اس نے مجھے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ولادت کی خوشخبری دی اور اس نے آپ کو دودھ بھی پلایا تھا"

یہ سب لکھنے کے بعد حافظ شمس الدین الجزری رحمہ اللہ یوں تحریر فرماتے ہیں:

فاذا كان أبو لهب الكافر ، الذى نزل القرآن بذمه جوزى فى النار بفرحة ليلة مولد النبى صلى الله عليه وسلم به ، فما حال المسلم الموحد من أمة النبى صلى الله عليه وسلم ، يسر بمولده ، ويبذل ما تصل إليه قدرته فى محبته صلى الله عليه وسلم ؟ ولعمرى انما يكون جزاؤه من المولى الكريم ، أن يدخله بفضله جنات النعيم

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے موقع پر خوشی منانے کے اجر میں اس ابولہب کے عذاب میں بھی تخفیف کر دی جاتی ہے جس کی مذمّت میں قرآن پاک میں ایک پوری سورۃ نازل ہوئی ہے۔تو امت محمدیہ کے اس مسلمان کو ملنے والے اجر و ثواب کا کیا عالم ہو گا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد کی خوشی مناتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت وعشق میں حسبِ استطاعت خرچ کرتا ہے؟خدا کی قسم!میرے نزدیک اللہ تعالیٰ ایسے مسلمان کو اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی

منانے کے طفیل اپنی نعمتوں بھری جنت عطا فرمائے گا"

(حسن المقصد فی عمل المولد للسیوطی ، ص٦٥ ، ٦٦ ، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت ، لبنان

الحاوی للفتاوی للسیوطی، ص: ٢٠٦، مطبوعه مکتبه رشیدیة سرکی روڈ ، کوئٹه

المواهب اللدنية بالمنح المحمدية للقسطلانی، المقصد الأول : فی تشریف الله تعالی له علیه السلام، ذکر رضاعه صلی الله علیه وسلم ، جلد : ١ ، ص : ٧٨، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت ، لبنان

حجة الله علی العالمین للنبهانی ، الباب الثاني، فصل فی اجتماع الناس لقراءة قصة مولد النبی صلی الله علیه وسلم ، ص:١٧٧، مطبوعه قدیمی کتب خانه مقابل ارام باغ کراچی۔)

(2)شارح "صحیح مسلم" امام نووی رحمہ اللہ (المتوفی:٦٧٦ھ) کے شیخ امام ابو شامہ عبد الرحمن بن اسماعیل رحمہ اللہ (المتوفی:٦٦٥ھ) فرماتے ہیں:

من احسن ما ابتدع فی زماننا ما یفعل کل عام فی الیوم الموافق لیوم مولده صلی الله علیه وسلم من الصدقات والمعروف واء ظهار الزینة والسرور ، فان ذلك مع ما فیه من الاحسان للفقراء مشعر بمحبته صلی الله علیه وسلم وتعظیمه فی قلب فاعل ذلك ، وشکر الله علی ما من به من ایجاد رسوله صلی الله علیه وسلم الذی ارسله رحمة للعالمین

"ہمارے دور کا نیا مگر بہترین کام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یوم ولادت کا جشن منانا ہے۔ جس میں ہر سال میلاد النبی کے موقع پر اظہارِ فرحت و سرور کے لئے صدقات و خیرات کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، نیک کام کئے جاتے ہیں، صاف ستھرے لباس پہنے جاتے ہیں، یہ ایک حسین ترین طریقہ ہے جو (اگرچہ نیا ہے) مگر اس کے حسین ہونے میں کلام نہیں کیونکہ اس سے جہاں ایک طرف غرباء و مساکین کا بھلا ہوتا ہے وہاں اس سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ مبارکہ کے ساتھ

والہانہ محبت کا پہلو بھی نکلتا ہے اور پتہ چلتا ہے کہ اظہارِ شادمانی کرنے والے کے دل میں اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے حد تعظیم پائی جاتی ہے اور ان کی عظمت کا تصور موجود ہے گویا وہ اپنے رب کا شکرادا کر رہا ہے کہ اس نے بے پایاں رحمت عطا فرمائی اور وہ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو دے دیا جو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے"

(انسان العيون فی سيرة الامين المامؤن المعروف به السيرة الحلبية ، باب: تسميته صلى الله عليه وسلم محمدا واحمدا ، جلد: ١ ، ص: ١٢٣، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت ، لبنان

حجة الله على العالمين للنبهانى ، الباب الثاني، فصل فی اجتماع الناس لقراءة قصة مولد النبی صلى الله عليه وسلم ، ص:١٧٤، مطبوعه قديمى كتب خانه مقابل ارام باغ كراچی۔)

یہی قول غیر مقلدین کے معروف عالم وحید الزمان حیدر آبادی نے بھی نقل کیا ہے:

(هدية المهدى (حاشيه) ص: ٤٦، مطبوعه دهلى)

امام ابو شامہ رحمہ اللہ شاہ اربل کی طرف سے وسیع پیمانے پر میلاد شریف منائے جانے اور اس پر خطیر رقم خرچ کئے جانے کے بارے میں اس کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

مثل هذا الحسن يندب إليه ويشكر فاعله ويثنى عليه

"اس نیک عمل کو مستحب گردانا جائے گا اور اس کے کرنے والے کا شکریہ ادا کیا جائے گا اور اس پر اس کی تعریف کی جائے گی"

(سبل الهدى والرشاد فی سيرة خير العباد ، الباب الثالث عشر: فی اقوال العلماء فی عمل المولد الشريف واجتماع الناس له وما يحمد من ذلك وما يذم ، جلد: ١ ، ص: ٣٦٣، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت ، لبنان)

ساتویں صدی اور ذکرِ میلاد النبی

(1) امام کمال الدین ابو الفضل جعفر بن ثعلب بن جعفر الادفوی رحمہ اللہ (المتوفی:۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

حكى لنا صاحبنا العدل ناصر الدين محمود بن العماد أن ابا الطيب محمد بن ابراهيم السبتي المالكى نزيل قوص ، أحد العلماء العالمين كان يجوز بالمكتب فى اليوم الذى فيه ولد النبي صلى الله عليه وسلم فيقول : يا فقيه ، هذا سرور ، اصرف الصبيان ، فيصرفنا

"ہمارے ایک مہربان دوست ناصر الدین محمود بن عماد حکایت کرتے ہیں کہ بے شک ابو طیب محمد بن ابراہیم سبتی مالکی، جو "قوص" کے رہنے والے تھے اور صاحب عمل علماء میں سے تھے۔ اپنے دار العلوم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے دن محفل میلاد منعقد کرتے اور دار العلوم میں چھٹی کرتے، وہ (اساتذہ سے) کہتے: اے فقیہ! آج خوشی و مسرت کا دن ہے، بچوں کو چھوڑ دو، پس ہمیں چھوڑ دیا جاتا"

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (المتوفی:۹۱۱ھ) یہ بات نقل کرنے کے بعد یوں تحریر فرماتے ہیں:

وهذا منه دليل على تقريره وعدم انكاره ، وهذا الرجل كان فقيها مالكيا متفننا فى علوم ، متورعا أخذ عنه عنه أبو حيان وغيره ، ومات سنة خمس وتسعين وستمائة

"ان کا یہ عمل ان کے نزدیک میلاد شریف کے اثبات وجواز اور اس کے عدم کے انکار پر دلیل و تائید ہے۔ یہ شخص (محمد بن ابراہیم) مالکیوں کے بہت بڑے فقیہ اور ماہر فن ہو گزرے ہیں جو بڑے زہد و ورع کے مالک تھے۔ علامہ ابو حیان اور دیگر علماء نے ان سے اکتساب فیض کیا ہے اور انہوں نے سن

۶۹۵ہجری میں وفات پائی"

(حسن المقصد فی عمل المولد للسیوطی ، ص:٦٧، ٦٦ ، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت ، لبنان

الحاوی للفتاوی للسیوطی، ص: ٢٠٦، مطبوعه مکتبه رشیدیة سرکی روڈ ، کوئٹه

حجة اللہ علی العالمین للنبهانی ، الباب الثاني، فصل فی اجتماع الناس لقراءة قصة مولد النبی صلی اللہ علیه وسلم ، ص:١٧٧، مطبوعه قدیمی کتب خانه مقابل ارام باغ کراچی-)

(2) امام برہان الدین ابو اسحاق ابراہیم بن عبد الرحیم بن ابراہیم بن جماعہ الشافعی رحمہ اللہ (المتوفی ۷۹۰ھ)مشہور قاضی اور مفسر تھے۔امام ملاعلی قاری حنفی رحمہ اللہ آپ کے معمولات میلاد شریف کا ذکر یوں کرتے ہیں:

فقد اتصل بنا ان الزاهد القدوة المعمر ابا اسحاق ابراهيم بن عبد الرحيم بن ابراهيم جماعة لما كان بالمدينة النبوية على ساكنها أفضل الصلاة واكمل التحية كان يعمل طعاما فی المولد النبوی ، ويطعم الناس ، ويقول : لو تمكنت عملت بطول الشهر كل يوم مولدا

"ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ زاہد و پیشوا اور معمر امام ابو اسحاق بن ابراہیم بن عبد الرحیم جب مدینۃ النبی اس کے ساکن پر افضل ترین درود اور کامل ترین سلام ہو، میں تھے تو میلاد شریف کے موقع پر کھانا تیار کرکے لوگوں کو کھلاتے تھے، اور فرماتے تھے: اگر میرے بس میں ہوتا تو پورا مہینہ ہر روز محفل میلاد شریف کا اہتمام کرتا" (المورد الروی فی المولد النبوی للقاری ، ص: ٣٣، مطبوعه مرکز تحقیقات اسلامیة ٢٠٥شاد مان لاهور)

آٹھویں صدی اور ذکرِ میلاد النبی

(1۔)حافظ شمس الدین محمد بن ناصر الدین دمشقی رحمہ اللہ (المتوفی:۸۴۲ھ) لکھتے ہیں:

ثويبة أول من ارضعته بعد أمه ، وهي مولاة ابی لهب عمه اعتقها سرورا بميلاد نبي الثقلين ، فلهذا صح أنه يخفف عنه عذاب النار فی مثل يوم الاثنين

إذا كان هذا كافر جاء ذمه

وتبت يداه فی الجحيم مخلدا

اتی انه في يوم الاثنين دائماً

يخفف عنه للسرور باحمدا

فما الظن بالعبد الذی كان عمره

باحمد مسرورا ومات موحدا

حضرتِ ثویبہ وہ پہلی خاتون ہیں جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ محترمہ کے بعد آپکو دودھ پلایا۔ حضرتِ ثویبہ آپکے چچا ابولہب کی لونڈی تھیں اور اس نے آپکو نبی ثقلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد کی خوشی میں آزاد کردیا تھا۔ اسی لیے صحیح طریق سے یہ بات ثابت ہے کہ ابولہب کیلیے پیر شریف کے دن عذاب نار میں تخفیف ہوتی ہے۔

"جب ابولہب جیسا کافر جس کا دائمی ٹھکانہ جہنم ہے اور جس کی مذمّت میں قرآن پاک کی پوری سورۃ "تبت یدا" نازل ہوئی۔

باوجود اس کے جب پیر کا دن آتا ہے تو احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں ہمیشہ سے اس کے عذاب میں تخفیف کردی جاتی ہے۔

پس کیا خیال ہے اس بندے کے بارے میں جس نے تمام عمر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کا

جشن منانے میں گزاری توحید کی حالت میں اسے موت آئی۔

(مورد الصادى بمولد الهادي ، ص: ٥٤، ٥٥، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت ، لبنان

حسن المقصد فی عمل المولد ، ص:٦٦، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت ، لبنان)

(2۔)شارح "صحیح مسلم" حافظ شہاب الدین ابو الفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (المتوفی:۸۵۲ھ) نے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منانے کی اباحت پر حدیث صحیح سے دلیل قائم کی ہے۔حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمہ اللہ کے استدلال کو امام سیوطی رحمہ اللہ نے یوں نقل کیا ہے:

وقد سئل شيخ الاسلام حافظ العصر أبو الفضل ابن حجر عن عمل المولد فاجاب بما نصه:قال: وقد ظهر لي تخريجها على أصل ثابت ، وهو ما ثبت في الصحيحين

"شیخ الاسلام،حافظ العصر،ابوالفضل ابنِ حجر رحمہ اللہ سے میلاد شریف کے عمل کے حوالے سے پوچھا گیا توآپ نے اس کا جواب کچھ یوں دیا:"میرے نزدیک یوم میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منانے کی اساسی دلیل وہ روایت ہے جسے "صحیحین"میں روایت کیا گیا ہے"

(وہ روایت یہ ہے): حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے توآپ نے یہود کو عاشورہ کے دن روزہ رکھتے ہوئے پایا۔آپ نے ان سے پوچھا: ایسا کیوں کرتے ہو؟اس پر وہ عرض گزار ہوئے کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کیا اور سیدنا موسی علیہ السلام کو نجات دی: سو ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکر بجالانے کے لیے اس دن کا روزہ رکھتے ہیں۔

آگے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اس روایت سے یوں استدلال فرماتے ہیں:

فيستفاد منه فعل الشكر لله (تعالى) على ما من به في يوم معين من اسداء نعمة ، أو دفع نقمة ويعاد ذلك في نظير ذلك اليوم من كل سنة

والشکر لله (تعالی) یحصل بانواع العبادات کالسجود والصیام والصدقة والتلاوة ، واي نعمة أعظم من النعمة ببروز هذا النبي (صلی اللّٰه علیه وسلم) (الذی هو) نبي الرحمة في ذلك الیوم

وعلی هذا فینبغی أن یتحری الیوم بعینه ، حتی یطابق قصة موسی علیه السلام فی یوم عاشوراء

"اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی احسان و انعام کے عطاء ہونے یا کسی مصیبت کے ٹل جانے پر کسی معین دن میں اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانا اور ہر سال اس دن کی یاد تازہ کرنا مناسب تر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر نماز و سجدہ، روزہ، صدقہ اور تلاوت قرآن و دیگر عبادات کے ذریعہ بجا لایا جاسکتا ہے اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے کون سی نعمت ہے؟ اس لئے اس دن ضرور شکرانہ بجالانا چاہیے۔

اس وجہ سے ضروری ہے کہ اسی معین دن کو منایا جائے تاکہ یوم عاشورہ کے حوالے سے حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ سے مطابقت ہو"

(حسن المقصد فی عمل المولد ، ص: ٦٣، ٦٤، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت ، لبنان

الحاوی للفتاوی للسیوطی ، ص: ٢٠٥، مطبوعه مکتبه رشیدیة سرکی روڈ ، کوئٹه)

امام ابنِ حجر عسقلانی رحمہ اللہ کا یہ استدلال درج ذیل کتب میں موجود ہے:

(سبل الهدی والرشاد فی سیرة خیر العباد للصالحی ، الباب الثالث عشر فی اقوال العلماء فی عمل المولد الشریف واجتماع الناس له وما یحمد من ذلك وما یذم ، جلد: ١، ص: ٣٦٦، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت ، لبنان

شرح المواهب اللدنیة بالمنح المحمدیة للزرقانی ، ذکر رضاعه صلی اللّٰه علیه وسلم ، وما معه ، جلد: ١

، ص: ٢٦٣، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت ، لبنان
حجة اللّٰہ على العالمين للنبهانى ، الباب الثاني ، فصل فى اجتماع الناس لقراءة قصة مولد النبى صلى اللّٰہ عليه وسلم ، ص:١٧٦، مطبوعه قديمى كتب خانه مقابل ارام باغ كراچى۔)

ماہ میلادالنبی کی راتیں بطورِ عید منانے والا مستحق رحمت خدا

شارح بخاری امام احمد بن محمد القسطلانی رحمہ اللہ (المتوفی:٩٢٣ھ) فرماتے ہیں:

فرحم اللّٰہ امرءا اتخذ ليالى شهر مولده المبارك أعيادا، ليكون أشد علة على من فى قلبه مرض وأعيا داء

"پس اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے ماہ میلادالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راتوں کو (بھی) بطورِ عید منا کر اس کی شدّت مرض میں اضافہ کیا جس کے دل میں بیماری ہے"

(المواهب اللدنية بالمنح المحمدية ، المقصد الأول ، ذكر رضاعه صلى اللّٰہ عليه وسلم ، جلد : ١، ص: ٧٨، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت ، لبنان)

شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ (المتوفی:١٠٥٢ھ) نے بھی یہی بات نقل کی ہے:

ما ثبت من السنة فى أيام السنة ، شهر ربيع الأول ، فى رضاعه صلى اللّٰہ عليه وسلم ، ص:١٠٧، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت ، لبنان

عید میلادالنبی عیدوں کی عید ہے

امام ابن عیاد فرماتے ہیں:

وأما المولد فالذي يظهر لي أنه عيد من أعياد المسلمين

میلاد شریف کے بارے میں میرے لئے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کی عیدوں میں سے ایک عید ہے۔

(حسن المقصد فی عمل المولد للسیوطی ،ص :١٧، مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت ، لبنان)

عید میلاد النبی سب سے بڑی عید ہے

عارف ربانی، ولی صمدانی سیدنا و مولانا، شیخ فتح اللہ البنانی رحمہ اللہ (المتوفی:١٣١٠ھ) فرماتے ہیں کہ:

يجب على امته التى رفعها الله به على الامم ان يتخذوا ليلة ولادته عيدا من أكبر الأعياد

"(یوم میلاد کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ نے) اس امت کو تمام امتوں پر فضیلت عطا فرمائی لہٰذا امت پر لازم ہے کہ میلاد النبی کی رات کو سب سے بڑی عید بنالیں"

(فتح اللہ فی مولد خیر خلق اللہ ، ص:١٦٠، مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت ، لبنان)

نویں صدی اور ذکرِ میلاد النبی

(1) امام جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر سیوطی رحمہ اللہ (المتوفی:٩١١ھ) نے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک کتاب بعنوان: "حسن المقصد فی عمل المولد" تحریر فرمائی۔ اس میں سے چند اقتباسات نقل کئے جاتے ہیں۔

فرمایا: "یوم میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منانے کے حوالے سے ایک اور دلیل جو مجھ پر ظاہر ہوئی ہے

وہ ہے جسے امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرتِ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان نبوت کے بعد خود اپنا عقیقہ کیا باوجود اس کے کہ آپ کے دادا حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ آپ کی ولادت کے ساتویں روز آپ کا عقیقہ فرما چکے تھے، اور عقیقہ دوبار نہیں کیا جاتا۔ پس یہ واقعہ اسی چیز پر محمول کیا جائے گا کہ آپ کا دوبارہ اپنا عقیقہ کرنا آپ کے شکرانے کا اظہار تھا اس بات پر کہ اللہ تعالی نے آپ کو رحمۃ للعالمین اور آپ کی امت کے شرف کا باعث بنایا۔

اظهار الشكر بمولده بالاجتماع واطعام الطعام ، ونحو ذلك من وجود القربات ، واظهار المسرات

"اسی طرح ہمارے لئے مستحب ہے کہ ہم بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یوم ولادت پر خوشی کا اظہار کریں اور کھانا کھلائیں اور دیگر عبادات بجالائیں اور خوشی کا اظہار کریں"

(حسن المقصد فی عمل المولد ، ص: ٦٤، ٦٥ ، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت ، لبنان

الحاوی للفتاوی للسیوطی ، ص: ٢٠٦، مطبوعه مكتبه رشيدية سرکی روڈ کوئٹه)

امام سیوطی رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں: "رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد شریف اصل میں ایسی محفل ہوتی ہے جس میں جمع ہو کر بقدر سہولت قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کے بارے میں جو روایات ہیں وہ بیان کرتے ہیں۔ ولادت مبارکہ کے واقعات و معجزات پر مشتمل ہوں بیان ہوتے ہیں اس کے بعد ان کی مہمان نوازی پسندیدہ کھانوں سے کی جاتی ہے۔

التی يثاب عليها صاحبها لما فيه من تعظيم قدر النبی صلی اللہ عليه وسلم واظهار الفرح والاستبشار بمولده الشريف

"اس اہتمام کرنے والے کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم اور آپ کے میلاد پر اظہارِ فرحت

ومسرت کی بناء پر ثواب سے نوازا جاتا ہے"

(حسن المقصد فی عمل المولد ، ص: ٤١، مطبوعه دار الکتب العلمية بیروت ، لبنان

الحاوی للفتاوی للسیوطی ، ص: ١٩٩، مطبوعه مکتبه رشيدية سرکی روڈ کوئٹه)

یہی امام سیوطی رحمہ اللہ ہی یوں بھی فرماتے ہیں:

فیستحب لنا اظهار الشکر بمولده صلى الله عليه وسلم

"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد شریف پر اظہارِ تشکر کرنا ہمارے لئے مستحب ہے"

(الحلبی: انسان العیون فی سیرة الامین المامؤن المعروف به السيرة الحلبية ، باب: تسمية صلى الله عليه وسلم محمدا واحمدا ، جلد: ١، ص: ١١٧، مطبوعه دار الکتب العلمية بيروت ، لبنان)

(2۔) امام شہاب الدین ابو العباس احمد بن ابی بکر قسطلانی رحمہ اللہ (المتوفی: ٩٢٣ھ) صاحب "ارشاد الساری لشرح صحیح البخاري" میلاد شریف کے متعلق اپنا نقطہ نظر کچھ یوں بیان فرماتے ہیں:

لا زال أهل الاسلام يحتفلون بشهر مولده صلى الله عليه وسلم ويعملون الولائم ويتصدقون فی لياليه بانواع الصدقات ويظهرون السرور ويزيدون فی المبرات ويعتنون بقراة مولده الكريم ويظهر عليهم من بركاته كل فضل عظيم

"ہمیشہ سے اہل اسلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے مہینے میں محافل میلاد کا اہتمام کرتے آئے ہیں۔ اور کھانا کھلاتے ہیں اور صدقات وخیرات کرتے ہیں۔ اس مہینہ کی راتوں میں اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور نیکیوں میں اضافہ کرتے ہیں اور میلاد شریف پڑھنے کا اہتمام کرتے ہیں۔ اور ان پر برکتیں اور فضل عظیم ظاہر ہوتا ہے"

(المواهب اللدنية بالمنح المحمدية للقسطلانی، المقصد الأول ، ذكر رضاعه صلى الله عليه وسلم ، جلد:١، ص: ٧٨، مطبوعه دار الکتب العلمية بيروت ، لبنان

تاريخ الخميس فى احوال انفس نفيس ، الركن الأول : الحوادث من عام ولادته صلى الله عليه وسلم إلى زمان نبوته ، ذكر ارضاع الا ظار وعددها وما وقع عند حليمة ، جلد : ١، ص : ٤٠٩، مطبوعه دار الکتب العلمية بيروت ، لبنان)

فائدہ: اس عبارت اور حوالے سے واضح حروف میں ثابت ہوا کہ میلاد شریف کی محفلیں منعقد کرنا، واقعات میلاد شریف بیان کرنا، غرباء کو کھانا کھلانا اور صدقہ و خیرات کی کثرت کرنا، اچھے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا، خوشی و مسرت کا اظہار کرنا ہمیشہ سے اہل اسلام آئمہ و محدثین کا طریقہ رہا ہے۔

جو صرف مجھے جانتا ہی ہو گا

بانیٔ چورہ شریف، غوث زماں، قطب العارفین، خواجہ خواجگان، حضرت خواجہ سید نور محمد شاہ گیلانی تیراہی ثم چوراہی رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

"کل بروز محشر جب کوئی اپنے اہل و عیال، محبین و مخلصین، خلفاء و مریدین کی مدد و شفاعت کرے گا تو میں اس وقت ہر اس شخص کی بھی مدد و شفاعت کروں گا جو صرف مجھے جانتا ہی ہو گا"

آپ رحمتہ اللہ علیہ کی معرفت حاصل کرنے کے لیے آپکے عظیم الشان سالانہ عرس مبارک "شب وجدان" میں آج ضرور بالضرور شرکت فرمائیں، تاکہ کل بروز قیامت جب آپ رحمتہ اللہ علیہ امداد و شفاعت فرمائیں تو ہم جیسے گناہ گاروں کا بھی کام بن جائے۔ ان شاءاللہ

اظہارِ تشکر

حضرتِ سیّدُنا جنید بغدادی رحمۃاللہ علیہ کے ہاتھ میں تسبیح دیکھ کر کسی نے عرض کی:

اَنتَ مع تمکّنک و شَرفِک تأخذُ بِیَدک سبحةً

کہ آپ اِس قدر شرف وبزرگی کے باوجود (اب بھی) اپنے ہاتھ میں تسبیح رکھتے ہیں؟؟؟

توآپ نے ارشاد فرمایا:

ہاں! ایک ایسا سبب جسکے ذریعے ہم ایک بلند مقام تک پہنچے: لَا نَترُکُه ابدًا ہم اس (سبب) کو کبھی نہیں چھوڑیں گے۔۔۔!!!

(المستطرف ، ص214 ، دارالمعرفة بیروت)

اللہ اکبر! اپنے محسِن کا احسان مندرہنا اور اسکا شکریہ ادا کرنا طبعِ سلیم کا لازمہ ہے۔

دسویں صدی اور ذکرِ میلاد النبی

(1۔) شیخ المحدثین امام ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (المتوفی: ۱۰۱۴ھ) مشہور و معروف اور نامور محدث و فقیہ تھے۔ "مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح" کے مصنف، آپ نے میلاد شریف کے جواز پر مستقل ایک کتاب تصنیف کی جو "المورد الروی فی المولد النبوی" کے نام سے مشہور ہے۔ اسی کتاب میں لکھتے ہیں:

فاذا کان هذا أبو لهب الکافر الذی نزل القرآن بذمه جوزی فی النار بفرحة لیلة مولد النبی صلی اللہ علیه وسلم ، فما حال المسلم الموحد من أمته یسر بمولده ، ویبذل ما تصل إلیه قدرته فی محبته صلی اللہ علیه وسلم ؟ لعمری انما یکون جزاؤه من اللہ الکریم ان یدخله بفضله العمیم جنات النعیم

"پس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے موقع پر خوشی منانے کے اجر میں جب اس ابولہب کے عذاب میں بھی تخفیف کر دی جاتی ہے۔ جس کی مذمّت میں قرآن مجید میں (ایک پوری سورۃ) نازل ہوئی ہے۔ تو امت محمدیہ کے اس توحید پرست مسلمان کو ملنے والے اجر و ثواب کا کیا عالم ہوگا، جو آپ کے میلاد شریف کی خوشی مناتا ہے اور آپ کے محبت و عشق میں حسبِ استطاعت خرچ کرتا ہے؟ خدا کی قسم! میرے نزدیک اللہ تعالیٰ ایسے مسلمان کو (اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد شریف کی خوشی منانے پر) اپنے بے پناہ فضل کے ساتھ اپنی نعمتوں بھری جنت عطا فرمائے گا" (المورد الروی فی المولد النبوی صلی اللہ علیہ وسلم ، ص: ٨٤، مطبوعه مرکز تحقیقات اسلامیة ٢٠٥، شادمان لاهور)

(1۔) خاتمۃ المحدثین، شیخ محقق، شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ (المتوفی: ۱۰۵۲ھ) نے حدیث ثویبہ نقل کرنے کے بعد اس سے یوں استدلال فرمایا ہے:

درینجا سند است مرا هل موالید را که در شب میلاد انحضرت صلی اللہ علیه وسلم سرور کنند و بزل أموال نمایند

"اس حدیث میں میلاد شریف پڑھوانے والوں کے لیے دلیل ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کی رات میں خوشی و مسرت کا اظہار کریں اور خوب مال و زر خرچ کریں"

(مدارج النبوة ، باب اول ، وصل أول کسیکه انحضرت صلی اللہ علیه وسلم را شیر دا و ثویبه بود ، جلد: ٢، ص:١٩، مطبوعه النورية الرضوية پیلشنگ کمپنی ، لاهور۔)

یہی شیخ محقق رحمہ اللہ اپنی دوسری کتاب میں میلاد شریف کے جواز کے بارے یوں لکھتے ہیں:

مما جرب من خواصه أنه أمان فی ذلك العام و بشرى عاجل بنيل البغية والمرام ، فرحم

اللّٰہ امرا اتخذ لیالی شهر مولده المبارك اعیادا لیکون أشد غلبة علی من فی قلبه مرض و عناد

(ما ثبت من السنة فی أیام السنة ، شهر ربیع الأول ، الباب الأول :فی مولده صلی اللّٰہ علیه وسلم ، ذکر رضاعه صلی اللّٰہ علیه وسلم ، ص:١٠٧، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت ، لبنان)

اس عبارت کا اردو ترجمہ دیوبندی مولوی اقبال الدین احمد نے کچھ یوں کیا ہے:

"محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کرنے کے خصوصی تجربے یہ ہیں کہ میلاد کرنے والے سال بھر تک اللہ کی حفظ و امان میں رہتے اور حاجت روائی و مقصود بر آری کی خوشیوں سے جلد تر ہم آغوش ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحمتیں نازل کرتا ہے جو میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عید مناتے ہیں اور جس کے دل میں عناد اور دشمنی کی بیماری ہو وہ اپنی دشمنی میں اور زیادہ سخت ہو جاتا ہے"

(مومن کے ماہ و سال أردو ترجمہ ما ثبت بالسنة فی أیام السنة ،ص: ٨٥،مطبوعه دار الاشاعت اردو بازار کراچی۔)

شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کے مذکورہ بالا حوالہ جات میں منکرین میلاد شریف کے لئے اچھا خاصا لمحہء فکریہ موجود ہے۔

گیارہویں صدی اور ذکرِ میلاد النبی

(1) حضرتِ شاہ عبدالرحیم دہلوی رحمہ اللہ (المتوفی: ١١٣١ھ) فرماتے ہیں:

کنت أصنع فی أیام المولد طعاما صلة بالنبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فلم یفتح لی سنة من السنین شيء أصنع به طعاما فلم اجد الا حمصا مقلیا فقسمته بین الناس فرایته صلی

الله عليه وسلم وبين يديه هذه الحمص متبهجا بشاشا

"میں ہر سال حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد شریف کی خوشی میں کھانا پکوایا کرتا تھا۔ ایک سال میں اتنا تنگ دست تھا کہ میرے پاس کچھ نہ تھا مگر بھنے ہوئے چنے، وہی (چنے) لے کر میں نے (میلاد شریف کی خوشی میں) لوگوں میں تقسیم کر دیئے۔ رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو وہی چنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش و خرم تشریف فرما ہیں" (الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین ، الحدیث الثانی والعشرون ، ص: ٤٠، مطبوعه دار الاشاعت علویه رضویه روڈ ، لاہور ۔)

یہی بات دیوبندی مسلک کے "مجدد الملت" مولوی اشرف علی تھانوی نے بھی نقل کی ہے:

(دعوات عبدیت ، الرضا بالدنیا ، جلد:٤، ص: ٧٢، مطبوعه مکتبه تهانوی ، کراچی۔

عبدالمجید صدیقی ایڈووکیٹ نے بھی اس روایت کو اپنی کتاب میں نقل کیا ہے:

(سیرت النبی بعد از وصال النبی ، جلد:٤، ص: ٢٠٢، مطبوعه فیروز سنز لمیٹڈ ، لاہور ۔)

(2) حضرتِ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ (المتوفی:١١٧٦ھ) برصغیر پاک و ہند میں ہر مسلک اور مکتبہ فکر میں یکساں مقبول و مستند ہستی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ میلاد شریف کی محافل میں شریک ہوتے تھے، لکھتے ہیں کہ:

وكنت قبل ذلك بمكة المعظمة فى مولد النبى صلى الله عليه وسلم فى يوم ولادته ، والناس يصلون على النبى صلى الله عليه وسلم ويذكرون ارهاصاته التى ظهرت فى ولادته ومشاهدة قبل بعثته ، فرايت انوارا سطعت دفعة وحداة لا أقول انى ادركتها ببصر الجسد ، ولا أقول ادركتها ببصر الروح فقط ، والله أعلم كيف كان لأمر بين هذا و ذلك

، فتاملت تلك الانوار فوجدتها من قبل الملائكة المؤكلين بامثال هذه المشاهد و بامثال هذه المجالس ، ورأيت يخالطه انوار الملائكة انوار الرحمة

اس اقتباس کا اردو ترجمہ دیوبندی مولوی عابدالرحمٰن کاندھلوی کے قلم سے پیش خدمت ہے:

"اور میں اس سے پہلے مکہ معظمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مولد مبارک (میلاد مبارک) میں ولادت کے روز حاضر تھا اور لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج رہے تھے اور آپ کے ان معجزات کا تذکرہ کر رہے تھے۔ جو ولادت باسعادت سعادت کے وقت ظاہر ہوئے اور ان مشاہدات کو بیان کر رہے تھے جو بعثت سے پہلے ظاہر ہوئے تو میں نے دیکھا کہ اچانک بہت سے انوار ظاہر ہوئے میں نہیں کہہ سکتا کہ ان جسمانی آنکھوں سے دیکھا اور نہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ صرف روح کی آنکھوں سے اس کا مشاہدہ کیا واللہ اعلم کچھ نہیں بیان کیا جا سکتا کہ ان آنکھوں سے دیکھا یا روح کی آنکھوں سے میں نے ان انوار کے متعلق بھی غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہ نور ان فرشتوں کا ہے جو ایسی مجالس اور مشاہد پر موکل اور مقرر ہیں اور میں نے دیکھا کہ انوار ملائکہ اور انوار رحمت دونوں ملے ہوئے ہیں"

(فیوض الحرمین ، تحقیق شریف و مشاہدہ اخری ، ص:۸۰، ۸۱، مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب قرآن محل ، کراچی ۔)

مذکورہ بالا اقتباس سے چند چیزیں بڑی واضح انداز میں ثابت ہوگئیں:

حضرتِ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ محافل میلاد شریف میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ اور آپ جیسی شخصیت کا محافل میلاد شریف میں شریک ہونا محافل میلاد شریف کے جائز اور مستحب ہونے کے لئے کافی ہے۔

یہ ثابت ہوا کہ حضرتِ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے دور مبارک میں حرمین شریفین میں محافل

میلاد شریف منعقد ہوا کرتی تھیں۔ آج حرمین شریفین میں اعلانیہ محافل میلاد شریف نہ کئے جانے سے استدلال کرنے والے لوگوں کے لئے بھی اس حوالے میں کافی سبق موجود ہے اور یہ بات بھی عیاں ہو جاتی ہے کہ اگر آج اعلانیہ طور پر وہاں محافل میلاد شریف نہیں ہوتیں تو اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کے وہاں کبھی محافل میلاد شریف ہوا ہی نہیں کرتی تھیں۔

یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ محافل میلاد شریف اور محافل ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی عام محافل نہیں ہوتیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے نوری فرشتے ایسی محافل پر مقرر ہوتے ہیں اور ان محافل پر انوار و تجلیات کی برسات رہتی ہے جب تک وہ محفل منعقد رہے۔

بارہویں صدی اور ذکرِ میلاد النبی

(1) سراج الہند حضرتِ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ (المتوفی:۱۲۳۹ھ) جو کہ عند الفریقین یکساں مسلمہ و مستند شخصیت ہیں۔ وہ میلاد شریف کے اثبات پر یوں لکھتے ہیں:

وبركة ربيع الأول بمولد النبى صلى الله عليه وسلم فيه ابتداء وبنشر بركاته صلى الله عليه وسلم على الأمة حسب ما يبلغ عليه من هدايا الصلوة والاطعامات معا

"اور ماہ ربیع الاول کی برکت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد شریف کی وجہ سے ہے۔ جتنا امت کی طرف سے آپ کی بارگاہ میں ہدیہ درود و سلام اور طعاموں کا نذرانہ پیش کیا جائے اتنا ہی آپ کی برکتوں کا ان پر نزول ہوتا ہے" (فتاویٰ عزیزی، بیان محو و اثبات تقدیرات، جلد:۱، ص:۱٦۳، مطبوعه سعيدية كتب خانه صدف پلازه محله جنگی پشاور۔)

(2۔)علامہ مفتی محمد عنایت احمد کاکوروی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۱۲۷۹ھ)جو کہ "علم الصیغہ "اور "علم الفرائض "جیسی کئی کتب کے مصنف ہیں۔وہ میلاد شریف کے حوالے سے یوں لکھتے ہیں:

"ماہ ربیع الاول روز دوشنبہ کو آپ کے سبب سے شرف عظیم حاصل ہوا۔حرمین شریفین اور اکثر بلادِ اسلام میں عادت ہے کہ ماہ ربیع الاوّل میں محفل میلاد شریف کرتے ہیں۔اور مسلمانوں کو مجتمع کرکے ذکرِ مولود شریف کرتے ہیں اور کثرتِ درود کرتے ہیں اور بطورِ دعوت کے کھانا یا شیرینی تقسیم کرتے ہیں۔سو یہ امر موجب برکات عظیمہ ہے اور سبب ہے ازدیاد محبت کا ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہویں ربیع الاوّل کو مدینہ منورہ میں یہ محفل متبرک مسجد شریف میں ہوتی ہے اور مکہ معظمہ میں مکان ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔"

(تواریخ حبیب اله یعنی سیرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ، فصل دوسری ، بیان ولادت با سعادت میں ،ص:١٤، ١٥،مطبوعہ مکتبہ مہریہ رضویہ مسجد نور کالج روڈ ڈسکہ ضلع سیالکوٹ)

تیرہویں صدی اور ذکرِ میلاد النبی

(1)مولانا ابوالحسنات محمد عبدالحی فرنگی محلی لکھنوی (المتوفی:۱۳۰۴ھ)میلاد شریف کے متعلق لکھتے ہیں:

"پس جب ابولہب ایسے کافر پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی کی وجہ سے عذاب میں تخفیف ہو گئی تو جو کوئی امتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی کرے اور اپنی قدرت کے موافق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں خرچ کرے کیوں کر اعلیٰ مرتبہ کو نہ پہنچے گا،جیسا کہ ابن جوزی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے"(مجموعة الفتاویٰ ، کتاب الحظر والاباحة ، سوال:١٥٣، جلد:٢، ص: ٢٨٢، مطبوعہ ایچ ، ایم ، سعید کمپنی ، کراچی)

محفل میلاد شریف کے انعقاد کے لیے دن اور تاریخ متعیّن کرنے کے بارے آپ لکھتے ہیں:

"جس زمانے میں بہ طرزِ مندوب محفل میلاد کی جائے باعثِ ثواب ہے اور حرمین، بصرہ، شام، یمن اور دوسرے ممالک کے لوگ بھی ربیع الاوّل کا چاند دیکھ کر خوشی اور محفل میلاد اور کار خیر کرتے ہیں اور قرآت اور سماعت میلاد میں اہتمام کرتے ہیں۔ اور ربیع الاوّل کے علاوہ دوسرے مہینوں میں بھی ان ممالک میں میلاد کی محفلیں منعقد ہوتی ہیں اور یہ اعتقاد نہ کرنا چاہیے کہ ربیع الاوّل ہی میں میلاد شریف کیا جائے گا تو ثواب ملے گا ورنہ نہیں"

(مجموعة الفتاویٰ ، کتاب الخطر والاباحة ، سوال:١٥٣، جلد:٢، ص: ٢٨٣، مطبوعه ایچ ، ایم ، سعید کمپنی ، کراچی)

(2) خاتمة المحققین سید محمد عابدین شامی رحمہ اللہ صاحب ردالمختار المعروف فتاویٰ شامی کے بھتیجے اور علامہ سید ابوالخیر آفندی عابدین رحمہ اللہ جو کے ملک شام کے حنفی علماء کے سرکردہ تھے ان کے والد گرامی قدر، علامہ شریف سید احمد بن عبدالغنی بن عمر عابدین دمشقی رحمہ اللہ (المتوفی:١٣٢٠ھ) رقمطراز ہیں:

وما زال بحمد اللّٰہ تعالی فی کل عصر طائفة من الاسلام ملتزمین له غایة الالتزام حتی توسعوا فیه ، فعملوہ فی سائر شهور العام محبة بجنابه الشریف صلی اللّٰہ علیه وسلم ، ویعملون الولائم ویتصدقون فی لیالیه بانواع الصدقات ویظهرون السرور به ، ویذیدون فی المبرات ولا سیما ملوك الدولة العلیة العثمانیة ، وامراؤها اصحاب الهمم القویة صانها رب البریة من کل افة و رزیة فانهم یعتنون بقراءة قصة مولده الکریم صلی اللّٰہ علیه وسلم ، ویظهر علیهم من برکاته کل فضل عمیم

"الحمدللہ! ہر دور میں مسلمانوں کا ایک گروہ ایسا ضرور رہا ہے جو آپ کی ولادت کا دن نہایت اہتمام و شان

سے مناتا رہاہے۔ حتیٰ کہ اس بابرکت عمل میں انہوں نے وسعت دے کر صرف بارہ ربیع الاول پر ہی موقوف نہ کیا بلکہ سال بھر ایسی محافل کا انعقاد و اہتمام کرتے ہیں اور یہ سب کچھ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کی وجہ سے ہے۔ اچھے اچھے کھانے پکائے اور کھلائے جاتے ہیں۔ اس کی راتوں میں صدقات و خیرات کئے جاتے ہیں۔ اس کے ذریعہ خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ نیک کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ خاص کر "دولتِ عثمانیہ" کے حکمران اور اس کے صاحب ہمت امراء اللہ تعالیٰ اس حکومت کو آفت و پریشانی سے محفوظ رکھے تو یہ بھی انتظام کرتے ہیں کہ ان محافل میلاد شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کا قصہ بیان کیا جائے۔ (یا لکھا ہوا پڑھا جائے) اس عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی عام برکتیں ان کے شامل حال ہوتی ہیں"

(جواهر البحار فی فضائلِ النبی المختار ، جواهر السید احمد عابدین ، جلد:۳، ص:۳٦۰، مطبوعه النوریة الرضویة پبلشنگ کمپنی ، لاہور ۔)

(3) امام یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمہ اللہ (المتوفی: ۱۳۵۰ھ) جو کہ معروف سیرت نگار و محدث تھے۔ انہوں نے اپنی کتاب میں "اجتماع الناس لقراءة قصة مولد النبی صلى الله عليه وسلم" کے عنوان سے ایک فصل قائم کی ہے جس میں میلاد شریف کے بارے میں مختلف آئمہ و محدثین کے اقوال و نظریات نقل کئے ہیں اور شیخ نبہانی رحمہ اللہ نے عظیم فاتح سلطان صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ کے بہنوئی شاہ ابو سعید المظفر کے حوالے سے جوش و جذبہ اور مسرت و سرور کا حال کچھ یوں بیان کیا ہے:

كان يعمل المولد الشريف فی ربيع الأول ويحتفل به احتفالا هائلا وكان شهما شجاعا عاقلا عالما عادلا رحمه الله واكرم مثواه قال وقد صنف الشيخ أبو الخطاب بن دحية له مجلدا فی المولد النبوی سماه التنوير فی مولد البشير النذير فاجازه على ذلك بالف دينار

"وہ ماہ ربیع الاول میں میلاد شریف مناتا تھا اور عظیم الشان محفل میلاد منعقد کرتا تھا۔اس کے ساتھ ساتھ وہ بہادر، دلیر، حملہ آور، جری، دانا، عالم اور عادل بھی تھا۔اللہ تعالیٰ اس پر رحمت فرمائے اور اسے بلند رتبہ عطاء فرمائے۔شیخ ابوالخطاب ابن دحیہ نے اس کے لئے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ایک کتاب لکھی اور اس کا نام "التنویر فی مولد البشیر والنذیر" رکھا۔شاہ نے اس تصنیف پر انہیں ایک ہزار دینار انعام دیا"

(حجة الله على العالمين للنبهانى ، الباب الثاني ، فصل : فى اجتماع الناس لقراءة قصة مولد النبى صلى الله عليه وسلم ، ص: ١٧٦، مطبوعه قديمى كتب خانه مقابل ارام باغ كراچى۔)

قارئین کرام!اختصار کے پیشِ نظر پانچویں صدی سے لیکر تیرہویں صدی تک ہر صدی سے دو عدد حوالے پیش کئے گئے ہیں۔اگر اختصار کا خوف مانع نہ ہوتا تو ہر دور سے ایک ایک تو کیا کئی کئی حوالے نقل کئے جا سکتے تھے۔آخر میں منکرین میلاد شریف سے گزارش ہے کہ جس طرح ہم نے پانچویں صدی سے لیکر تیرہویں صدی تک ہر دور سے حوالے دیئے ہیں اگر تم سچے ہو (اپنے موقف میں) تو تم کم از کم ایک ایک حوالہ ہی ہر دور سے پیش کرو!

کسی ایک صحابی سے بغض رکھنا

حضرتِ سیدنا امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (المتوفی:۲۴۱ھ) فرماتے ہیں:

ومن انتقص أحدا من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم أو ابغضه بحدث كان منه أو ذكر مساوئه كان مبتدعا حتى يترحم عليهم جميعاً ، ويكون قلبه لهم سليما

"جس نے کسی ایک بھی صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں تنقیص کی یا ان سے کسی واقعے کی بناء پر جو ان سے صادر ہوا بغض کیا یا پھر ان کی برائیاں بیان کیں، تو وہ اس وقت تک بدعتی رہے گا۔ جب تک تمام (صحابہ) پر رحم نہ فرمائے اور اس کا دل ان کے بارے میں (کسی بھی قسم کے کینے سے) صاف و سلیم نہ ہو جائے۔»

(أصول السنة ، الرقم: ٤٣، ص:١٢، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت ، لبنان)

حقانیتِ اہلِ سنّت اور حضور غوثِ اعظم

کنیت "ابو محمد"، نام عبد القادر بن موسیٰ بن عبد اللہ الحسنی والحسینی، لقب: "محی الدین" اور "غوث الاعظم" کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کی ذات والاصفات کسی تائید و توثیق کی محتاج نہیں ہے۔ آپ کے حالات، فضائل و مناقب پر بیسیوں عربی، فارسی اور اردو زبان میں کتب موجود ہیں۔

(1) حضور سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۵۶۱ھ) باطل فرقوں کی نشاندہی، ان کی بد عقیدگی اور تردید و مذمت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"مسلمانوں میں پیدا ہونے والے اصل میں دس فرقے ہیں، اہل سنت، خوارج، شیعہ، معتزلہ، مرجیہ، مشبہ، جہمیہ، ضراریہ، نجاریہ اور کلابیہ"

اس کے بعد ان کی تقسیم کو یوں بیان فرمایا:

"اہلِ سنّت کا صرف ایک فرقہ ہے، جبکہ خارجیوں کے پندرہ، معتزلیوں کے چھ، مرجیوں کے بارہ، شیعوں کے بتیس، مشبھوں کے تین اور جہمیوں، نجاریوں، ضراریوں اور کلابیوں کا ایک ایک فرقہ ہے۔

پس یہ حدیث پاک کے مطابق تہتر فرقے ہیں۔

أما الفرقة الناجية فهى أهل السنة والجماعة

ان میں جنتی گروہ صرف اہل سنت وجماعت ہے"

(غنية الطالبين ، القسم الثانى : العقائد والفرق الاسلامية ، جلد:۱، ص:۱۷۵، مطبوعه قديمى كتب خانه مقابل ارام باغ، کراچی۔)

(2۔)مزید فرماتے ہیں:

فالله تعالى يكفى أهل التوحيد والايمان واهل السنة شر ذلك اليوم

"پس اللہ تعالیٰ توحید اور ایمان والوں اور اہل سنت کو اس دن کے شر سے بچالے گا"

(غنية الطالبين، القسم الثالث: مجالس فى مواعظ القرآن والالفاظ النبوية ، جلد: ۱، ص: ۳۱۱، مطبوعه قديمى كتب خانه مقابل ارام باغ، کراچی۔)

(3)اہل سنت سے خارج ہونے والے کی وعید بیان کرتے ہوئے فرمایا:

قال الله عز وجل:(ان عبادى ليس لك عليهم سلطان) ولا فى نفس امارة بالسوء ، ولا شهوة غالبة متبعة تدعوه إلى اللذات المردية فى الدركات المخرجة من أهل السنة والجماعات

"اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: "بے شک مرے بندے تیرے قابو میں نہیں آتے "نفس امارہ اور غالب شہوت جس کا پیچھا کیا جاتا ہے ان (اللہ والوں) کو ان لذتوں کی طرف نہیں بلا سکتی جو ان کو اہل سنت و جماعت سے نکال کر جہنم کے طبقات میں ڈال دیں"

(غنية الطالبين ، القسم الخامس: التصوف ، جلد :۲ ، ص: ۲۷۳، مطبوعه قديمى كتب خانه مقابل ارام باغ، کراچی۔)

(4)مبتدی کے آداب بیان فرماتے ہوئے لکھا:

فالذی یجب علی المرید المبتدی فی ھذہ الطریقة:الاعتقاد الصحیح الذی ھو الأساس ، فیکون علی عقیدة السلف الصالح أھل السنة القدیمة سنة الانبیاء والمرسلین ، والصحابة والتابعین ، والاولیاء والصدیقین

"طریقت کی راہ پر چلنے والے مبتدی پر واجب ہے کہ وہ اپنا عقیدہ صحیح رکھے کیونکہ یہی تمام باتوں کی اساس ہے،پس وہ سلف صالحین یعنی اہل سنّت کے عقیدہ پر قائم رہے۔جو قدیم انبیاءومرسلین،صحابہ کرام وتابعین عظام،اور اولیاءوصدیقین کا طریقہ مبارکہ ہے"

(غنیة الطالبین ، القسم الخامس : التصوف ، جلد :٢ ، ص : ٢٧٧، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ مقابل ارام باغ، کراچی۔)

(5)فرمایا:

وھم اثنا عشر نفرا واحدھم سنیون : وھم الذین افعالھم وأقوالھم موافقة للشریعة والطریقة ، وھم أھل السنة والجماعة ، وبعضھم یدخلون الجنة بغیر حساب ، وبعضھم یدخلون الجنة بعد العذاب ، والبواقی بدعیون

"اہلِ تصوف کے بارہ فرقے ہیں۔ان میں سے صرف ایک فرقہ اہل سنّت سے تعلق رکھتا ہے،صرف اسی گروہ کے افعال اور اقوال شریعت اور طریقت کے موافق ہیں۔ان میں سے کچھ لوگ تو ایسے ہیں کہ بلا حساب وکتاب جنت میں جائیں گے اور کچھ ایسے ہیں کہ جنہیں عذاب کے بعد جنت میں جانے کی اجازت ہوگی۔اس گروہ کے علاوہ باقی گیارہ فرقے اہل بدعت کے ہیں"(سر الاسرار ومظھر الانوار فیما یحتاج إلیه الابرار ، الفصل الثالث والعشرون فی بیان أھل التصوف ، ص: ٥٧، مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت ، لبنان)

اولیت و نورانیت مصطفیٰ اور عقیدہ غوثِ اعظم

حضرتِ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۵۶۱ھ) فرماتے ہیں:

فلما خلق اللّٰہ روح محمد صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم أولا من نور جمالہ کما قال اللّٰہ تعالی فی الحدیث القدسي: "خلقت محمدا أولا من نور وجہی" وکما قال النبی صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم: "أول ما خلق اللّٰہ روحی ، وأول ما خلق اللّٰہ نوری ، وأول ما خلق اللّٰہ القلم ، وأول ما خلق اللّٰہ العقل " والمراد منہم شيئ واحد وھو الحقیقۃ المحمدیۃ ، لکن سمی نورا لکونہ صافیا عن الظلمانیۃ الجلالیۃ کما قال اللّٰہ تعالی: "قد جاءکم من اللّٰہ نور وکتب " وعقلا لکونہ مدرکا للکلیات وقلما لکونہ سببا لنقل العلم ، کما ان القلم سبب نقل العلم فی عالم الحروفات ، فالروح المحمدی خلاصۃ الأکوان ، وأول الکائنات واصلھا کما قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم: "أنا من اللّٰہ ، والمؤمنون مني" فخلق منہ الارواح کلھا فی عالم اللاھوت فی أحسن التقویم الحقیقي ، وھو اسم جملۃ الانس فی ذلک العالم ، وھو الوطن الاصلي فلما مضی علیھا أربعۃ آلاف سنۃ خلق اللّٰہ العرش من نور عین محمدا صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم ، وبواقی الکلیات منہ

"ابتداء میں جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نور جمال سے حضرتِ سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا فرمایا جیساکہ حدیث قدسی ہے: "میں نے سب سے پہلے اپنے نور خاص سے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو پیدا فرمایا" "سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میری روح کو پیدا فرمایا، سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا، سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا فرمایا، سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے عقل کو

پیدا فرمایا" ۔ ان تمام چیزوں کا مصداق ایک ہی ہے یعنی سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے حقیقت محمدیہ کو پیدا فرمایا، اسے نور کہا گیا ہے اس لئے کہ یہ ظلمانیت جلالیت سے پاک ہے جیسا کہ رب قدوس کا ارشاد ہے: "بے شک تشریف لایا ہے تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور اور ایک کتاب ظاہر کرنے والی" حقیقت محمدیہ کو عقل کہا گیا ہے کیونکہ وہ تمام کلیات کا ادراک رکھتی ہے ۔ اسے قلم کہا گیا ہے کیونکہ یہ علم کی منتقلی کا سبب ہے جس طرح "عالم حروف" میں قلم، علم کے منتقل ہونے کا سبب ہے ۔ پس روح محمدی ان تمام چیزوں کا خلاصہ ہے کائنات کی ابتداء اور اصل ہے ۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: "میں اللہ سے ہوں اور مؤمن مجھ سے ہیں" "عالم لاہوت" میں تمام ارواح نور محمدی سے بہترین اعتدال پر پیدا ہوئیں ۔ عالم لاہوت میں اسی کا نام حجابۃ الانس ہے یہی عالم انسان کا وطن اصلی ہے ۔ جب ذات محمدی کی تخلیق پر چار ہزار سال کا عرصہ بیت گیا تو اللہ تعالیٰ نے نور پاک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرش اور دوسری تمام کلیات کو پیدا فرمایا"

(سر الاسرار و مظهر الانوار فيما يحتاج إليه الابرار ، مقدمة المؤلف ، ص: ٨، ٩، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت ، لبنان)

ایک مقام پر یوں فرمایا:

قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم: "أنا من الله تعالى ، والمؤمنون مني" وقال الله تعالى في الحديث القدسي: " خلقت محمدا من نور وجهى" ، والمراد من الوجه الذات المقدسة المتجلية فى صفات الارحمية كما قال الله تعالى فى الحديث القدسي: " سبقت رحمتي غضبي" ، وقال الله تعالى لنبيه:"وما ارسلنك إلا رحمة للعالمين"، وقال الله تعالى:" قد جاءكم من الله نور وكتب مبين"، وقال الله تعالى فى الحديث القدسي:" لو لاك لما خلقت

الافلاك"

"آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"میں اللہ تعالیٰ سے ہوں اور مؤمن مجھ سے ہیں" ایک اور حدیث قدسی ہے:"میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اپنے نور خاص سے پیدا فرمایا" یہاں مقصود اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جو صفات رحمت میں تجلی فرماتی ہے۔ جیساکہ ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:"میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی"۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرتِ سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا:"اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو، مگر سراپا رحمت بناکر سارے جہانوں کے لیے"، اور ایک جگہ فرمایا:"بے شک تشریف لایا ہے تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور اور ایک کتاب ظاہر کرنے والی"، اللہ تعالیٰ حدیث قدسی میں فرماتا ہے:"اگر آپ نہ ہوتے تو میں افلاک پیدا نہ کرتا"

(سر الاسرار و مظهر الانوار فيما يحتاج إليه الابرار ، الفصل التاسع : فی بیان رؤية الله تعالی، ص: ۳۲، ۳۳، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت ، لبنان)

شان نبی الاعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم بزبان غوث الاعظم رضی اللہ عنہ

حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی:۵۶۱ھ) فرماتے ہیں:

ويعتقد أهل الاسلام قاطبة أن محمد بن عبدالله بن عبد المطلب بن هاشم رسول الله ، وسيد المرسلين و خاتم النبيين عليهم السلام ، وانه مبعوث إلى الناس كافة والى الجن عامة

"تمام مسلمانوں کا قطعی عقیدہ ہے کہ حضرتِ سیدنا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم (صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم، رضی اللہ عنہم) اللہ تعالیٰ کے رسول، تمام رسولوں کے سردار اور خاتم النبیین ہیں۔ اور آپ تمام انسانوں اور جنوں کے لئے ہدایت دینے والے (رسول بناکر) بھیجے گئے ہیں"

چند سطروں کے بعد لکھا:

وانه صلى الله عليه وسلم أعطى من المعجزات ما أعطى غيره من الانبياء وزيارة ، وقد عدها بعض أهل العلم ألف معجزةمنها القرآن المنظوم على وجه مخصوص مفارق لجميع اوزان كلام العرب ونظمه وترتيبه وبلاغته وفصاحته على وجه جاوز فصاحة كل فصيح ، وبلاغة كل بليغ ، وعجزت العرب أن تأتي بمثلهفعجزوا عن ذلك مع براعتهم و فصاحتهم على أهل زمانهم ، وانقطعوا فظهر فضله عليهم ، فلذالك صار القرآن معجزة له صلى الله عليه وسلم ، كالعصا فى حق موسى عليه السلام لأن موسى بعث فى زمن السحرة الحذاق فى صنعتهم ، فتلقفت عصا موسى عليه السلام ما سحروا به اعين الناس وخيلوه اليهم: (فغلبوا هنالك وانقلبوا صاغرين ، والقى السحرة ساجدين) وكاحياء عيسى عليه السلام الموتى ، وابراءة الاكمه والابرص لأنه عليه السلام بعث فى زمن الناس فيه أطباء حذاق ، يوقفون الاعلال والاسقام التى لا تبرا ببراعتهم فى حذاق الصنعة ، فانقادوا إليه وامنوا به لمجاوزته فى الصنعة عليهم وبراعته فى المعجزة فيا تعاطوه منه ففصاحة القرآن واعجازه معجزة للنبى صلى الله عليه وسلم كالعصا واحياء الموتى فى حق موسى وعيسى عليهما السلام

ومن معجزاته عليه الصلاة والسلام نبع الماء من بين اصابعه واطعام الزاد القليل للخلق

الكثير ، وكلام الذراع المسموم ، وقوله: لا تأكل منى فانى مسموم ، وانشقاق القمر ، وحنين الجذع ، وكلام البعير ، ومجئ الشجرة إليه ، وغير ذلك مما يبلغ ألف معجزة على ما ذكروا

"آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ معجزات بھی عطاء کئے گئے جو دوسرے انبیاء کرام کو دیئے گئے اور اس کے علاوہ بھی، بعض اہلِ علم نے ایک ہزار معجزات کا شمار کیا ہے، ان میں سے ایک قرآن کریم ہے جو اپنی ترتیب کے اعتبار سے ایک مخصوص کلام ہے اور عرب کے تمام کلام سے جدا ہے، اس کی ترتیب اور نظم ہر فصیح اور بلیغ سے بڑھی ہوئی ہے اور اہل عرب اس کی مثل ایک سورت بھی نہ لا سکے ،۔۔۔ سو وہ ایسا بھی نہ کر سکے حالانکہ وہ اپنے زمانے کے لوگوں سے زیادہ فصاحت و بلاغت میں بڑھے ہوئے تھے تو اس طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت ان پر عیاں ہو گئی اسی واسطے قرآن کریم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ ٹھہرا

جس طرح عصا مبارک حضرتِ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا، اس لئے کہ حضرتِ موسیٰ علیہ السلام جادوگروں اور اپنے فن میں ماہرین کے دور میں آئے اور حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے عصا نے لوگوں کے سامنے ان کے جادو اور نظر بندی کو نگل لیا (تو یہاں وہ مغلوب پڑے اور ذلیل و خوار ہو کر پلٹے اور جادوگر سجدے میں گر گئے) اور جیسا کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کرتے تھے، برص اور مادر زاد اندھوں کو تندرست کرتے تھے اور آپ کو طبیبوں کے دور میں مبعوث کیا گیا اور وہ فن طب میں ماہر ہونے کے وجہ سے بیماری کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینکتے تھے۔ سو انہوں نے حضرتِ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے گردنوں کو جھکا لیا اور آپ کی فرمانبرداری میں لگ گئے۔ سو جیسے مردوں کا زندہ کرنا

حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ اور حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ عصا ہے ویسے ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ قرآن مجید ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات میں سے انگلیوں سے پانی نکلنا، بہت زیادہ لوگوں کے لئے تھوڑے کھانے کو زیادہ کر دینا، زہر ملے ہوئے کھانے کا کلام کرنا اور یہ خود کہنا کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھ سے نہ کھائیں اس لئے کہ میں زہر آلود ہوں، چاند کے دو ٹکڑے کر دینا، خشک تنے کا آپ کے فراق میں رونا، اونٹ کا گفتگو کرنا، درخت کا آپ کی طرف چل کے آنا اور اس کے سوا بھی معجزات ہیں جن کی تعداد ایک ہزار تک پہنچ جاتی ہے جس طرح پہلے مذکور ہو چکا ہے"

مزید یوں فرمایا:

وانما لم يات النبي صلى الله عليه وسلم بمثل عصا موسى ويده البيضاء ، واحياء الموتى ، وابراء الاكمه والابرص ومثل ناقة صالح ، والمعجزات التي كانت للانبياء لامرين اثنين

أحدهما: لئلا يكذب بها امته فيهلكوا كما هلكت الامم قبلهم ، كما قال الله تعالى :(وما منعنا ان نرسل بالايات الا أن كذب بها الاولون)

والثاني: لو جاء بمثل ما جاء به الاولون لقالوا له ما جئت بغريب وقد تعلمت من موسى وعيسى ، فانت من اتباعهم لا نؤمن لك حتى تاتينا بما لم يات به الاولون ولهذا لم يؤت الله سبحانه نبيا من انبيائه معجزة غيره ، بل خص كل نبي بمعجزة غير معجزة من كان قبله

"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرتِ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے عصا اور چمکتے ہوئے ہاتھ،

حضرتِ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کو زندہ کرنا اور برص و مادر زاد اندھوں کو تندرست کرنا، حضرتِ سیدنا صالح علیہ السلام کی اونٹنی اور اس کے سوا معجزات جو انبیاء کرام علیہم السلام کو عطاء ہوئے اس کی مثل معجزات دو وجہ سے سامنے نہیں لائے۔

ایک تو یہ کہ ان کی امت بھی ان کو جھٹلاتی تو پہلی امتوں کی طرح ہلاک ہو جاتی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "(اور ہم ایسی نشانیاں بھیجنے سے یونہی باز رہے کہ انہیں اگلوں نے جھٹلایا)"۔

دوسرا سبب یہ ہے کہ اس طرح کے معجزات لے کے آتے تو دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام لے کر آئے ہیں تو لوگ یہ کہتے کہ کوئی نئی چیز لے کر نہیں آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ان جیسے یعنی حضرت سیدنا عیسیٰ اور حضرتِ سیدنا موسیٰ جیسے معجزات لے کر آئے ہیں۔ آپ تو ان کے تابع ہیں ہم ان پر تب تک ایمان نہیں لائیں گے جس وقت تک کوئی نئی چیز نہ لے آئیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو ایک جیسا معجزہ عطا نہیں کیا بلکہ سب کو الگ الگ معجزات عطاء فرمائے"

(غنية الطالبين ، القسم الثانی: العقائد والفرق الاسلامية ، جلد:۱، ص:۱۵۶، ۱۵۷، مطبوعه قدیمی کتب خانه مقابل ارام باغ، کراچی۔)

عقیدہ توسل بالذات اور حضورِ غوثِ اعظم

بارگاہ الٰہی میں جیسے عمل صالح کا وسیلہ پیش کیا جاسکتا ہے ویسے ہی صالحین و زاہدین کی ذوات قدسیہ اور نفوس مقدسہ کو وسیلہ بنانا جائز و مستحب ہے۔

حضرتِ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۵۶۱ھ) فرماتے ہیں:

يستحب أن يتوسلوا بالزهاد والصالحين واهل العلم والفضل والدينلما روى أن عمر بن

الخطاب رضی اللّٰہ عنہ خرج یستسقی ، فأخذ بید العباس رضی اللّٰہ عنہ فاستقبل القبلة به فقال :اللهم هذا عم نبيك جئنا نتوسل به اليك فاسقنا به قال :فما رجعوا حتى سقوا

"پرہیزگار اور صالحین نیز اہل علم اور دیندار لوگوں کا وسیلہ اختیار کریں۔ ایک روایت میں ہے حضرتِ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نماز استسقاء کے لئے تشریف لے گئے تو حضرتِ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کا ہاتھ مبارک پکڑ کر قبلہ رخ ہوئے اور بارگاہ خداوندی میں عرض کیا: یااللہ! یہ تیرے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے چچا ہیں، ہم تیری بارگاہ میں ان کا وسیلہ پیش کرتے ہیں، ہمیں ان کے وسیلہ سے بارش عطا فرما۔ راوی کہتے ہیں ان کی واپسی سے پہلے بارش برس گئی"

(غنية الطالبين ، القسم الرابع : فضائل الأعمال ، جلد : ۲، ص : ۲۱۵، ۲۱۶، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ مقابل ارام باغ، کراچی۔)

فوائد:

حضور غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک توسل بالذات بالکل جائز و مستحب ہے۔

حضور غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ کے فہم کے مطابق اس حدیث سے غیر انبیاء یعنی صحابہ کرام، تابعین عظام اور اولیاء کرام کی ذوات سے بھی توسل پکڑنا ثابت ہوتا ہے۔

وسیلہ مصطفیٰ اور عقیدہ غوث الوریٰ

حضرتِ سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۵۶۱ھ) بیان کرتے ہیں کہ بارگاہ خداوندی میں یوں دعا مانگے:

اللهم انى اتوجه إليك بنبيك عليه سلامك نبى الرحمة ، يا رسول اللّٰه انى اتوجه بك إلى

ربی لیغفر لی ذنوبی ، اللهم انی اسالك بحقه أن تغفر لی وترحمنی

"اے اللہ! میں تیری طرف تیرے نبی (کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ذریعے متوجہ ہوتا ہوں جو رحمت والے نبی ہیں۔ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! میں آپ کے واسطہ سے اپنے رب کی طرف توجہ کرتا ہوں تاکہ وہ میرے گناہ بخش دے۔ اے اللہ! میں بطفیل نبی (کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما"

(غنية الطالبين ، القسم الاول: الفقه ، جلد: ١، ص: ٣٦، مطبوعه قديمى كتب خانه مقابل ارام باغ ، كراچى۔)

فائدہ: حضور غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ نے دعا میں دوبار وسیلہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر فرما کر بتا دیا کہ وصال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بھی وسیلہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دعا کرنا بلاشک و شبہ جائز ہے۔

ماہ شعبان المعظم کے فضائل بیان کرتے ہوئے فرمایا:

ویتوسل إلى الله تعالى بصاحب الشهر محمدا صلى الله عليه وسلم حتى يصلح فساد قلبه ، ويداوى مرض سره

"اور جس ذات کی طرف یہ مہینہ منسوب ہے یعنی حضرتِ سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ تک رسائی حاصل کرے تاکہ اس کے دل کا فساد دور ہو اور دل کی بیماری کا علاج ہو جائے"

(غنية الطالبين ، القسم الثالث : مجالس فى مواعظ القرآن والالفاظ النبوية، جلد: ١، ص: ٣٤٢، مطبوعه قديمى كتب خانه مقابل ارام باغ ، كراچى۔)

ایک مقام پر یوں فرمایا:

من صفاء قلبه كان النبي صلى الله عليه وسلم سفيرا بينه وبين ربه عز وجل

"جس کا دل صاف ہوجاتا ہے اس کے اور اس کے خدا کے درمیان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفیر (وسیلہ) بن جاتے ہیں"

(جلاء الخاطر ، القلب ، ص: ٣٧، مطبوعه مركز الجيلانى للبحوث العلمية ، إسطنبول)

شب معراج دیدار باری تعالیٰ اور عقیدہ غوث اعظم

اہلِ سنّت وجماعت کا مؤقف ہے کہ شبِ معراج اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے دیدار پرانوار سے مشرف فرمایا۔

حضرتِ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۵۶۱ھ) فرماتے ہیں:

ونؤمن بأن النبى صلى الله عليه وسلم رأى ربه عزوجل ليلة الاسراء بعيني رأسه لا بفؤاده ولا فى المنام

"ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ معراج کی رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی زیارت سر کی آنکھوں سے کی نہ کہ دل کی آنکھوں سے اور نہ ہی نیند میں"

لما روى جابر بن عبدالله رضى الله عنهما انه قال:قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: فى قوله تعالى: " ولقد راه نزلة أخرى" قال: رأيت ربى جل اسمه مشافهة لا شك فيه ، وفى قوله تعالى:" عند سدرة المنتهى" قال: رأيته عند سدرة المنتهى حتى تبين لى نور

وجهه

"حضرتِ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: "کہ انہوں نے اسے دوسری بار دیکھا" کے سلسلے میں فرماتے ہیں کہ: "میں نے اپنے رب کو سامنے دیکھا اور اس میں کچھ شبہ نہیں" اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد: "اور سدرۃ المنتھی کے پاس" کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ: "میں نے اپنے رب کو سدرۃ المنتھی کے پاس دیکھا حتیٰ کہ اس کا نور میرے لئے ظاہر ہوا"

وقال ابن عباس رضى اللہ عنهما فى قوله عز وجل : " وما جعلنا الرؤيا التى اريناك إلا فتنة للناس " هى رؤيا عين اريها النبى صلى اللہ عليه وسلم ليلة اسرى به

"حضرتِ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: "اور ہم نے اس آیت کو جو ہم نے آپ کو دکھائی اس کو لوگوں کے لئے آزمائش بنا دیا" کے بارے میں فرماتے ہیں: یہ آنکھ سے دیکھنا تھا جو اللہ تعالیٰ نے شب معراج اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دکھایا"

وقال ابن عباس رضى اللہ عنهما : كانت الخلة لابراهيم عليه السلام والكلام لموسى عليه السلام ، والرؤية لمحمد صلى اللہ عليه وسلم

حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: "دوستی حضرتِ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے لئے تھی، کلام حضرتِ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے لئے تھا اور دیدار حضرتِ سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تھا"

وقال ابن عباس رضى اللہ عنهما : رأى محمد صلى اللہ عليه وسلم ربه عزوجل بعينيه

مرتين

حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: "حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دو بار اپنی آنکھوں سے دیکھا"

ولا يعارض هذا ما روى عن عائشة رضى الله عنها من انكار ذلك ، لأنه نفى وهذا اثبات فقدم عند الاجتماع لان النبى صلى الله عليه وسلم اثبت لنفسه الرؤية

"" یہ روایت حضرتِ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت سے مختلف نہیں ہے جس میں رؤیت کا انکار ہے اس لیے کہ وہاں پر نفی ہے اور یہ بیان اثبات ہے۔ سو دونوں میں جمع ہونے کے ضمن میں اثبات مقدم ہے، اس لئے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنے لئے رؤیت کو ثابت کیا ہے"

وقال أبو بكر بن سليمان: رأى محمد صلى الله عليه وسلم ربه إحدى عشرة مرة ، منها بالسنة تسع مرات فى ليلة المعراج حين كان يتردد بين موسى عليه السلام وبين ربه عز وجل يسأله أن يخفف عن امته الصلاة فنقص خمسا واربعين صلاة فى تسع مقامات ومرتين بالكتاب

"حضرتِ ابوبکر بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو گیارہ مرتبہ دیکھا ہے۔ نو بار تو معراج کی رات میں دیکھا ہے اور یہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے۔ جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرتِ سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور اپنے رب کے درمیان بار بار آتے جاتے رہے اور اپنے رب سے سوال کرتے رہے کہ آپ کی امت کے لئے تخفیف کی

جائے تو نو دفعہ حاضری سے پینتالیس نمازیں کم کی گئیں اور دو بار دیکھنا قرآن کریم سے ثابت ہے"

(غنية الطالبين ، القسم الثانى : العقائد والفرق الاسلامية ، جلد : ١ ، ص : ١٤١، ١٤٢، مطبوعه قديمى كتب خانه مقابل ارام باغ ،كراچى -)

ندائے یارسول اللہ بعد از وصال پر حضرتِ سیدنا غوثِ اعظم رحمہ اللہ کا موقف

نبی مکرم، شفیع معظم، نور مجسم، شہنشاہ دوعالم، حضرتِ سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بعد از وصال ظاہری کے نداء کرنا مثلاً یارسول اللہ، یانبی اللہ، یاحبیب اللہ وغیرہ کہہ کر پکارنا بالکل درست ہے۔

حضرتِ سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۵۶۱ھ) فرماتے ہیں کہ زائر مدینہ منورہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو کر سلام عرض کرے، اور پھر یوں عرض گزار ہو:

يا رسول الله انى اتوجه بك إلى ربى

"یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں"

(غنية الطالبين ، القسم الاول : الفقه ، جلد : ١ ، ص : ٣٦ ، مطبوعه قديمى كتب خانه مقابل ارام باغ ، كراچى-)

مسئلہ ایصال ثواب اور فاتحہ خوانی کے بارے حضرتِ سیدنا غوثِ اعظم کا موقف

حضرتِ سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۵۶۱ھ) فاتحہ خوانی اور ایصال ثواب کا طریقہ کار بیان کرتے ہیں کہ:

بل يقف عند موضع وقوفه منه أن لو كان حيا ، ويحترمه كا لو كان حيا ، ويقرا إحدى

عشرة مرة : قل هو الله أحد وغيرها من القرآن ، ويهدی ثواب ذلك لصاحب القبر وهو أن يقول : اللهم ان كنت قد اثبتنی علی قراءة هذه السورة ، فانی قد اهديت ثوابها لصاحب هذه القبر ، ثم يسال الله حاجته

"درست طریقہ یہ ہے کہ اس (قبر یا مزار) کے پاس ایسے ہی کھڑا ہو جیسے اس کے زندہ ہونے پر کھڑا ہوتا تھا اور صاحب قبر کا احترام اسی طرح کرے جس طرح اس کی زندگی میں کرتا تھا۔ گیارہ مرتبہ سورۃ اخلاص اور اس کے علاوہ قرآن پاک کی تلاوت کرے اور صاحب قبر کو اس کا ثواب پہنچائے یعنی اس طرح کہے:

"اے اللہ! اگر تو نے مجھے اس سورۃ کے پڑھنے کا ثواب عطاء فرمایا ہے تو بے شک میں نے وہ ثواب اس صاحب قبر کو ہدیہ پیش (یعنی ایصال ثواب) کر دیا ہے"۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت کا سوال کرے اور صاحب قبر کے لئے مغفرت کا سوال کرے"

(غنیۃ الطالبین ، القسم الاول : الفقہ ، جلد: ١ ص : ٩١ ، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ مقابل ارام باغ ، کراچی۔)

منبر مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے تبرک اور عقیدہ غوث اعظم

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس منبر مبارک پر بیٹھ کر اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دین سکھاتے تھے، عشاقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس منبر شریف کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوسرے آثار کی طرح دل و جان سے حصول برکت کا ذریعہ بنالیا، وہ اسے جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتے اور اس سے برکت حاصل کرتے۔

حضرتِ سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ٥٦١ھ) بیان کرتے ہیں:

وان أحب أن يتمسح بالمنبر تبركا به

"اور تبرک حاصل کرنے کے لیے منبر شریف کو اپنے ہاتھوں سے مس کرے"

(غنية الطالبين ، القسم الاول : الفقه ، جلد : ١ ، ص : ٣٧ ، مطبوعه قديمی کتب خانه مقابل ارام باغ ، کراچی ۔)

بزرگانِ قادریہ ہمیشہ عقائدِ اہلسنت پر کاربند رہے

شیخ محقق، نائب رسول فی الہند، حضرتِ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ (المتوفی: ۱۰۵۲ھ) فرماتے ہیں کہ:

"بعض احوال ہم نے بزرگانِ سلسلہ قادریہ سے بچشمِ خود مشاہدہ کئے ہیں۔ ہمارے شیخ سید جمال اللہ جمال الدین ابو حامد بن عبدالرزاق بن عبدالقادر بن محمد بن شمس الدین بن شاہ میر بن علی بن مسعود بن احمد بن الصفی بن عبدالوہاب بن شیخ الاسلام، شیخ السموات والارضین محی الدین عبدالقادر الحسنی والحسینی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ماہ شوال ۹۸۵ھ کو ہمیں بعض معمولات کی اجازت عنایت فرمائی اور اس میں ظاہری شریعت کا احترام مقدم فرمایا اور کلام اللہ اور سنتِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرنے کی تلقین فرمائی، ان بزرگانِ قادریہ نے ہمیشہ عقائدِ اہل سنت پر عمل کیا ہے"

(زبدة الآثار، ذكر چيزی از آداب سلسلهء شريفه عليه قادريه ، ص:١٣٢، مطبوعه مطبع بكسلنگ كمپنی جزيره ۔)

(زبدة الآثار (مترجم) ، ص : ١٢٧ ، ١٢٨ ، مطبوعه مكتبه نبويه ، لاهور)

سنی مجھ سے محبت جبکہ بدعتی مجھ سے بغض رکھتا ہے

حضرتِ سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۵۶۱ھ) فرماتے ہیں:

المخلص يحبني والمنافق يبغضنى ، السنى يحبنى والبدعى يبغضنى ، إذا احببتنى فنفع ذلك عائد اليك ، وان ابغضتنى فضرر ذلك عائد اليك ما أنا واقف مع مدح الخلق وذمهم

"مخلص مجھ سے محبت کرتا ہے اور منافق مجھ سے بغض رکھتا ہے۔ سنی مجھ سے محبت کرتا ہے اور بدعتی مجھ سے بغض رکھتا ہے۔ اگر تم مجھ سے محبت کرو گے تو اس کا سارا فائدہ تمہیں ہی پہنچے گا اور اگر تم مجھ سے بغض رکھو گے تو اس کا سارا نقصان تمہیں ہی پہنچے گا۔ میں تو لوگوں کی تعریف اور برائی کو کچھ بھی نہیں جانتا ہوں اور زمین کی سطح پر کوئی نہیں جس سے میں ڈروں یا امید رکھوں"

(جلاء الخاطر ، القلب ، ص : ۲۹ ، ۳۰، مطبوعہ مرکز الجیلانی للبحوث العلمیة ، اسطنبول)

معلوم ہوا اولیاء کرام سے محبت کرنا "مخلص و سنی "لوگوں کا کام ہے اور اولیاء کرام سے بغض رکھنا "منافق وبدعتی "لوگوں کا کام ہے۔

قیام تعظیمی اور نظریہ غوثِ اعظم رحمہ اللہ

علماء و مشائخ کی تعظیم اور ادب بجالاتے ہوئے کھڑے ہونا "قیام تعظیمی "کہلاتا ہے۔

حضرتِ سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۵۶۱ھ) فرماتے ہیں:

ويستحب القيام للامام العادل والوالدين واهل الدين والورع وكرام الناس

"عادل بادشاہ، والدین، دیندار، پرہیز گار اور معزز لوگوں کے لئے کھڑا ہونا مستحب ہے"

ذلك ما روى أن رسول اللّٰہ صلى اللّٰہ عليه وسلم ارسل إلى سعد رضى اللّٰہ عنه فى شان أهل قريظة ، فجاء على حمار اقمر ،فقال رسول اللّٰہ صلى اللّٰہ عليه وسلم : "قوموا إلى سيدكم"

"اور اس کی اصل یہ روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو قریظہ کے واقعہ حضرتِ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو بلاوا بھیجا، وہ سفید رنگ کے گدھے پر سوار ہو کر آئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حاضرینِ مجلس کو ارشاد فرمایا: "اپنے سردار کی تکریم کے لئے کھڑے ہو جاؤ"

وقد روت عائشة رضى اللّٰہ تعالى عنها أنها قالت : كان رسول اللّٰہ صلى اللّٰہ عليه وسلم إذا دخل على فاطمة رضى اللّٰہ تعالى عنها قامت إليه فاخذت بيده وقبلته واجلسته فى مجلسها وإذا دخلت على النبى صلى اللّٰہ عليه وسلم قام إليها وأخذ بيدها وقبلها واجلسها فى موضعه

"اور حضرتِ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی للہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی لختِ جگر حضرتِ سیدہ فاطمہ رضی للہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لاتے تو وہ کھڑی ہو جاتیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دست مبارک پکڑ کر بوسہ دیتیں، اور اپنی مسند پر بٹھا دیتیں۔ اور جب خاتون جنت حضرت سیّدہ فاطمہ رضی للہ تعالیٰ عنہا بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کھڑے ہو جاتے اور ان کے ہاتھ مبارک کو پکڑ کر چومتے اور اپنی مسند پر بٹھاتے تھے"

وقد روى عنه صلى الله عليه وسلم أنه قال : "إذا جاءكم كريم قوم فاكرموه"

"اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ "جب تمہارے پاس کوئی معزز شخص آئے تو اس کی عزت کرو"

مزید فرمایا:

ولان ذلك يغرس المحبة والود فی القلوب فاستحب لاهل الخير والصلاح كالمهاداة لهم ، ويكره لاهل المعاصی والفجور

"اس لئے کہ اس سے دلوں میں محبت پیدا ہوتی ہے۔ پس نیک سیرت لوگوں مثلاً راہنمایان قوم کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا مستحب ہے اور فسق و فجور نیز گناہوں میں مبتلا لوگوں کے لئے کھڑا ہونا مکروہ ہے"

(غنية الطالبين ، القسم الاول : الفقه ، جلد : ١ ، ص : ٤٠ ، مطبوعه قديمی كتب خانه مقابل ارام باغ ، كراچی۔)

شفاعت مصطفیٰ اور عقیدہ غوث الوریٰ

حضرتِ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۵۶۱ھ) فرماتے ہیں:

والايمان بأن الله تعالى يقبل شفاعة نبينا صلى الله عليه وسلم فی أهل الكبائر والاوزار واجب قبل دخول النار عاما للحساب لجميع امم المؤمنين ، وبعد دخولها لامته خاصة ، فيخرجون منها بشفاعة صلى الله عليه وسلم وغيره من المؤمنين حتى لا يبقى فی النار من كان فی قلبه مثقال ذرة من الايمان ، ومن قال : لا إله إلا الله محمد رسول الله مرة واحدة فی عمره مخلصا لله عزوجل خلاف ما زعمت القدرية من انكار ذلك

"اس بات پر ایمان لانا واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کبیرہ گناہ کرنے والوں اور دیگر گنہگاروں کے حق میں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت قبول فرمائے گا۔ عام اس سے کہ یہ شفاعت جہنم میں جانے سے پہلے تمام مسلمان امتوں کے حساب کے لئے ہو یا صرف اس امت کے لئے جنت میں داخل ہونے کے بعد ہو۔ پس وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر نیک مومنوں کی شفاعت کے ساتھ جہنم سے باہر نکلیں گے۔ یہاں تک کہ جہنم میں وہ شخص بھی نہیں رہے گا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہو اور جس نے زندگی میں ایک بار بھی خالص اللہ تعالیٰ کے لئے "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پڑھا ہو قدریہ فرقہ شفاعت کا منکر ہے"

(غنية الطالبين ، القسم الثانی: العقائد والفرق الاسلامية ، جلد : ١ ، ص : ١٤٧ ، مطبوعه قديمی كتب خانه مقابل ارام باغ ، كراچی ۔)

معلوم ہوا کہ کسی انداز سے بھی شفاعت کا انکار کرنے والے اہل سنت نہیں بلکہ گمراہ ہیں۔

مزید یوں فرمایا:

وله صلى الله عليه وسلم شفاعة فى القيامة عند الميزان وعلى الصراط ، وكذلك ما من نبی إلا وله شفاعة

"حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے دن میزان کے پاس اور پل صراط کے پاس بھی شفاعت فرمائیں گے اسی طرح ہر رسول کو شفاعت کا حق حاصل ہو گا"

(غنية الطالبين ، القسم الثانی: العقائد والفرق الاسلامية ، جلد : ١ ، ص : ١٤٨ ، مطبوعه قديمی كتب خانه مقابل ارام باغ ، كراچی ۔)

چند سطروں بعد یوں لکھا: وكذلك للصديقين والصالحين من كل أمة شفاعة

"ایسے ہی ہر امت کے نیک لوگ اور سچے لوگ بھی شفاعت کریں گے"

(غنية الطالبين ، القسم الثانی : العقائد والفرق الاسلامية ، جلد : ۱ ، ص : ۱٤۸ ، مطبوعه قديمی کتب خانه مقابل ارام باغ ، کراچی)

صحابیِ رسول کی گستاخی خانہ کعبہ کو ستر بار گرانے سے بڑا گناہ ہے

شیخ الاسلام والمسلمین، حضرتِ خواجہ محمد قمرالدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ:

"ایک مرتبہ آپ بیت اللہ شریف کا طواف کرتے ہوئے بیت اللہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے بیت اللہ تیرا بڑا شان ہے، بڑی عزت وعظمت ہے، لیکن تجھے اگر کوئی ستر مرتبہ گرائے تو اتنا گناہ نہیں جتنا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کسی صحابی کے حق میں گستاخی کرنا گناہ ہے۔ فرمایا غوث کا بڑا مرتبہ ہوتا ہے، لیکن ستر غوث بھی مل جائیں تو ایک صحابی کی شان کو نہیں پہنچ سکتے۔ بھائیو! میں نے دیکھا ہے کہ آج کل بعض مسلمان بھائی بھی حضرتِ امیر معاویہ رضی للہ تعالیٰ عنہ کے حق میں گستاخانہ الفاظ کہتے ہیں حالانکہ محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (میرے صحابہ کے متعلق اللہ سے ڈرنا) اللہ اللہ فی اصحابی (میرے صحابہ کے حق میں کوئی گستاخانہ کلمہ نہ نکالنا)، اور یاد رکھیں اولیاء کرام کما حقہ صحابہ کرام کے نقش قدم پر چل کر ولایت کے مراتب حاصل کرتے ہیں۔ بفرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جس کی بھی اطاعت کرو گے ہدایت پاجاؤ گے"(انوار قمريه ، باب الاعتصام بالكتاب والسنة ، حصّہ اوّل ، ص : ۳۱۷ ، مطبوعه اداره تعلیماتِ اسلاف ، لاہور ۔)

مغفرت وشفاعت ایمان پر منحصر ہے

جناب حکیم محمد عمر سیت پوری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات نمازِ مغرب کے بعد فیض درجت ماہ فلک ہدایت حضرتِ قبلہ عالم (حضرتِ خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں بندہ حاضر تھا اور وہ رات جمعہ کی رات تھی اور ماہ رمضان شریف تھا۔ کسی شخص نے اس رات دار الفناء سے دار البقاء کی طرف کوچ کیا۔ کسی عزیز نے جناب عالی کی خدمت میں عرض کی کہ اس مبارک رات کی موت شاید عذاب کے لئے معافی یا تخفیف کا ذریعہ ہوگی۔ خود بدولت نے فرمایا:

"یہ کام ایمان پر منحصر ہے، چنانچہ حضور پر نور نبی اکرم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت بھی ایمان کی استقامت سے متعلق ہے۔ چاہے جمعہ کی رات ہو یا کوئی رات ہو"

(خلاصة الفوائد ، ص : ١١٠ ، مطبوعه مكتبة الجمال ، ملتان)

موئے نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مشکل کشائی

مؤرخ مکہ مکرمہ، امام، حافظ، تقی الدین ابو طیب محمد بن احمد بن علی قرشی ہاشمی حسنی فاسی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۸۳۲ھ) الامیر سیف الدین منجک الناصری نائب دمشق کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک سے محبت وعقیدت کا تذکرہ کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں:

إنه ظفر بشعرة من شعر النبی صلى الله عليه وسلم فشق جسمه وخاطها فيه ، ويقال : انها سبب نجاته من مهالك وقع فيها ، ويقال : انه اشترى هذه الشعرة بمئة ألف درهم

"آپ کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا موئے مبارک تھا۔ آپ نے اپنے جسم کا ایک حصہ چیر کر

اس موئے مبارک کو اس میں سی رکھا تھا۔

کہا گیا ہے کہ وہ جس پریشانی میں بھی مبتلا ہوتے تھے اسی (موئے مبارک کی برکت کے) سبب سے نجات پاتے تھے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ نے وہ موئے مبارک ایک لاکھ درھم میں خریدا تھا"

(تعريف ذوق العلا بمن لم يذكره الذهبي من النبلا ، وفيات سنة ست وسبعين وسبع مئة ، رقم الترجمة : ۸۲۳ ، منجك الناصرى ، ص : ۲۳۹ ، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت ، لبنان)

صراط مستقیم اہلِ سنّت و جماعت کا راستہ ہے

امام طریقت و مقتدائے حقیقت حضرتِ خواجہ محمد باقی باللہ دہلوی رحمہ اللہ (المتوفی:۱۰۱۲ھ) فرماتے ہیں کہ:

"تمام محققین اور صادقین کا اتفاق و اجماع ہے کہ صراط مستقیم اہلِ سنت و جماعت کا راستہ ہے"

مزید فرمایا: "کیونکہ سلف صالحین کے عقائد کے بر خلاف چلنا سراسر گمراہی اور خرابی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد ہے کہ ہم انہی عقائد پر قائم ہیں اور امید ہے کہ انہیں پر مرینگے، اور انہیں پر اٹھائے جائینگے"

مکتوبات شریف حضرتِ خواجہ محمد باقی باللہ نقشبندی دہلوی، بسم اللہ و سورہ فاتحہ کے معنیٰ، ص:۱۴، مطبوعہ اللہ والے کی قومی دکان، لاہور۔

چار لاکھ ہدیہ

حضرتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا حضرتِ سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں چار لاکھ ہدیہ

پیش کرنا: نبیرہ امام ربانی، جگر گوشہء خواجہ معصوم، حضرتِ خواجہ محمد سیف الدین نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

لما قدم الحسن ابن علی علی المعاویة رضی اللّٰہ تعالی عنهم فقال الا اجیزك بجائزة لم اجزها أحدا من العرب ولا اجیز أحدا بعدك من العرب فقال فاعطاه اربعمائة ألف فاخذها

"جب حضرتِ سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ حضرتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے فرمایا کہ کیا میں آپ کو ایسا تحفہ دوں جتنا کسی عرب کو نہ دیا گیا ہو اور نہ ہی آپ کے بعد کسی عرب کو دیا جائے؟ راوی کہتے ہیں کہ پھر انہوں نے چار لاکھ دیئے اور حضرتِ سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے قبول فرمالئے"

مکتوبات شریفہ حضرتِ خواجہ سیف الدین نقشبندی سرہندی، مکتوب: ششم، ص:۱۶، مطبوعہ سعید آرٹ پریس حیدر آباد۔

مکتوبات شریفہ، مکتوب نمبر:۶، ص:۲۸، مطبوعہ خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کندیاں، ضلع میانوالی۔

شریعت کی ترویج جہان کا شیخ ہونے پر مقدم ہے

نبیرہ امام ربانی، جگر گوشہء خواجہ معصوم، حضرتِ خواجہ محمد سیف الدین نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

حضرت خواجه احرار قدس اللّٰہ سره الاقدس می فرمودند که اگر من شیخی کنم هیچ

شیخ در عالم نه ماندااما مرا کار دیگر فرمودند و آن ترویج شریعت و تائید ملت است لا جرم به صحبت سلاطین می رفتند وبتوسل ایشان ترویج شریعت می فرمودند

"حضرتِ خواجہ عبیداللہ احرار قدس اللہ سرہ فرمایا کرتے تھے اگر میں شیخی کرتا تو جہان میں کوئی شیخ نہ رہتا۔ لیکن مجھے دوسرا کام فرمایا گیا ہے اور وہ شریعت کی ترویج اور ملت کی تائید کرنا ہے۔بلا شبہ آپ بادشاہوں کی صحبت میں گئے اور ان کے ذریعے شریعت کی ترویج فرماتے تھے"

(مکتوبات شریفه حضرتِ خواجه سیف الدین نقشبندی سرہندی ، مکتوب: بست و سوم، ص:٤١، مطبوعه سعید آرٹ پریس حیدرآباد ۔

مکتوبات شریفه حضرتِ خواجه سیف الدین نقشبندی سرہندی ، مکتوب نمبر ٢٣،ص:٥٩، مطبوعه خانقاه سراجیه نقشبندیه مجددیه کندیاں ضلع میانوالی ۔)

طریقہ نقشبندیہ کا مدار اولاً عقائد اہلسنت پر پختگی اختیار کرنا ہے

امام طریقت و مقتدائے حقیقت حضرتِ خواجہ محمد باقی باللہ دہلوی رحمہ اللہ (المتوفی:١٠١٢ھ) فرماتے ہیں کہ:

"ہمارے طریقہ کا مدار ان تینوں چیزوں پر ہے:

اول: اہلِ سنّت و جماعت کے عقیدوں پر پکا ہونا۔

دوسرے: دوامِ حضور۔

تیسرے: عبادت۔

جس کسی میں ان تینوں میں سے ایک میں فتور آ گیا، وہ ہمارے طریقہ سے نکل گیا۔ اللہ تعالیٰ سے پناہ

مانگتے ہیں کہ عزت دیکر پھر ذلیل نہ کرے اور قبول کر کے رد نہ کرے"

مکتوبات شریف حضرتِ خواجہ محمد باقی باللہ نقشبندی دہلوی، مجلس تیسری، ص:۳۵، مطبوعہ اللہ والے کی قومی دکان، لاہور۔

عقائد اہل سنت کے موافق عقائد درست رکھنا طریقت میں کس قدر لازم ہے

امام طریقت و مقتدائے حقیقت حضرتِ خواجہ محمد باقی باللہ دہلوی رحمہ اللہ (المتوفی: ۱۰۱۲ھ) فرماتے ہیں:

"واضح ہو کہ راہ حق کے سالک کے لئے سب سے اول لازم ہے کہ توجہ خالص کرے۔ اور اپنے عقیدہ کو اہلِ سنّت و جماعت کے عقیدہ کے موافق درست کرے۔ چونکہ ان باتوں کا حاصل ہونا علم پر موقوف ہے۔ اس لئے تجھے ایسے کامل علماء کی خدمت میں رہنا چاہیے، جن کے عمل خالص اور اعتقاد پاکیزہ ہوں۔ تاکہ حتی المقدور ضرورت کے موافق اپنے دین اور ملت کی تحقیق کرتا رہے"

مکتوبات شریف حضرتِ خواجہ محمد باقی باللہ نقشبندی دہلوی، رقعہ: ۳۰، ص: ۱۱۶، مطبوعہ اللہ والے کی قومی دکان، لاہور۔

دوسرے مقام پہ یوں فرمایا:

"پہلا قدم طریقت میں یہی ہے کہ خالص توبہ کرے، اور اہلِ سنّت و جماعت کے عقائد کے موافق اپنے عقیدہ کو درست کرے اور کتاب و سنت کے مطابق عمل کرے اور شریعت نے جس بات سے منع کیا ہے ہٹ جائے، فرضوں اور سنتوں کے ادا کرنے کے بعد نوافل تحیۃ الوضوء، اشراق، چاشت، تہجد بھی ادا کیا

کرے، جیسے کتابوں میں لکھے ہیں"

(مکتوبات شریف حضرتِ خواجہ محمد باقی باللّٰہ نقشبندی دہلوی ، رقعہ : ٦٠ ، ص : ١٥٠ ، مطبوعہ اللہ والے کی قومی دکان ، لاہور)

جلیل القدر امام ابو عوانہ رحمہ اللہ کی قبر پر گنبد

امام، محدث، حافظ، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذہبی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:٧٤٨ھ) جلیل القدر امام، حافظ الکبیر، امام ابو عوانہ اسفرائینی نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:٣١٦ھ) کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

قبر ابی عوانة علیه مشهد مبنی باسفرایین یزار وهو بداخل المدینة ، وكان هو أول من ادخل كتب الشافعي ومذهبه إلى اسفرايين أخذ ذلك عن الربيع والمزني وهو ثقة جليل

(تذكرة الحفاظ ، الطبقة الحادية عشرة ، رقم الترجمة : ٧٧٢ ، أبو عوانة ، جلد : ٣ ، ص : ٣ ، مطبوعه مكتبه رحمانيه اردو بازار ، لاہور ۔)

غیر مقلدین کے شیخ الحدیث حافظ محمد اسحاق نے اس عبارت کا ترجمہ کچھ یوں کیا ہے:

"آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر اسفرائن شہر کے اندر ہے اس پر گنبد بنا ہے اور زیارت گاہ عوام ہے آپ پہلے شخص ہیں جس نے امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب اسفرائن میں رائج کیا اور ان کتابوں کی نشر و اشاعت کی آپ نے یہ مذہب امام موصوف کے شاگردان رشید امام ربیع اور امام مزنی سے حاصل کیا۔ آپ جلیل القدر اور لائق اعتماد محدث ہیں" (تذکرۃ الحفاظ ، گیارہواں طبقہ ، رقم الترجمہ: ٧٧٢، امام ابو عوانۃ اسفرائینی نیشاپوری ، جلد: ٣، ص: ٥٤٥، مطبوعہ اسلامک پبلشنگ ہاوس اُردو بازار ، لاہور ۔)

فوائد: اس عبارت سے چند باتیں واضح ہوگئیں

ا۔ بزرگوں کی قبروں پر گنبد بنانا پرانا عمل ہے نہ کہ چودھویں صدی کی ایجاد۔

۲۔ بزرگوں کی قبروں کی زیارت کے لئے جانا یہ بھی کوئی نیا عمل نہیں ہے

۳۔ چہار آئمہ مجتہدین میں سے کسی ایک کی تقلید کرنا اور اس کے فقہی مذہب پر نہ صرف کاربند رہنا بلکہ اس کی نشر واشاعت کرنا آئمہ و محدثین کا عمل ہے۔

حضرتِ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کا عشقِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

جلیل القدر تابعی حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے محمد بن سعید رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ:

أن ابا هريرة كان إذا رأى أحدا من الاعراب أو أحدا لم ير النبى صلى الله عليه وسلم ، قال : ألا أصف لكم النبي صلى الله عليه وسلم ؟ كان ششن القدمين ، هدب العينين ، أبيض الكشحين ، يقبل معا ويدبر معا ، فدى له ابي وامى! ما رأيت مثله قبله ولا بعده

"حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا معمول مبارک تھا کہ جب کسی شخص کو پالیتے جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن و جمال کا نظارہ نہ کیا ہوتا تو اسے فرماتے کہ آمیں تجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محاسن و شمائل سناتا ہوں اور اس کے بعد آپ کے حسن و جمال کا تذکرہ فرماتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک جسم، خوبصورت آنکھوں اور مختلف جسم کے اعضاء مبارکہ کا ذکر کرکے کہتے: میرے

ماں باپ آپ پر قربان میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل کوئی نہیں دیکھا"

(الطبقات الکبری ، ذکر صفة خلق رسول الله صلى الله عليه وسلم ، جلد: ١ ، ص : ٢٠١ ، مطبوعه مکتبه عمریه کانسی روڈ ، کوئٹه)

درود شریف کس کی زباں پر جاری وساری رہتا ہے؟

امام، محدث، حافظ جمال الدین ابنِ جوزی رحمہ اللہ (المتوفی: ۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

عباد الله تعاهدوا الصلاة على حبيبنا محمد صلى الله عليه وسلم ، لأن الله تعالى إذا أراد بعبده خيرا يسر لسانه للصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم ، وإذا أراد بعبده شرا حبس لسانه عن الصلاة على محمد صلى الله عليه وسلم

"اللہ کے بندو! ہمارے حبیب حضرتِ سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے کو لازم کرلو، کیونکہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کی زبان پر درود پاک کو جاری و ساری کر دیتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ برائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کی زبان کو حضور پر درود پڑھنے سے روک دیتا ہے"

(بستان الواعظين و رياض السامعين ، مجلس ثان من المجلس السابع عشر في قوله تعالى: ان الله ملائكته يصلون على النبي، ص : ٢٥٥ ، مطبوعه مؤسسة الرسالة ناشرون دمشق ، سوريا)

حضرتِ سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی قبر انور کی برکات

میزبانِ رسول، حضرتِ سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے۔

معرکہ قسطنطنیہ میں آپ شریکِ جہاد ہوئے، دشمن کی سرحد کے قریب آپ شدید بیمار ہو گئے اور اسی بیماری میں وصال فرمایا۔ آپ کو قلعہ کے قرب میں دفن کر دیا گیا، بہت جلد آپ کی قبر مبارک کے فیوض و برکات کا لوگوں کو پتہ چل گیا کہ یہاں کی جانے والی دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔

امام ابو عمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر القرطبی رحمہ اللہ (المتوفی:۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

وقبر ابي ايوب قرب سورها معلوم إلى اليوم معظم يستسقون به فيستقون

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ، رقم الترجمۃ : ٦١٨ ، خالد بن زید ، جلد : ٢ ، ص : ١٠ ، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ، لبنان)

اس عبارت کا اردو ترجمہ دیوبندی ڈاکٹر مولانا محمد اویس سرور کے قلم سے ملاحظہ فرمائیں:

"حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کی قبر آج بھی شہر (قسطنطنیہ) کی فصیل کے قریب موجود ہے اور لوگ اس کی زیارت کے لئے جاتے ہیں، وہ حضرتِ ابو ایوب کے واسطے سے بارش کی دعا مانگتے ہیں تو دعا قبول ہو جاتی ہے" (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ، رقم الترجمۃ : ٦١٨ ، خالد بن زید ، جلد : ١ ، ص : ٣٣٢ ، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار ، لاھور)

فوائد:

بزرگوں کی قبروں کی زیارت کے لئے جانا اہلِ اسلام کا قدیم طریقہ چلا آ رہا ہے۔

معلوم ہوا بعد از وصال بھی بزرگوں سے توسل کرنا جائز و درست ہے۔

صحابیِ رسول حضرت سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے بعد از وصال توسل کیا جا سکتا ہے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ مبارکہ سے تو بدرجہ اولیٰ توسل ثابت ہوا۔

قبولیت اعمال عقیدے کی محتاج ہے

تاجدارِ نیریاں شریف، آفتاب علم و حکمت، واقف رموز حقیقت، شیخ العالم، حضرتِ پیر محمد علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اعمال ایمان اور عقیدے کے محتاج ہیں۔ جنت نمازوں کے بدلے میں نہیں ملتی بلکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وفاء محبت ادب کے بعد عمل سے ملتی ہے۔ صرف نماز کوئی معنی نہیں رکھتی صرف نمازیں پڑھنے والوں کو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں سے مسجد نبوی شریف سے نکال دیا تھا مگر کوئی ثابت نہیں کر سکتا کے کسی محبت و ادب والے کو مسجد سے نکالا گیا ہو، معلوم ہوا ہر نیک عمل اپنی قبولیت کے لئے درست عقیدے کا محتاج ہے۔ نماز کسی صورت میں معاف نہیں ہے مگر قبولیت کے لئے درست عقیدے کی محتاج ہے"

(مفتاح الکنز ، مرتب : خلیفه محمد انیس صدیقی ، جلد: ۱ ،ص : ۲۵٤ ، مطبوعه لاهور)

امام شافعی رحمہ اللہ اور عقیدہ توسل

۱۔ امام ابنِ حجر مکی ہیتمی شافعی رحمہ اللہ (المتوفی: ۹۷۴ھ) بیان کرتے ہیں کہ امام محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ (المتوفی: ۲۰۴ھ) اہلِ بیت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے توسل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

آل النبي ذريعتي وهم إليه وسيلتي
أرجوا بهم أعطى غدا بيد اليمن صحيفتي

"آل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اللہ تعالیٰ کے دربار میں) میرا ذریعہ اور وسیلہ ہیں۔ مجھے اُمید ہے کہ ان

کے وسیلے سے کل بروز قیامت میرا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا"

(الصواعق المحرقة ، الباب الحادى عشر : فى فضائل أهل البيت النبوى الخ ، الفصل الأول: فى الايات الواردة فيهم وشرحها الخ ، المقصد الخامس ، ص : ١٨٠ ، مطبوعه حقيقت كتابوى استنبول ، ترکی)

۲۔شیخ محقق، شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ (المتوفی:۱۰۵۲ھ)اشعۃ اللمعات میں حضرتِ سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی قبرانور کے حوالے سے امام شافعی رحمہ اللہ کا درج ذیل قول نقل فرماتے ہیں:

امام شافعی گفته است قبر موسى كاظم ترياق مجرب ست مرا جابت دعا را

"حضرتِ سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی قبرانور قبولیت دعا کے لئے تریاق مجرب ہے"

(اشعة اللمعات ، كتاب الجنائز ، باب : زيارة القبور ، جلد: ۲ ، ص : ۷۱۵ ، مطبوعه مكتبه نوريه رضويه سكهر)

حضرتِ سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی قبرانور کی برکات

حضرتِ سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

بلغني عن قبر ابى ايوب أن الروم يستصحون به ويستسقون

(الاستيعاب فى معرفة الاصحاب ، كتاب الكنى ، رقم الترجمة : ٢٨٩٤ ، أبو ايوب الانصارى ، جلد : ٤ ، ص : ١٦٩ ، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت ، لبنان)

اس عبارت کا اردو ترجمہ دیوبندی ڈاکٹر مولانا محمد اویس سرور کے قلم سے ملاحظہ فرمائیں:

"لوگ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس جا کر ان کے واسطے سے بارش کی دعا مانگتے ہیں تو بارش ہو جاتی ہے۔(الاستيعاب فى معرفة الاصحاب ، كتاب الكنى ، رقم الترجمة : ٢٤٩٨ ، أبو ايوب

انصاری، جلد : ۲ ، ص : ٤٧٨ ، مطبوعه مکتبه رحمانیه اردو بازار ، لاهور)

حضرتِ مجاہد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

كانوا إذا امحلوا كشفوا عن قبره فمطروا

(الاستيعاب فی معرفة الاصحاب ، كتاب الكنى ، رقم الترجمة : ۲۸۹٤ ، أبو ايوب الانصارى ، جلد : ٤ ، ص : ١٦٩ ، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت ، لبنان، أسد الغابة فى معرفة الصحابة ، كتاب الكنى ، رقم الترجمة : ٥٧١٦ ، أبو ايوب الانصارى ، جلد : ٣ ، ص : ١٢٨٥ ، مطبوعه المكتبة الوحيدية ، پشاور ـ سير اعلام النبلاء ، رقم الترجمة : ١٧٩ ، أبو ايوب الانصارى ، جلد : ٤ ، ص : ٥٨ ، مطبوعه دار الحديث ، القاهرة)

اس عبارت کا اردو ترجمہ دیوبندی ڈاکٹر مولانا محمد اویس سرور کے قلم سے ملاحظہ فرمائیں:

"قحط کے زمانے میں لوگ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی قبر پر جا کر دعا کرتے تھے تو بارش ہو جاتی تھی"(الاستيعاب فی معرفة الاصحاب ، كتاب الكنى ، رقم الترجمة : ۲۸۹٤ ، أبو ايوب انصارى ، جلد : ۲، ص : ٤٧٨ ، مطبوعه مكتبه رحمانيه اردو بازار ، لاهور)

اسی عبارت کا ترجمہ دیوبندی عالم محمد عبدالشکور فاروقی لکھنوی نے یوں کیا ہے:

"جب ان کے یہاں قحط پڑتا ہے تو وہ ان کی قبر سے تھوڑی مٹی ہٹاتے ہیں تو بارش ہو جاتی ہے"

(أسد الغابة فى معرفة الصحابة ، كتاب الكنى ، حضرتِ أبو ايوب انصارى ، جلد : ۳ ، ص : ٤٠٣، مطبوعه مكتبه خليل اردو بازار ، لاہور ـ)

"حسین سفر" بسوئے قصرِ عارفاں چورہ شریف گوجرانولہ

بدر المشائخ، حضرتِ قبلہ پیر سید بدر مسعود شاہ صاحب گیلانی مدظلہ العالی کے ہمراہ تاجدارِ چورہ شریف،

یادگار اسلاف، پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت قبلہ پیر سید عابد حسین شاہ صاحب گیلانی دامت برکاتہم العالیہ اور شہنشاہ چورہ شریف، پیر طریقت، رہبر شریعت، حضرتِ قبلہ پیر سید اعجاز حسین شاہ صاحب گیلانی دامت برکاتہم العالیہ کی زیارت کی غرض سے "قصر عارفاں چورہ شریف گوجرانولہ" حاضری ہوئی

ماہتاب چورہ شریف، سفیر عشقِ مصطفیٰ، صاحبزادہ علامہ پیر سید احمد محمد شاہ صاحب گیلانی دامت برکاتہم العالیہ نے قبلہ پیر سید بدر مسعود شاہ صاحب کو خانقاہ کے دروازہ سے رسیو کیا، سلام دعا کے ساتھ مسکراہٹوں کا تبادلہ ہوا، حال احوال کے بعد خوب محفل جمی۔ اسی دوران کئی ایک عنوانات پر تبادلۂ خیال ہوا اور مختلف جہات سے کام کرنے کی ضرورت پر مشورے ہوئے۔ ماضی قریب کے کئی اکابر علما و مشائخ اہل سنت کا ذکر جمیل بھی ہوتا رہا، کئی حکایات اور واقعات سننے کو ملے، جس سے مجلسِ علمی میں روحانی فضا بھی قائم رہی۔۔۔ اسی دوران صاحبزادہ والا شان پیر سید احمد رسول شاہ صاحب گیلانی زید مجدہ تشریف لے آئے، ان کے خوش گوار الفاظ و انداز سے محفل کشت زعفران کا منظر پیش کرتی رہی۔ قبلہ پیر سید بدر مسعود شاہ صاحب فرمانے لگے: "پیر احمد محمد شاہ جی پورے چورہ شریف کا فخر ہیں، میں تو انہیں "فخر چورہ شریف" کہتا ہوں"۔۔۔ کھانا ہوا، چائے کے دوران بھی کئی ایک باتیں ہوئیں، الحمد للہ بہت کچھ سننے سیکھنے کو ملا۔ بعد ازاں بڑے حضرت صاحبان سے ملاقات کا شرف نصیب ہوا، جام دیدار سے آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں دل کو سرور و نور حاصل ہوا۔ اللہ تعالیٰ بوسیلہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں پیروں کا سایہ صحت و تندرستی کے ساتھ ہمارے سروں پر قائم و دائم رکھے۔ آمین۔

تقریباً ساڑھے تین گھنٹے قیام کے بعد واپسی ہوئی۔

مشاجرات صحابہ سے زبان کوروک لیناواجب ہے

حضرتِ محی الدین ابوالعباس سید احمد کبیر رفاعی حسینی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۵۷۸ھ) فرماتے ہیں:

"صحابہ کے درمیان جو اختلافات (و نزاعات) ہوئے ہیں ان کے (تذکرہ) سے زبان روک لینا واجب ہے اور (بجائے اس کے) ان کے محاسن (و کمالات و خوبیاں) بیان کرنا چاہئیں، ان سے محبت رکھنا چاہیے، ان کی تعریف کرنا چاہیئے رضی للہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ صحابہ سے محبت رکھو، ان کے ذکر و تذکرہ سے برکت حاصل کیا کرو اور ان جیسے اخلاق حاصل کرنے کی کوشش کرو"

(البنیان المشید ترجمہ البرهان المويد ، ص : ۵۰ ، ۵۱ ، مطبوعہ ادارہ اسلامیات انار کلی ، لاہور ۔)

فوائد: اس عبارت سے چند باتیں واضح ہوگئیں:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آپسی مشاجرات پر زبان کوروک لینا واجب ہے۔

مشاجرات صحابہ پر کف لسان کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ان نفوسِ قدسیہ کے محاسن بیان نہ کیے جائیں، ان سے محبت نہ کی جائے اور ان کے فضائل و مناقب بیان نہ کیے جائیں۔

حب صحابہ اور تذکار صحابہ میں خیر و برکت ہے۔

مشاجرات صحابہ پر کف لسان

تاجدارِ سیال شریف، شمس العارفین، حضرتِ خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۱۳۰۰ھ) کے ملفوظات کو آپ کے خلیفہ سید محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ نے جمع کیا ہے، لکھتے ہیں:

"بعد ازاں، حضرتِ علی رض اور امیر معاویہ رض کی جنگ کا ذکر چھڑا۔ فرمایا: حضرتِ علی رض اور حضرت

امیر معاویہ رض میں جو جنگ ہوئی ہے وہ اجتہاد کی وجہ سے تھی نہ کہ عناد کی وجہ سے۔ حضرتِ امیر معاویہ رض اگرچہ خطا پر تھے۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ مجتہد کا فعل خطا پر ہو تو پھر بھی اسے ایک ثواب مل جاتا ہے، لہٰذا درویش کو چاہیے کہ ان حضرات رض کے بارے میں کچھ نہ کہے"

(پرگوہر اُردو ترجمہ مرات العاشقین، مجلس ۲۳، جہاد اصغر و جہاد اکبر، ص:۱۴۹، مطبوعہ سیرت فاؤنڈیشن، لاہور۔)

آفتاب پنجاب حضرت علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی رحمہ اللہ کے مزار پر حاضری

۲۷/نومبر بروز پیر خلیفہ امام ربانی، آفتاب پنجاب، علامہ زماں، حضرتِ علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر پہلی بار بدر المشائخ، حضرتِ قبلہ پیر سید بدر مسعود شاہ صاحب گیلانی زید مجدہ کے ہمراہ حاضری کا شرف نصیب ہوا۔ نماز مغرب آپ کے مزار شریف کے قدمین والی جگہ پر ادا کی اس کے بعد مراقبہ اور فاتحہ خوانی کی گئی۔

ولادت باسعادت

حضرتِ علامہ عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ کا وطن سیالکوٹ تھا، یہیں عہد اکبری میں پیدا ہوئے اور یہیں پرورش پائی ۔ مؤرخ لاہور محمد الدین فوق مرحوم کے قیاس کے مطابق آپکی ولادت سن ۹۶۸ھ میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام شیخ شمس الدین تھا۔

تعلیم و تربیت

آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت اور پرورش اُسی طرح ہوئی جس طرح ایک عام غریب گھرانوں کے بچوں کی ہوتی ہے۔ البتہ آپ کی پیشانی پر ستارہ بلندی کی جھلک ضرور دکھائی دیتی تھی۔ بچپن میں ہی آثارِ سعادت و

فطانت صورت سے عیاں تھے۔ پھر قسمت نے یاوری کی کہ علامۂ مشرقین حضرت علامہ مولانا کمال الدین کشمیری رحمہ اللہؒ کشمیر سے سیالکوٹ ہجرت کر آئے۔ اور "مسجد میاں وارث" میں انہوں نے قرآن و حدیث ودیگر علوم عقلیہ ونقلیہ کا درس جاری کیا۔ جہاں علم کے پیاسے جوق در جوق آکر سیراب ہونے لگے۔ آپ نے مولانا سے وہیں علوم عقلیہ ونقلیہ کی خوب تحصیل کی۔

چہار دانگ عالم میں چرچا

حضرتِ علامہ عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ نے منطق، فقہ، حدیث، تفسیر میں وہ نام پیدا کیا کہ ہندوستان کے علاوہ مصر، قسطنطنیہ، حجاز، بخارا، مراکش تک ان کا نام مشہور ہے۔

فوق صاحب مرحوم لکھتے ہیں کہ:

"حضرتِ شاہ صاحب قبلہ علیپوری نے ایک مرتبہ بمقام لاہور فرمایا کہ ہم ایام حج میں مقام ینبوع میں تھے چند مراکشی مشائخ اپنے خیمہ ڈیرہ سے نکل کر اور یہ سنکر کہ میں شیخ ہندی ہوں میرے پاس آئے اور پوچھا کیا تم ہندی ہو؟ میں نے کہا: ہاں۔ مراکشی شیخ نے پوچھا: کیا سیلکوت (سیالکوٹ) کو بھی جانتے ہو؟ میں نے کہا وہ تو میرا وطن ہے۔ پھر کیا: مولائے عبدالحکیم سیلکوتی تمہارے ہم وطن تھے؟ میں نے کہا: ہاں۔ یہ کہکر فرط محبت و شوق سے تمام مشائخ یکے بعد دیگرے مجھ سے بغلگیر ہوتے رہے"

بیعت و خلافت

علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی اور امام ربانی، حضرت مجددالفِ ثانی علیہما الرحمہ دونوں ہم سبق تھے۔ تحصیلِ علم سے فراغت کے بعد ہر طالب علم اپنے اپنے علاقے میں چلا گیا۔ اس وقت ذرائع ابلاغ میں صرف خط وکتابت کا سلسلہ ہوتا تھا۔ حضرت مجدد اور علامہ میں زمانۂ طالب علمی کے تیس سال بعد از سرِ نو تعلقات

ہوئے، اس طویل عرصے میں دونوں ہم مکتبوں کی شہرت دور دور تک پہنچ چکی تھی۔ حضرت مجدد احیائے دین اور ردبدعات و مفسدات میں مصروف تھے، تو علامہ سیالکوٹی چراغِ علم سے دلوں کو روشن کر رہے تھے۔

۱۰۲۲ھ کا واقعہ ہے کہ مولانا کا ایک شاگرد جو تمام شاگردوں سے لائق، ذکی اور ذہین تھا۔ اور مولوی صاحب بھی اسکی رسائیے طبعیت کی وجہ سے اسکو تمام شاگردوں سے عزیز سمجھتے تھے۔ اتفاقاً ایک مرتبہ متواتر چند یوم تک درس میں نہ آیا۔ مولوی صاحب نے ایک آدمی خبر کیلئے اور متواتر غیر حاضری کی وجہ دریافت کرنے کیلئے بھیجا۔ وہ شاگرد اسیوقت حاضر خدمت ہؤا اور کہنے لگا اس مسلسل غیر حاضری کیوجہ یہ تھی کہ چند ورق میرے ہاتھ لگے ہیں ان کے مطالعہ نے ایسی لذت دی اور ایسا استغراق پیدا کیا ہے کہ کسی اور کتاب کی طرف جی نہی چاہتا۔ ساتھ ہی وہ چند اوراق نکال کر مولوی صاحب کو دیئے اور کہا کہ آپ بھی ملاحظہ فرمائیے۔ جب مولانا نے ان اوراق کا مطالعہ کیا تو اس میں ایسا کلام درج پایا جسکے علوم و معارف بالکل نئے اور شریعت کے عین مطابق تھے۔ مولوی صاحب نے پوچھا یہ کس بزرگ کا کلام ہے۔ ایک ایسے شخص نے جو پاس ہی بیٹھا تھا اور سرہند میں حضرت مجدد صاحب کی مجلسوں میں شامل رہ چکا تھا کہا یہ کلام حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کا ہی ہے۔ اس دن سے مولوی عبدالحکیم کو حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے علوم و معارف کے مطالعہ سے وہ لذت ملی کہ حضرت کی ذاتِ خاص سے آپکو دلی اعتقاد پیدا ہو گیا۔

۱۰۲۳ھ یا ۱۰۲۴ھ میں سیالکوٹ سے سرہند حاضر ہوئے، اور بہت دنوں تک سرہند میں رہے، ظاہری و باطنی علوم کی صحبتیں گرم رہیں۔ اسی ملاقات میں علامہ عبدالحکیم فاضل سیالکوٹی رحمۃاللہ علیہ حضرت مجدد

الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے۔

لقب مجددالفِ ثانی

امام ربانی حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کو سب سے پہلے ایک خط میں "مجدد الفِ ثانی" کا لقب علامہ سیالکوٹی نے ہی تحریر کیا تھا۔

فوق صاحب مرحوم نے لکھا:

"ایک روز حضرتِ قیوم اول کی مجلس میں تمام مرید حاضر تھے۔ وہاں ذکر چھڑا کہ آنجناب کی تجدید الف اور قیومیت ہم لوگوں پر تو اظہر من الشمس ہے لیکن اگر کوئی عالم جو علمائے عصر میں مرتبہ بلند رکھتا ہو اور جس کی سند کو سب لوگ تسلیم کر لیں اس امر کی تائید کرے تو بہت اچھا ہو۔ خواجہ ہاشم جو مولانا محمد الہاشم کشمی کے نام سے بھی مشہور ہیں لکھتے ہیں کہ میں نے خود یہ الفاظ اپنی زبان سے حضرت قیوم اول کی خدمت میں عرض کئے۔ فرمایا: مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی کو جانتے ہو آج اہلِ علم میں ان کا کیسا مرتبہ ہے؟ سب نے بالاتفاق عرض کیا آج معقول و منقول میں ان کا کوئی ثانی نہیں ہے۔ وہ یکتائے زمانہ ہیں۔ آنجناب نے فرمایا: مولوی صاحب نے میری طرف ایک خط لکھا ہے اسے دیکھو۔ یہ کہکر وہ خط ان کے آگے رکھا۔ جب کھولا گیا تو اس میں بہت سے مدحیہ فقرے آنحضرت قیوم اول کے بارہ میں تھے اور انہیں میں یہ الفاظ بھی درج تھے "امام ربانی محبوب سبحانی مجدد الف ثانی"۔"

بعد ازاں اس لقب کی ایسی شہرت ہوئی کہ صدیاں بیت جانے کے بعد بھی لوگ اسی لقب سے آپ کو جانتے ہیں۔ بلکہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو مقبول عام خطاب "مجدد الفِ ثانی" کے مقابلے میں ان کے اصل نام "شیخ احمد" سے بہت کم آگاہ ہیں۔ اسی طرح حضرت مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ

سیالکوٹی کے تبحرِ علمی کے پیش نظر ان کو "آفتابِ پنجاب" کہتے تھے۔

(سوانحات عمر ملک العلماء علامہء عبد الحکیم سیالکوٹی مع تاریخ سیالکوٹ و مشاہیر سیالکوٹ ، ص : ۵ ، ص : ۷ ، ص : ۸ ، ص : ۱۰ ، ص : ۱۳ ، ص : ۱۹ ، ص : ۲۰ ، مطبوعہ ظفر برادرس تاجران کتب ظفر منزل ، لاہور ۔)

سیرت و خصائص

آپ اکابر علماء اور اعاظم فضلائے زمانہ میں سے تھے۔ ظاہری علوم میں فرید الدہر اور باطنی رموز میں وحید العصر تھے۔ آپ نے حضرت شاہ بلاول قادری لاہوری رحمہ اللہ کے ارشاد پر حضرت غوث الاعظم رحمہ اللہ کی مشہور کتاب "غنیۃ الطالبین" کا فارسی میں ترجمہ کیا تھا۔ آپ کو مغل بادشاہ جہانگیر اور شاہ جہاں کے دربار میں اعلیٰ مقام حاصل تھا۔ بادشاہ کے حکم پر لاہور میں درس قرآن دینا شروع کیا اور علمی و عملی شہرت نے دربارِ مغلیہ میں پہنچادیا دربار شاہی میں دوبار چاندی سے تلوایا گیا اور چاندی آپ کو بخش دی گئی وہ آپ نے اپنے شاگردوں میں تقسیم کردی۔ جاگیر عطا ہوئی تو طلبا پر وقف کردی۔ سلطانِ وقت نے ایک لاکھ روپیہ ماہانہ مقرر کیا تو غرباء میں تقسیم کردیتے تھے۔

مولانا فقیر محمد جہلمی فرماتے ہیں:

"مولانا عبدالحکیم سیال کوٹی بڑے عالم فاضل، فقیہ محدث، مفسر، خصوصاً علم معقولات میں طاق، یگانۂ آفاق، محسود علمائے معقول ہندوستان اور صاحبِ تصانیف عالیہ تھے۔۔۔۔۔۔ جہاں گیر و شاہ جہاں کے دربار میں آپ کی بڑی عزت و توقیر تھی اور آپ شہزادگان کے استاد تھے۔ چناں چہ شاہ جہاں بادشاہ نے آپ کو دو دفعہ میزان میں تلوایا اور ہر دفعہ چھ چھ ہزار روپیہ دیا۔ آپ کو سیال کوٹ میں سوا لاکھ روپیہ کی جاگیر ملی ہوئی تھی، جو آپ کی اولاد کے پاس نسل بعد نسل موجود رہی اور اخیر کو گھٹتے گھٹتے اب سرکار انگلشیہ کے

عہد میں بہ سبب انقطاع خاندان کے بالکل ضبط ہوگئی۔ بادشاہ کی اجازت سے آپ نے لاہور میں درس جاری کیا اور آپ کے لکھے ہوئے فتاویٰ پر کسی کو علمائے ہند و پنجاب میں سے جائے چون وچرا نہ ہوئی تھی۔

(حدائق الحنفیہ ، حدیقئہ یاز دہم ، رقم الترجمہ: ٤٢/٧٤٩، مولانا عبد الحکیم سیال کوٹی ، ص : ٤٦٧ ، ص : ٤٦٨ ، مطبوعہ انوار الاسلام دربار چوک ، چشتیاں شریف ، بہاولنگر ۔)

تصانیف

تفسیر بیصاوی کے حاشیہ اور تکملہ عبدالغفور کے علاوہ آپ نے حاشیہ مقدمات تلویح، حاشیہ مطول، شرح مواقف، حاشیہ شریفیہ، حاشیہ شرح عقائد تفتازانی ، حاشیہ عقائد دوانیہ، حاشیہ شرح شمسیہ ، حاشیہ شرح مطالع، حاشیہ درۃ الثمینہ فی اثبات واجب تعالیٰ، حاشیہ شرح ہدایۃ الحکمۃ ، حاشیہ خیالی ، حاشیہ قطبی ، حواشی ہوامش شرح حکمۃ العین اور حاشیہ مراح الارواح وغیرہ آپ کی کمالیت وفضیلت علمی پر شاہد وناطق اور برہان قاطع ہیں۔ جو آج تک اساتذہ درس نظامی کے لئے راہنما ہیں۔

(حدائق الحنفیہ ، حدیقئہ یاز دہم ، رقم الترجمہ: ٤٢/٧٤٩، مولانا عبد الحکیم سیال کوٹی ، ص : ٤٦٨ ، مطبوعہ انوار الاسلام دربار چوک ، چشتیاں شریف ، بہاولنگر)

تاریخِ وصال

آپ 18/ربیع الاول 1067ھ مطابق 3 جنوری/1657ء کو واصل باللہ ہوئے۔ سیالکوٹ میں مزار مرجعِ خلائق ہے۔

جگر گوشہءآفتاب پنجاب، حضرتِ علامہ عبداللہ اللبیب رحمہ اللہ کے مزار پر حاضری

۲۷/نومبر کو ہی جگر گوشہءآفتاب پنجاب، حضرتِ علامہ مولانا عبداللہ اللبیب رحمہ اللہ کے مزار شریف پہ حاضری وفاتحہ خوانی کا موقع نصیب ہوا۔آپ گیارہویں صدی ہجری کے اکابر علماء میں سے تھے۔ حضرتِ علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کے تین فرزند تھے (1)ملا رحمت اللہ (2)ملا رحمن (3) علامہ عبداللہ۔ان میں سے حضرتِ علامہ عبداللہ رحمہ اللہ سب سے زیادہ مشہور ہوئے۔

محمد الدین فوق مرحوم لکھتے ہیں:"مولوی عبداللہ جس قسم کے نامور اور بے عدیل باپ کے فرزند تھے ویسے ہی قابل اور حقیقی جانشیں ثابت ہوئے"

(سوانحات عمرملک العلماء علامہءعبدالحکیم سیالکوٹی مع تاریخ سیالکوٹ ومشاہیر سیالکوٹ، ص:۴۰، مطبوعہ ظفر برادرس تاجران کتب ظفر منزل،لاہور۔)

ولادت وتعلیم

پروفیسر محمد اقبال مجددی لکھتے ہیں:

"مولانا عبداللہ کا سال ولادت معلوم نہیں ہے اور نہ ہی ان کے ابتدائی حالاتِ زندگی کا خاکہ تذکروں میں ملتا ہے،انہوں نے قرآن مجید حفظ کیا اور اپنے والد کے زیر سایہ مروجہ علوم پر کامل عبور حاصل کر لیا۔اور حدیث کی تعلیم مولانا نور الحق دہلوی بن شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے حاصل کر کے درس و تدریس میں مصروف ہو گئے۔اور اپنے والد کے حین حیات ہی "جامع جمیع "علوم بن کر افادہءطلبہ ہو گئے تھے۔

صدارت کی پیش کش

اورنگزیب عالمگیر ان کے علم وتقوی سے بہت ہی متاثر تھا۔اس نے کئی بار انہیں سرکاری ملازمت حتیٰ کہ

صدارت کی پیش کش کی لیکن انہوں نے قبول نہ کیا۔۔۔ان کی چند مرتبہ بادشاہ سے ملاقات ہوئی اس نے بہت ہی قدر و احترام کیا" (تذکرہ علماء و مشائخ پاکستان و ہند، جلد:۱، ص:۸۱، ۸۲، مطبوعہ پروگریسو بکس، لاہور۔)

مسند افتاء پر متمکن

سیالکوٹ حضرتِ علامہ عبداللہ رحمہ اللہ کے زمانہ میں اسلام کا ایک زندہ نمونہ نظر آتا تھا۔ ان کا استفتاء تمام پنجاب میں جاری تھا۔ علوم ظاہری و باطنی میں ادراک کامل رکھتے تھے۔ آپ عہد جہانگیری کے نامور اور مشہور علماء میں سے تھے۔

(سوانحات عمر ملک العلماء علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی، ص:۴۰، مطبوعہ ظفر برادرس تاجران کتب ظفر منزل، لاہور)

علامہ عبدالحکیم کی اپنے نور نظر سے محبت

حضرتِ علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ اپنے اس ہونہار فرزند کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ انہوں نے کئی کتابیں انہی کے لئے تالیف کی تھیں، میر قطبی کا حاشیہ انہوں نے انہی کے لئے لکھا جس میں ان کے دوسرے القاب کے ساتھ "لبیب" بھی بطور لقب درج کیا ہے۔

(تذکرہ علماء و مشائخ پاکستان و ہند، جلد:۱، ص:۸۳، مطبوعہ پروگریسو بکس، لاہور)

تصنیفات

روضہ قیومیہ میں جو امام ربانی رحمہ اللہ کے خاندان کے ایک قابل و عالم رکن مولانا خواجہ احسان احمد رحمہ اللہ کی تصنیف ہے اس میں لکھا ہے کہ آپ ہندوستان کے مشہور عالم تھے آپ کی تصنیفات نہایت اعلی پایہ کی تھیں۔

آپکی تصنیفات کے اسماء درج ذیل ہیں:

1) تفسیر سورۃ فاتحہ (عربی)

2)زاد اللبیب فی سفر الحبیب(عربی)

3)التصریح بغوامض التلویح(اصول فقہ)

4)حاشیہ علی حاشیہ عبد الغفور علی شرح الجامی

5)رسالہ فی بیان وحدت الوجود(فارسی)

بعض کے نزدیک آپ نے ہدایہ کا حاشیہ بھی تحریر فرمایا۔

(سوانحات عمر ملک العلماعلامہ عبدالحکیم سیالکوٹی، ص:۴۰، مطبوعہ ظفر برادرس تاجران کتب ظفر منزل، لاہور۔)

(تذکرہ علماء و مشائخ پاکستان و ہند، جلد:۱، ص:۸۳، مطبوعہ پروگریسو بکس، لاہور)

وصال

حضرتِ علامہ عبداللہ رحمہ اللہ اپنے وصال سے ایک سال چند ماہ پہلے بیمار رہے اور شب جمعہ سن ۱۰۹۴ھ وصال کیا۔ خبر مرگ پر اورنگ زیب کو تاسف ہوا اس نے ان کے والد کو مدد معاش کے طور پر جو مواضع دیئے وہ ان کے پس ماندگان کے لئے بحال کر دیئے۔ مولانا عبداللہ اور انکے چار فرزندوں اور اہلیہ کے لئے "وظائف" بھی دیئے۔

تذکرہ شیخ رفاعی بزبان امام ذہبی

حضرتِ شیخ سید احمد کبیر رفاعی حسینی رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت اور عظمت و جلال پر امت کا اتفاق ہے۔ آپ کی کنیت "ابوالعباس" اور لقب "محی الدین" ہے۔ جدامجد رفاعہ کی مناسبت سے "رفاعی" کہلائے۔ آپ سید الشہداء حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہونے کی وجہ سے "حسینی" کہلاتے ہیں۔ جبکہ فقہی مذہب کے اعتبار سے "شافعی" ہیں۔ ۱۵ رجب المرجب ۵۱۲ھ کو پیدا ہوئے۔ آپ

طریقت کے سلسلہ عالیہ "رفاعیہ" کے بانی ہیں۔

امام شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (المتوفی:۷۴۸ھ) ان کے متعلق لکھتے ہیں:

الامام القدوة العابد الزاهد شيخ العارفين

"آپ رحمۃ اللہ علیہ بڑے امام، پیشوا، عبادت گزار، زاہد اور عارفین کے شیخ کامل ہیں"

حافظ ذہبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تقویٰ، پرہیزگاری اور قناعت کا یہ عالم تھا کہ:

وكان لا يجمع بين لبس قميصين ، ولا يأكل إلا بعد يومين أو ثلاثة اكلة ، وإذا غسل ثوبه ، ينزل فی الشط كما هو قائم يفركه ، ثم يقف فی الشمس حتی ينشف ، وإذا ورد ضيف ، يدور علی بيوت اصحابه يجمع الطعام فی مئزر

"کبھی اپنے پاس دو قمیصیں نہ رکھتے، دو تین دن بعد ہی کوئی ایک آدھ لقمہ کھاتے تھے۔ جب کپڑے دھونے ہوتے تو دریا میں اتر کر اس کا میل کچیل دور کرتے اور دھوپ میں کھڑے ہو کر اسے خشک کر لیتے تھے۔ اگر کوئی مہمان آجاتا تو مریدوں کے گھر سے اس کے کھانے کا بندوبست فرمادیتے تھے"

مزید فرمایا:

وكان كثير الاستغفار ، عالی المقدار ، رقيق القلب ، غزير الإخلاص

"آپ رحمۃ اللہ علیہ کثرت سے استغفار کرنے والے، عالی مقام، نرم دل اور صاحب اخلاص تھے"

(سير اعلام النبلاء ، رقم الترجمة : ٥٢٠٤ ، الرفاعی ، جلد : ١٥ ، ص : ٣٠٦ ، ٣٠٨ ، مطبوعه دار الحديث ، القاهرة)

بالآخر ۶۶ سال تک اس دار فانی میں رہ کر مخلوق خدا کی رشد و ہدایت کا کام سرانجام دینے کے بعد بروز جمعرات ۲۲ جمادی الاول ۵۷۸ھ بوقت ظہر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس عالم فنا سے عالم بقاء کا سفر

اختیار کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے مزار پر انوار پر اپنی کروڑوں رحمتوں اور برکتوں کا نزول فرمائے۔ اور آپ کے صدقے ہماری بے حساب بخشش و مغفرت فرمائے۔

حضرتِ خواجہ غلام فرید رحمہ اللہ

حضرتِ خواجہ غلام فرید رحمہ اللہ، آپکے آباء واجداد اور اولاد امجاد کے مزارات پہ حاضری:

ضلع راجن پور میں کوٹ مٹھن شریف کا شہر اپنی علمی اور عارفانہ وجاہت کے اعتبار سے بڑی شہرت کا حامل ہے۔ سلطان العاشقین، حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ، ان کے آباؤ واجداد اور اولاد امجاد کی خانقاہ جو "دربار فرید" کے نام سے مشہور ہے یہیں پر موجود ہے۔ اس خانقاہ میں (بڑے گنبد میں) حضرتِ خواجہ غلام فرید رحمہ اللہ کے آباؤ واجداد اور اولاد امجاد میں سے درج ذیل نو شخصیات محو استراحت ہیں۔

(1) صاحب الروضہ، سلطان الاولیاء، حضرتِ خواجہ قاضی محمد عاقل رحمۃ اللہ علیہ (پردادا) (ولادت: ۱۱۴۹ھ/وصال: ۱۲۲۹ھ)

(2) حضرتِ خواجہ محبوب الٰہی (والد بزرگوار) (ولادت: ۱۲۰۵ھ/وصال: ۱۲۶۹ھ)

(3) خواجہ فرید کے پیر و مرشد اور بڑے بھائی، حضرتِ خواجہ فخر جہاں (ولادت: ۱۲۳۴ھ/وصال: ۱۲۸۸ھ)

(4) سلطان العاشقین، حضرتِ خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ (ولادت: ۱۲۶۱ھ/وفات: ۱۳۱۹ھ)

(5) جگر گوشہء خواجہ فرید، حضرتِ خواجہ نازک کریم رحمۃ اللہ علیہ (ولادت: ۱۲۸۳ھ/وصال: ۱۳۲۹ھ)

(6) خواجہ فرید کے پوتے، حضرتِ خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ (وصال: ۱۳۳۷ھ)

(7۔) خواجہ فرید کے پڑپوتے ، حضرتِ خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ (ولادت: ۱۳۳۱ھ/وصال:۱۳۴۳ھ

(8)نواسہ جگر گوشہء خواجہ فرید ، حضرتِ خواجہ احمد علی رحمۃ اللہ علیہ (ولادت: ۱۳۳۴ھ/وصال: ۱۴۱۶ھ)

(9) خواجہ معین الدین (پوتا فرید) کے نوسے ، حضرتِ خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ (ولادت: ۱۳۳۵ھ/وصال:۱۴۱۷ھ)

حضرتِ خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ کا معروف علمی و روحانی خاندان شمار کیا جاتا ہے کہ جن کی کوششوں سے بے شمار لوگوں کو ہدایت کا راستہ ملا۔ خواجہ صاحب خود عربی، فارسی، اُردو، سرائیکی زبان کے نامور شاعر اور جید عالم دین تھے۔ آپ کا کلام ہر طبقے کے اہل دل کے لئے حیات بخش تھا اور اب بھی ہے۔

الحمدللہ !ا/دسمبر بروز ہفتہ راقم الحروف کو ان نفوسِ قدسیہ کی بارگاہ میں حاضری کا شرف نصیب ہوا، بہت ہی روحانی سکون میسر آیا کیوں نہ ہوتا اولیاء اللہ کے مزارات اللہ تعالیٰ کی رحمت کے خزینے ہیں۔ اللہ تعالیٰ خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کے فیض روحانی سے مالا مال فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

سلطان العاشقین حضرتِ غلام فرید رحمہ اللہ کے آباؤ اجداد کی علمی خدمات

سلطان العاشقین، حضرتِ خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد میں سے جس شخصیت نے سب سے پہلے کوٹ مٹھن شریف کو اپنا جائے مسکن بنایا وہ شیخ زماں، حضرتِ مخدوم محمد شریف صاحب رحمۃ اللہ

علیہ کی ذاتِ گرامی قدر ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۰۵ھ میں پیدا ہوئے اور تمام دینی و دنیوی علوم اپنے والد گرامی سے حاصل کئے۔ آپ اپنے بزرگان کی طرح عالم و فاضل اور زاہد و عابد انسان تھے۔ رشد و ہدایت میں درجہ کمال کو پہنچے ہوئے اور قناعت میں اپنی مثال آپ تھے۔

ماہر فریدیات، خواجہ طاہر محمود کوریجہ آپ کے بارے لکھتے ہیں کہ:

"دن ترویج علم میں تمام ہوتا اور رات توجہ الی اللہ اور جذب و مستی میں کٹ جاتی"

(خواجہ فرید اور ان کا خاندان، ص:۱۵۱، مطبوعہ الفیصل ناشران و تاجران کتب اردو بازار، لاہور۔)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ آپکی تمام عمر درس و تدریس میں گزری ہے۔

منگلوٹ میں مقیم بزرگان کوریجہ اپنے آبائی وطن "ٹھٹھہ" کو کبھی نہ بھول پائے۔ انہوں نے منگلوٹ آکر اپنے زیر ملکیت علاقہ میں اپنے آباء کے دیرینہ دستور کو مد نظر رکھتے ہوئے وہاں ایک مدرسہ قائم کیا تھا۔ خواجہ محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ وہاں حدیث شریف کی تدریس فرمایا کرتے تھے۔

خواجہ طاہر محمود کوریجہ لکھتے ہیں:

"اپنے دستور دیرینہ کے مطابق وہاں ایک مدرسہ قائم کر کے اپنے بزرگان کی مبارک یادوں کو تازہ کیا۔ مخدوم محمد شریف صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی وہاں پر رہ کر کچھ عرصہ درس حدیث دیا"

(خواجہ فرید اور ان کا خاندان، ص:۱۵۲، مطبوعہ الفیصل ناشران و تاجران کتب اردو بازار، لاہور)

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے منگلوٹ سے ہجرت فرما کر قصبہ "یارے والی" رہائش اختیار کی تو وہاں بھی سب سے پہلے مدرسہ قائم کیا۔

خواجہ طاہر صاحب لکھتے ہیں:

"آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دستور دیرینہ کے مطابق وہاں (یارے والی) پر بھی ایک مدرسہ قائم کر دیا جس

سے وہاں آنے والوں کی ذہنی تعلیم و تربیت کی ضروریات پوری ہونے لگیں"

(خواجہ فرید اور ان کا خاندان، ص:۱۵۳، مطبوعہ الفیصل ناشران و تاجران کتب اردو بازار، لاہور۔)

آپ اپنے مدرسہ میں طلباء کو کیسے علمی و عملی طور پر تیار فرماتے، ملاحظہ ہو:

"وہاں کے باشندوں کے قلوب و اذہان کو نور علم سے معمور کر دیا، اور صرف اسی پر اکتفاء نہ کیا، ان کی روحانی تربیت بھی ساتھ ساتھ جاری رکھی تاکہ یہاں سے فارغ ہونے والے صرف عالم نہ ہوں عامل بھی ہوں۔ اپنے حسن عمل سے مخلوق خدا کی رہنمائی کر سکیں اور معاشرہ کو برائیوں سے پاک کرنے کے فرائض انجام دے سکیں"

(خواجہ فرید اور ان کا خاندان، ص:۱۵۴، مطبوعہ الفیصل ناشران و تاجران کتب اردو بازار، لاہور)

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قصبہ یارے والی سے شیدانی شریف ہجرت فرمائی تو وہاں بھی سب سے پہلے مدرسہ اور مسجد قائم فرمائی

خواجہ طاہر صاحب لکھتے ہیں:

"شیدانی شریف میں آکر حسب عادت آپ نے ایک دینی درسگاہ قائم کی اور ایک وسیع مسجد کی تعمیر کا کام شروع کر دیا اور یوں تبلیغ کے عالمانہ اور عارفانہ دونوں پہلوؤں کو پیش نظر رکھا"

(خواجہ فرید اور ان کا خاندان، ص:۱۵۶، مطبوعہ الفیصل ناشران و تاجران کتب اردو بازار، لاہور)

خواجہ محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ نے علم کی اشاعت و ترویج کے لئے اور کتاب دوستی کا ثبوت دیتے ہوئے کچھ کتب کا اپنے دست مبارک سے کتابت فرما کر اپنے کتب خانے میں محفوظ فرما لیا ان کے اسماء درج ذیل ہیں:

(ا۔) شرح العقائد للنسفی

۲)تمیز المرفوعات عن الموضوعات للملا علی القاری

(قصر فرید لائبریری کوٹ مٹھن میں موجود نادر قلمی اور مطبوعہ کتب کا اشاریہ، ص:۱۰۵،۱۰۶،۱۰۷، مطبوعہ سرائیکی ریسرچ سنٹر بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان)

مخدوم محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ کے دو صاحبزادے تھے:

1) مخدوم نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

2) حضرتِ خواجہ قاضی محمد عاقل رحمۃ اللہ علیہ۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بیٹے مخدوم نور محمد رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق خواجہ طاہر محمود کوریجہ یوں لکھتے ہیں:

" مخدوم نور محمد صاحب اپنے وقت کے مشہور عالم تھے، بہت سے علاقوں کے فرائض قضاۃ، ان کے سپرد تھے۔ اپنے بزرگان کی طرح درس و تدریس کو پسند کرتے تھے اور منتہی کتب کے اسباق خود دیا کرتے تھے۔ آپ کے علم کی بہت شہرت تھی اور دور دراز کے علاقوں سے مشتاقان علم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور اکتسابِ فیض کرتے "

(خواجہ فرید اور ان کا خاندان، ص:۱۵۸، مطبوعہ الفیصل ناشران و تاجران کتب اردو بازار، لاہور)

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ۷۸ سال کی عمر میں ۱۲ ربیع الأول ۱۱۸۳ھ کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کے آباؤ و اجداد میں یہ پہلے بزرگ ہیں جو کوٹ مٹھن شریف میں مدفون ہوئے۔

سلطان الاولیاء، شمس الہدیٰ، حضرتِ خواجہ قاضی محمد عاقل رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ فرید رحمۃ اللہ علیہ کے پردادا جان ہیں۔

قبلہ عالم حضرتِ خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں جس ہستی نے سابق ریاست بہاولپور اور اس کے نواحی علاقوں میں رشد و ہدایت کی شمع فروزاں کو تادیر روشن رکھا وہ حضرتِ خواجہ محمد عاقل رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ بابرکات ہے۔ آپ ۱۱۵۱ھ میں پیدا ہوئے۔ علوم متداولہ سے خوب بہرہ ور ہوئے اور حدیث وفقہ میں وہ مقام حاصل کیا جس کا شرق وغرب و کوئی ثانی نہ تھا۔

آپ کو درس و تدریس سے خاص شغف تھا۔ کوٹ مٹھن شریف کے علاوہ شیدانی شریف میں بھی جہاں آپ کی آمد و رفت کا سلسلہ قائم تھا آپ نے طلبہ کے لئے مدرسے قائم کئے ہوئے تھے۔ قابل علماء ان مدرسوں میں مقرر تھے خود بھی طلباء کو درس دیا کرتے تھے۔

حضرتِ خواجہ گل محمد احمد پوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"سلطان الاولیاء کو علم دراست اور علم وراثت میں کمال حاصل تھا۔ اپنے زمانے میں شرق سے غرب تک علم ظاہری میں کوئی ان کے برابر نہ تھا۔ اصول وفروع میں اجتہاد کا درجہ رکھتے تھے۔ جزوی مسائل میں آپ کی یادداشت کا یہ حال تھا کہ بغیر کتاب دیکھے ان کی وضاحت کر دیتے تھے۔ درس و تدریس سے آپ کو خاص دلچسپی تھی۔ تدریس کے لئے آپ نے متبحر عالم مقرر کر رکھے تھے۔ جو طلباء تعلیم پاتے تھے ان کا وظیفہ مقرر تھا اور انہیں کھانا لنگر سے دیا جاتا تھا۔ جب آپ کوٹ مٹھن سے شیدانی منتقل ہوئے تو دونوں جگہ علیحدہ علیحدہ مدرسے قائم کئے اور لنگر بھی دونوں جگہ جاری رکھا۔ طلباء کو ایک دو سبق خود بھی پڑھاتے تھے۔ جن کتابوں میں سے آپ کا درس سننے کا اتفاق راقم کو ہوا ان میں شرح ہدایۃ الحکمت، میر ہاشم، شرح عقائد، خیالی، مولوی میر خیالی مطول، تلویح و توضیح، شیخ الاسلام و نور محمد مدقق بر مقدمات اربع، شرح وقایہ مع حواشی، ہدایہ، شرح مواقف مع مولوی، زواہد ثلاثہ، حدیث شریف میں مشکوۃ و احیاء

العلوم و بعض (مقامات سے) صحیح بخاری اوت تصوف میں لوائح و شرح قصیدہ فارضیہ حمزیہ و سواء السبیل و تسنیم و فصوص الحکم۔ کتب حدیث اور تصوف میں راقم یا تو سامع ہوتا یا قاری"

(ذکرالاصفیاء معروف تکملہ سیرالاولیاء، وصل سیزدہم، ص:۱۶۲، مطبوعہ اُردو اکیڈمی، بہاولپور)

ماہر فریدیات خواجہ طاہر محمود کوریجہ لکھتے ہیں:

"درس و تدریس کا سلسلہ تو بہت پہلے سے شروع تھا لیکن اپنے والد گرامی کے بعد آپ نے اس پر خصوصی توجہ دی اور پھر اس میں اتنی توسیع کی کہ یہ درس گاہ "دارالعلوم" کی حیثیت اختیار کر گئی۔ "مناقب فریدی" کی روایت کے مطابق اس میں زیر تعلیم طلباء کی تعداد پانچ سو تک پہنچ گئی۔ تمام طلباء کی ضروریات زندگی معہ سامان خوردونوش کے حضرتِ قاضی صاحب کے ذمہ تھے۔ کچھ طلباء کے وظائف بھی مقرر کئے ہوئے تھے۔ جو کچھ کہیں سے آتا ان پر خرچ کر دیتے"

(خواجہ فرید اور ان کا خاندان، ص:۱۲۶، مطبوعہ الفیصل ناشران و تاجران کتب، لاہور)

درس و تدریس کے علاوہ حضرتِ خواجہ قاضی محمد عاقل رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر بھی فرمایا۔

نامور محقق و ادیب، مجاہد جتوئی صاحب لکھتے ہیں کہ قاضی عاقل رحمۃ اللہ علیہ نے "فن الحدیث" کے نام سے ایک کتاب بھی تحریر فرمائی، جس کا مخطوطہ خواجہ فرید میوزیم میوزیم کوٹ مٹھن شریف میں شعبۂ مخطوطات میں محفوظ ہے۔

اطوار فرید، خواجہ فرید لائبریری میں تبرکات، ص:۱۳۵، مطبوعہ جھوک پبلشرز، ملتان۔

(راہ تحقیق سلک فریدی، ص:۱۱۴، ناشر خواجہ فرید فاؤنڈیشن، کوٹ مٹھن شریف)

محترم جاوید فاروق پنوار لکھتے ہیں:

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرہ آفاق کتاب "نخبۃ الفکر" کو اپنے ہاتھوں

سے کتابت فرما کر اپنے کتب خانے میں محفوظ کیا ہوا تھا۔

"قصر فرید"لائبریری کوٹ مٹھن میں موجود نادر قلمی اور مطبوعہ کتب کا اشاریہ، ص:۵۷، ۵۸، ناشر سرائیکی ریسرچ سنٹر بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ۸ رجب المرجب ۱۲۲۹ھ کو شیدانی شریف میں وصال فرمایا اور کوٹ مٹھن شریف میں راحت گزین ابدی ہوئے۔

ماہر فریدیات، مجاہد جتوئی صاحب سے خوبصورت ملاقات

جنوبی پنجاب کی علمی و تحقیقی شخصیت ، ماہر فریدیات ، نامور محقق و ادیب محترم المقام مجاہد جتوئی صاحب (ڈائریکٹر خواجہ فرید میوزیم) سے غائبانہ تعارف تو تقریبًا آٹھ سال قبل کا ہے۔ لیکن پہلی ملاقات ۱۸ نومبر ۲۰۲۲ء خانپور ضلع رحیم یار خان میں ان کی رہائش گاہ پر ہوئی۔ دوران ملاقات اندازہ ہوا کہ آپ کتاب سے محبت ہی نہیں بلکہ عشق کی حد تک لگاؤ رکھتے ہیں۔ یوں لگتا ہے جیسے ان کا کتاب سے تعلق بڑا پرانا ہے۔ اس دور میں جب سوشل میڈیا، انٹرنیٹ نیٹ، یوٹیوب وغیرہ انسانی زندگی کا جز ہی نہیں بلکہ کل کا درجہ اختیار کر چکے ہیں، ان کا قلمی و نادر کتب سے منسلک ہونا واقعی مجھے حیرت میں مبتلا کر دینے والی بات تھی۔ اسی نشست میں انکا عظیم شاہکار "دیوان فرید بالتحقیق" حاصل کیا۔ یہ وہ اچھوتا اور انوکھا کام ہے جو آپکی شخصیت کے ساتھ ان کے علم و تحقیق کا بھی آئینہ دار ہے۔ اس شاہکار کے مطالعہ نے مجھے اس قدر متاثر کیا کہ دل چاہا ان سے ایک اور طویل ملاقات ہونی چاہیے۔

بہر حال یکم دسمبر ۲۰۲۳ء بروز ہفتہ "خواجہ فرید میوزیم" کوٹ مٹھن شریف میں یہ خواہش پوری ہوئی۔

خندہ پیشانی سے ملنا جس بات پہ بولنا تشنگی نہ رہنے دینا یہ جتوئی صاحب کا خاصہ ہے۔ اس کا اندازہ آپ ان سے پہلی ملاقات میں ہی لگا سکتے ہیں۔ اچ شریف سے دینی طلباء بمعہ اپنے اساتذہ خواجہ فرید میوزیم آئے تو آپ نے انہیں حضرتِ خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق بریفنگ دیتے ہوئے فرمایا: "خواجہ غلام فرید کا سفرِ حج جو ۱۴۵ دنوں پہ مشتمل ہے میں اس کی ایک ایک بات آپ کو سنا سکتا ہوں بلکہ مجھے یہ بھی حفظ ہے کہ خواجہ صاحب فلاں دن کہاں تھے اور فلاں وقت کہاں تشریف فرما تھے"

حضرتِ خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی اور شاعری پر ان کا تحقیقی کام فرید شناسی میں سنگ میل کی حیثیت کے ساتھ سند اور اتھارٹی کا درجہ رکھتا ہے

اس نشست کا مرکزی خیال لگ بھگ خواجہ فرید سے متعلق ہی تھا۔ خواجہ فرید میوزیم میں قائم کردہ لائبریری کے وزٹ کے ساتھ، میوزیم میں رکھے مختلف مخطوطات و نوادرات اور تبرکات سے متعارف کروایا۔ جو کتابیں مجھے عنایت فرمائیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(ا۔) راہ تحقیق سلک فریدی

یہ کتاب فریدیات کے موضوع پر مجاہد جتوئی صاحب کے لکھے گئے مختلف مقالات کا مجموعہ ہے۔ جس میں "چولستان میں خواجہ فرید کے دن رات"، "کتب خانہ فرید" اور "دیوان فرید کے درست متن کی تلاش کے اصول" مقالے راقم کی دلچسپی کا باعث ہوئے۔ اس مجموعہ کو خواجہ فرید فاؤنڈیشن کوٹ مٹھن نے شائع کیا ہے۔

۲) "قصر فرید" لائبریری کوٹ مٹھن میں موجود نادر قلمی اور مطبوعہ کتب کا اشاریہ۔

سلطان العاشقین، حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ، انکی اولاد امجاد اور ان کے آباؤ اجداد اپنے اپنے

وقت کے جید عالم وشیخ طریقت تھے۔ اس خاندان جلیلہ کی علمی خدمات عظیمہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں۔ خاندان حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عظیم الشان وسیع لائبریری موجودہ سجادہ نشین خواجہ معین محبوب کوریجہ سئیں کے گھر "قصر فرید" میں موجود تھی (جواب خواجہ فرید میوزیم میں منتقل کر دی گئی ہے) جو ہزاروں علمی وادبی کتابوں سے مزین ہے۔

نوجوان، صاحب علم و دانش، محترم المقام جناب جاوید فاروق پنوار حفظہ اللہ نے بڑی محنت ولگن سے لائبریری میں موجود نادر قلمی و مطبوعہ کتب کا اشاریہ ترتیب دیا ہے۔ جس پر وہ صد خراج تحسین و مبارک کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی توفیقات میں مزید اضافہ فرمائے۔

جن نادر قلمی و مطبوعہ کتب کا اشاریہ ترتیب دیا گیا ہے ان کی تعداد کی تفصیل یہ ہے:

عربی زبان کے قلمی نسخے:۱۹۱

عربی زبان کے مطبوعہ نسخے:۴۰

فارسی زبان کے قلمی نسخے:۱۰۰

فارسی زبانکے مطبوعہ نسخے:۵۴

اردو زبان کے قلمی نسخے:۱۱

اُردو زبانکے مطبوعہ نسخے:۳۲

پنجابی زبان کے قلمی نسخے:۲

پنجابی زبانکے مطبوعہ نسخے:۷

سرائیکی زبانکے قلمی نسخے:۳۳

سرائیکی زبان کے مطبوعہ نسخے:٦

کل تعداد:٤٧٦

اس عمدہ و تحقیقی کام کو "سرائیکی ریسرچ سنٹر بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان" نے شائع کیا ہے جس پر وہ بھی مبارک باد کے مستحق ہیں۔

٣) جناب حکیم ناز جلالوی صاحب کے کلام کا مجموعہ "ہو داعالم "بھی عنایت فرمایا۔

راقم الحروف نے بھی اپنی تحریر کردہ کتاب "مختصر نماز نبوی صحیح احادیث کی روشنی میں "اور برادر دینی حضرتِ مولانا احمد سعید چشتی نظامی حفظہ اللہ کا تحریر کردہ جنوبی پنجاب کا سفرنامہ "قبلہ عالم کے دیس میں" پیش کیں۔ تقریباً دو اڑھائی گھنٹے کی علمی مجلس نمازِ ظہر سے پہلے ختم ہوئی اور راقم دعاؤں کے ساتھ رخصت ہوا۔

امام اسماعیل جہضمی رحمہ اللہ کے لئے قیام تعظیمی اور دست بوسی

امام خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:٤٦٣ھ) بسند لکھتے ہیں کہ نفطویہ بیان کرتے ہیں کہ:

كنت مع المبرد فمر به اسماعيل بن اسحاق القاضی ، فوثب إليه وقبل يده وانشده:

فلما	بصرنا	به	مقبلا
حللنا	الحبى	وابتدرنا	القياما
فلا	تنكرن	قيامى	له
فان	الكريم	يجل	الكراما

میں مبرد کے ساتھ تھا تو اسماعیل بن اسحاق قاضی ان کے پاس سے گزرے تو وہ ان کی طرف لپکے اور ان کے ہاتھوں کو لیا اور یہ شعر پڑھے:

پس جب ہم نے ان کو آتے ہوئے دیکھا تو ہم نے اپنے کپڑے سمیٹ لئے اور ہم فوراً کھڑے ہو گئے چنانچہ تم ہرگز انکار نہ کرنا میرے ان کے لئے قیام کا کیونکہ بلا شبہ کریم کے لئے تکریم کا اظہار ہونا ہی چاہیے"

(تاریخ بغداد ، رقم الترجمة : اسماعیل بن اسحاق بن اسماعیل بن حماد بن زید بن درهم ، أبو اسحاق الازدی ، جلد : ٦ ، ص : ٢٨٦ ، مطبوعه دارالکتب العلمية بيروت ، لبنان)

اس واقعہ سے یہ بات اظہر من الشمس ہو گئی کہ بزرگوں کے ہاتھوں کو چومنا، بوسہ دینا اور ان کے لئے تعظیماً کھڑے ہو جانا شرک و بدعت نہیں بلکہ جائز و مستحب ہے۔ ورنہ اتنا بڑا محدث بھلا چپ رہ سکتا تھا؟

اگر حضرتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نہ ہوتے!

حدثنا عبدالله ، قال : حدثنی احمد بن ابراهیم الدورقی ، قتنا احمد بن عبد الله بن یونس ، قال : سمعت وکیع بن الجراح ، یقول :

"لو لا أبو بكر الصديق لذهب الاسلام"

حضرتِ سیدنا وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:١٩٧ھ) بیان کرتے ہیں کہ:

"اگر حضرتِ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نہ ہوتے، تو اسلام مٹ جاتا"

(فضائل الصحابة ، فضائل ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ ، رقم الحدیث : ١١١ ، ١١٤ ، ص : ٣٧ ، ٣٨ ، مطبوعه دار الکتب العلمية بيروت ، لبنان)

فضائل الصحابۃ کے محقق "شیخ وصی اللہ بن محمد عباس" نے کہا: اسناده صحيح

(فضائل الصحابة ، فضائل ابي بكر الصديق رضى الله عنه ، رقم الحديث : ١١١ ، ١١٤ ، ص : ٥٥ ، ٥٦ ، مطبوعه بک کارنز ، جہلم)

امام ابي شجاع شيرويه بن شهر دار بن شيرويه الديلمى رحمہ اللہ (المتوفی:۵۰۹ھ) نے یہی مضمون مولائے کائنات، حضرتِ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے یوں روایت کیا ہے:

"لو لا أبو بكر الصديق لذهب الاسلام"

"اگر حضرتِ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نہ ہوتے، تو اسلام مٹ جاتا"

(مسند الفردوس ، باب اللام ، رقم الحديث : ٥٠٧٩ ، جلد : ٣ ، ص : ٣٥٨ ، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت ، لبنان)

صدیق اکبر کا جنت میں پرتپاک استقبال

امام ابي القاسم سليمان بن احمد بن ايوب اللخمى الطبرانى رحمہ اللہ (المتوفی:۳۶۰ھ) اپنی سند سے لکھتے ہیں:

عن ابن عباس ، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : يدخل الجنة رجل لا يبقى فى الجنة أهل دار ، ولا غرفة إلا قالوا : مرحبا مرحبا ، الينا الينا قال أبو بكر : ما ترى هذا الرجل فى ذلك اليوم ؟ قال النبى صلى الله عليه وسلم : أجل ، وانت هو يا ابا بكر

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ نبی مکرم، شفیعِ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جنت میں ایک ایسا شخص داخل ہوگا کہ تمام جنت والے اسے پکار پکار کر کہیں گے: مرحبا! مرحبا! یہاں تشریف لائیے، یہاں تشریف لائیے"

حضرتِ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بڑے تعجب سے پوچھا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا ہم بھی اس شخص کو دیکھ سکیں گے؟"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اے ابوبکر! وہ جنتی شخص تم ہی تو ہو"

(المعجم الاوسط ، من اسمه احمد ، رقم الحدیث : ٤٨١ ، جلد : ١، ص : ١٥٠، مطبوعه دارالکتب العلمية بيروت ، لبنان

الطبرانی : المعجم الكبير ، احادیث عبد الله بن العباس ، مجاهد عن ابن عباس ، رقم الحديث : ١١١٦٦ ، جلد : ١١ ، ص : ٩٨ ، مطبوعه مكتبة ابن تيميه ، القاهرة

صحيح ابن حبان ، كتاب اخباره ، مناقب الصحابة ، ذكر ترحيب أهل الجنة بابی بكر الصديقالخ ، رقم الحديث : ٦٨٦٧ ، جلد : ١٥ ، ص : ٢٨٢ ، ٢٨٣ ، مطبوعه مؤسسة الرسالة بيروت ، لبنان)

امام نور الدین ہیثمی رحمہ اللہ (المتوفی:۸۰۷ھ) اس روایت کے تحت فرماتے ہیں:

رواه الطبرانی فی الكبير والاوسط ، ورجاله رجال الصحيح ، غير احمد بن ابی بكر السالمی ، وهو ثقة

(مجمع الزوائد و منبع الفوائد ، كتاب المناقب ، باب : مناقب ابی بكر الصديق رضی الله عنه ، باب : جامع فی فضله ، تحت الرقم : ١٤٣٣١ ، جلد : ٩ ، ص : ٤٦ ، مطبوعه مكتبة القدسي ، القاهرة)

فوائد:

زبانِ نبوت سے دو باتیں واضح ہوگئیں:

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جنتی ہیں۔

تمام اہلِ جنت حضرتِ صدیق پاک کا جنت میں پرتپاک استقبال فرمائیں گے، سبحان اللہ۔

ثَانِيَ اثْنَيْنِ ہجرت پہ لاکھوں سلام

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا

"صرف دو جان سے، جب وہ دونوں غار میں تھے، جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے" (پارہ : ۱۰ ، سورة التوبة ، آیت :٤٠)

اس آیت کریمہ کے تحت خاتمۃ المحدثین امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

اجمع المسلمون على ان الصاحب المذكور ابو بكر ۔

"مسلمانوں کا اجماع ہے کہ (آیت میں) مذکور "صاحب" سے مراد حضرتِ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں"

(تاريخ الخلفاء ، أبو بكر الصديق رضى اللہ عنه ، فصل : فيما انزل من الايات فى مدحه او تصديقه أو أمر من شانه ، ص : ٣٦ ، مطبوعه قديمى كتب خانه مقابل ارام باغ ، كراچى)

جلیل القدر محدث، امام ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۱۰۱۴ھ) بیان فرماتے ہیں:

لصاحبه اى لابى بكر رضى اللہ عنه على ما اجمع عليه المفسرون

"(اس آیت میں) صاحب سے مراد حضرتِ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، اس پر مفسرین کا

اجماع ہے"

(جمع الوسائل فی شرح الشمائل ، باب : ما جاء فی وفاۃ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ، جلد : ۲ ، ص : ۲۷۸ ، مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ ، ملتان)

فوائد:

قرآن کریم میں حضرتِ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحابی کہا گیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں یہ اعزاز آپ کے سوا کسی کو بھی حاصل نہیں۔

یہ آیت حضرتِ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عظمت و فضیلت پر واضح دلالت کرتی ہے۔

صدیق اکبر کو جنت کے تمام دروازوں سے بلاوا

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ نُودِيَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَا عَبْدَ اللَّهِ هَذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا عَلَى مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ فَهَلْ يُدْعَى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا قَالَ نَعَمْ وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ ۔

"جس نے اللہ کی راہ میں کوئی چیز دو دو کر کے خرچ کی اسے جنت کے دروازوں سے اس طرح آواز آئے

گی: "اے اللہ کے بندے! یہ دروازہ تیرے لیے بہتر ہے" پس نمازی کو نماز کے دروازہ سے بلایا جائے گا، اہلِ جہاد کو جہاد کے دروازے سے بلایا جائے گا، جو روزہ دار ہو گا اسے "باب ریان" سے بلایا جائے گا اور جو زکوۃ ادا کرنے والا ہو گا اسے زکوۃ کے دروازہ سے بلایا جائے گا۔ اس پر حضرتِ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جو لوگ ان دروازوں (میں سے کسی ایک دروازہ) سے بلائے جائیں گے مجھے ان سے بحث نہیں، آپ یہ فرمائیں کہ کیا کوئی ایسا بھی ہو گا جسے ان سب دروازوں سے بلایا جائے گا؟"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اے ابوبکر! ہاں! اور یقیناً تم ان ہی لوگوں میں سے ہو"

(صحیح البخاری ،کتاب الصوم ، باب : الریان للصائمین ، رقم الحدیث : ۱۸۹۷ ، ص : ۳۰۵ ، کتاب فضائل أصحاب النبی ، باب : قول النبی : لو کنت متخذا خلیلا ، رقم الحدیث : ٣٦٦٦ ، ص : ٦١٥ ، مطبوعہ دارالسلام للنشر والتوزیع ، الریاض)

فوائد:

اس حدیث سے درج ذیل باتیں معلوم ہوئیں:

اس حدیث سے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی اور زبان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اعلیٰ درجہ کا جنتی قرار دیا ہے۔ تف ہے ان لوگوں پر جو ان کی شان میں گستاخی کریں۔

حضرتِ صدیق پاک کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کرنا کہ "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کوئی ایسا شخص بھی ہے جسے جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جائے گا؟" اس بات کی بین دلیل ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا یہ عقیدہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علم غیب جانتے ہیں، اگر آپ کا یہ عقیدہ نہ ہوتا تو

کبھی بھی یہ سوال نہ کرتے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم یہ سب بتا رہے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ سماعت فرما رہے تھے، تب یہ سب کچھ ہو رہا تھا؟ یا ہو چکا تھا؟ جواب ہے نہیں۔ یہ سب کچھ کب واقع ہو گا؟ بروز قیامت۔ تو یہاں سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ کا یہ عقیدہ تھا کہ جو کچھ ابھی واقع ہوا ہی نہیں، رونما ہوا ہی نہیں مستقبل بعید میں جا کر ہو گا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اسے آج ہی جانتے ہیں۔

حضرتِ صدیق پاک رضی اللہ عنہ کا یہ بھی نظریہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے نہ تو جنت چھپی ہوئی ہے اور نہ ہی اس کے دروازے۔ الغرض حضور تو کس دروازے سے کون داخل ہو گا یہ بھی جانتے ہیں۔

شیخین کریمین امام برحق وعادل ہیں

امام ابی طاہر احمد بن محمد السلفی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:٥٧٦ھ) بسند یوں بیان کرتے ہیں:

سمعت ابا المكارم عبد الله بن ابراهيم بن يوسف الشيباني قاضي بعلبك بدمشق يقول : سمعت ابا عبد الله الحسين بن على بن طاهر العلوى المعروف بابن ابى الجن يقول : كنت أرى رأى المتشيعة فرايت فيما يرى النائم كأن رسول الله صلى الله عليه وسلم قاعد و حوله من الصحابة رضى الله عنهم خلق كثير وإذا امرؤ قد أقبل عليهم وقال : ما تقولون فى ابى بكر وعمر فاشاروا إلى الرسول عليه الصلاة والسلام وقالوا : الله و رسوله اعلم فسمعته صلى الله عليه وسلم يقول : اماما حق اماما عدل على هدى فرجعت

عن ذلك المذهب وأنا الآن أعتقد حبهم و موالاتهم واتقرب إلى الله عزوجل بمودتهم رضی الله عنهم

ابو عبداللہ حسین بن علی بن طاہر علوی المعروف بہ ابن ابی الجن رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

"میں شیعہ نظریات کا حامل تھا، ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارد گرد کثیر تعداد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیٹھے ہوئے ہیں۔ اسی دوران ایک شخص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس آیا اور پوچھا کہ تم ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنهما) کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

"یہ دونوں (ابوبکر و عمر رضی الله عنهما) امام برحق، امام عادل، ہدایت یافتہ ہیں"

یہی خواب میرے شیعہ مذہب سے رجوع کا سبب بنا اور اب میں شیخین کریمین رضی الله عنهما اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت و عقیدت کا قائل ہوں اور ان کی عقیدت کے صدقے اللہ تعالیٰ کا قرب طلب کرتا ہوں"

(معجم السفر ، حرف العين ، من اسمه عبدالله ، الرقم : ٤٦١ ، ص : ١٣٦ ، مطبوعه مجمع البحوث الاسلاميه الجامعة الاسلامية العالمية ، اسلام آباد)

فضیلت شیخین سے جاہل سنت سے جاہل ہے

حضرتِ سیدنا امام ابو جعفر محمد الباقر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ:

من جهل فضل ابی بکر و عمر فقد جهل السنة

"جو شخص حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت سے جاہل رہا، وہ سنت (دین) سے جاہل رہا"

(فضائل الصحابة ، فضائل ابی بکر الصدیق رضی اللّٰہ عنه ، الرقم : ١٠٨ ، ص : ٣٧ ، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت ، لبنان

الشریعة للاجری ، کتاب مذهب امیر المؤمنین علی بن ابی طالب فی ابی بکر وعمر وعثمان ، الرقم : ١٨٦٣ ، جلد : ٣ ، ص : ٤٤٦ ، مطبوعه پرو گریسو بکس اُردو بازار ، لاہور ۔

شرح اصول اعتقاد أهل السنة لالکائی ، باب : جماع فضائل الصحابة ، سیاق ما روی فی أن معرفة فضائل الصحابة من السنة ، الرقم : ٢٣٢٤ ، جلد : ٢ ، ص : ٤٨١ ، مطبوعه پرو گریسو بکس اُردو بازار ، لاہور)

فضائل الصحابة کے محقق شیخ وصی اللہ بن محمد عباس "نے کہا: اسنادہ حسن

فائدہ:

اس روایت سے دو باتیں واضح ہو گئیں:

اہلِ بیت نبوی کے عظیم چشم و چراغ حضرتِ سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کے فضائل و مناقب لوگوں کے سامنے بیان کیا کرتے تھے۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کے فضائل یاد کرنا ایک مسلمان کے لئے کس قدر لازم ہے۔

امام المناظرین رحمہ اللہ اور تعظیم سادات

استاذی امام المناظرین، شیخ القرآن، حضرتِ علامہ مولانا پروفیسر محمد سعید احمد اسعد رحمۃ اللہ علیہ ہر نسبت

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بے حد احترام فرماتے تھے۔سادات کی محبت وعقیدت کا سبب بھی چونکہ ذات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہے لہٰذا سادات کرام کا حد درجہ اکرام فرماتے اور انہیں عزت کی جگہ پہ بٹھاتے تھے۔

1)فقیہ العصر، مفتی محمد امین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی تعزیت وفاتحہ خوانی کے لئے جگر گوشہء غزالی زماں، حضرتِ علامہ مولانا مظہر سعید شاہ صاحب کاظمی دامت برکاتہم العالیہ جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی جھنگ روڈ فیصل آباد تشریف لائے، ان کے ہمراہ اُنکے ایک صاحبزادہ صاحب بھی تھے نام یاد نہیں۔استاذی امام المناظرین رحمہ اللہ نے آگے بڑھ کر ان کا استقبال کیا اور سید مظہر سعید کاظمی صاحب کی دست بوسی بھی کی۔فاتحہ خوانی کے بعد جب جانے لگے تو کاظمی شاہ صاحب جلدی سے گاڑی میں بیٹھ گئے اور شیشے کے اندر سے ہی ہاتھ ہلا کر سلام کیا، اس طرح کرنے کا سبب یہ تھا کہ شاہ صاحب یہ چاہتے تھے کہ حضور امام المناظرین رحمہ اللہ میری دست بوسی نہ کرنے پائیں لیکن استاذ گرامی رحمہ اللہ نے یہ منظر دیکھنے کے بعد ادب سادات کی روایت یوں نبھائی کہ شاہ صاحب کے بیٹے کی دست بوسی کرلی۔علامہ سید مظہر سعید کاظمی صاحب یہ عمل دیکھ کر بڑے متعجّب ہوئے۔

(2۔)قصر عارفاں چورہ شریف گوجرانولہ میں خواجہ خواجگان حضرت خواجہ سید نور محمد گیلانی چوراہی رحمۃ اللہ علیہ کے عظیم الشان عرس مبارک "شب وجدان" کے موقع پر ماہتاب چورہ شریف حضرتِ صاحبزادہ پیر سید احمد محمد شاہ صاحب گیلانی زید مجدہ کی دعوت پر خطاب کے لئے تشریف لے گئے راقم الحروف بھی ہمراہ تھا۔خطاب سے قبل تاجدارِ چورہ شریف حضرتِ پیر سید عابد حسین شاہ صاحب گیلانی اور شہنشاہ چورہ شریف حضرتِ پیر سید اعجاز حسین شاہ صاحب گیلانی سے ملاقات ہوئی حضور امام

المناظرین رحمہ اللہ نے دونوں بزرگوں کی دست بوسی فرمائی اور بے حد احترام واکرام فرمایا۔ دونوں پیر صاحبان نے بھی بوجوہ علالت استاذ صاحب رحمہ اللہ کا کھڑے ہو کر استقبال فرمایا اور بھرپور محبتوں کے ساتھ دعاؤں سے بھی نوازا۔ واپسی پر استاذ صاحب رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالی بزرگوں کو سلامت رکھے، ماشاء اللہ کتنے نورانی چہرے ہیں دیکھنے سے خدا یاد آتا ہے"

(3۔) جگر گوشہء امام المناظرین، حضرتِ صاحبزادہ اکرم سعید رحمۃ اللہ علیہ کی تعزیت کے لیے ماہتاب چورہ شریف حضرتِ صاحبزادہ پیر سید احمد محمد شاہ صاحب گیلانی دامت برکاتہم العالیہ قبلہ استاذ گرامی رحمہ اللہ سے تعزیت اور فاتحہ خوانی کے لئے جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی فیصل آباد آئے۔ معمول کے مطابق بعد نمازِ عصر محفل درود شریف جاری تھی لیکن پھر بھی استاذی مکرم رحمہ اللہ استقبال کے لئے مسجد کی سیڑھیوں تک تشریف لے آئے۔ مسجد میں بڑے اصرار کے ساتھ اپنی نشست پر جگہ دی اور خود دوسری کرسی پر بیٹھے۔ واپسی پر مسجد کے باہر تک چھوڑنے کے لئے آئے۔ استاذ گرامی رحمہ اللہ ماہتاب چورہ شریف صاحبزادہ پیر سید احمد محمد شاہ صاحب سے بڑی محبت فرمایا کرتے تھے ایک بار صاحبزادہ صاحب کی زبانی مسلکی درد کو سن کر بعد ازاں مجھے فرمایا: "ایسے صاحبزادگان مسلک کے لئے کسی نعمت سے کم نہیں"

نوٹ: راقم الحروف ان تمام واقعات کا عینی شاہد ہے۔

(4) استاذی امام المناظرین رحمہ اللہ کے معمولات میں یہ بات شامل تھی کہ چاہے وہ بزم طلباء کی ڈیوٹی ہو، یا آپ کی اور جامعہ کے دیگر اساتذہ کرام کی ذاتی خدمت، یا جامعہ سے متعلقہ کوئی بھی کام ہو الغرض احترام سادات کے پیشِ نظر ان سے خدمت لینے کو کبھی بھی روا نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ جامعہ میں کسی موقع

پر کوئی بھی تبرک تقسیم ہوتا یا طلباء کے امتحانات پر انعامات تقسیم کیے جاتے تو آپ ہمیشہ سادات کو دوگنا حصّہ پیش کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ بوسیلہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے مرقد انور پر اپنی لاکھوں کروڑوں رحمتوں اور برکتوں کا نزول فرمائے اور آپ کے فیض علمی و روحانی کو سدا جاری رکھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

امام المناظرین رحمہ اللہ کی باتیں

(1) ایک موقع پر نصیحتاً فرمایا: "بیٹا! شریعت کے احکام سب کے لئے یکساں ہیں"

(2) ایک موقع پہ فرمایا: "اللہ کی رضا بہت بڑی چیز ہے"

(3) فرمایا: "اللہ کی یاد میں رہو باقی سب چیزیں فانی ہیں۔ ہم لوگ یاد تو کرتے ہیں لیکن صرف زبان سے، اصل یاد یہ ہے کہ زبان اور دل دونوں ساتھ دیں۔ جب "اللہ" کہو زبان بھی ہل جائے اور دل بھی ہل جائے اور یہ جب ہی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ساتھ گناہوں سے بھی حفاظت ہو"

(4۔) فرمایا: "درس تسلیم یہ ہے کہ اللہ کے حکم کے سامنے سر ڈال دو، اپنی رائے بالکل نہ رہے۔ جو اللہ کو منظور ہے وہی ہم کو منظور ہے"

(5) فرمایا: "مردہ آکر کہے کہ میں نے سب گناہ چھوڑ دیئے تو کیا وہ متقی ہو جائے گا؟ کیونکہ اس نے گناہ چھوڑے نہیں ہیں، گناہ اس سے مجبوراً چھوٹ گئے ہیں اور متقی وہ ہوتا ہے جو اپنے اختیار سے گناہوں کو چھوڑتا ہے۔ تقویٰ نام سے "کف النفس عن الھوی" یعنی گناہوں کے تقاضوں کے باوجود گناہ نہ کرنا"

(6)ایک فرمایا کرتے تھے:"پترا اسی عزت والے اس ویلے بناں گے جدوں بخشے گئے"

(7) محترم عاصم اکبر صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضور امام المناظرین رحمہ اللہ نے ایک ملاقات میں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

"بیٹے! اہلِ سنّت وہی ہے جو صحابہ کے دفاع میں کبھی بھی اہلِ بیت کے حوالے سے ہلکا جملہ نہ بولے اور اسی طرح شان اہلِ بیت بیان کرتے ہوئے کسی صحابی کی ذات کو نشانہ کبھی نہ بنائے"

(8)ایک صاحب کی بے جا تعریف پر سمجھاتے ہوئے فرمایا:

"پتر! شخصیت پرستی توں ہمیشہ بچنا اے، میرے سمیت چنگا مولوی او ہی اے جو عقیدہ حق بیان کر دا دنیا توں چلا جائے۔ زندہ بندے دا اعتبار نہیں"

(9)محترم عاصم اکبر صاحب ہی بیان کرتے ہیں کہ ایک پریشانی کے متعلق بات کرنے پہ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا:

"اللہ دی رضا وچ راضی رہن دا سب توں وڈا فائدہ اے وے کہ بندہ بہت ساریاں سوچاں توں بچ جاندا اے"

(10۔)فرمایا: ابا جی (فقیہ العصر مفتی محمد امین صاحب رحمہ اللہ) کے پاس ایک بندہ ادھار لینے آیا کہ میں نے قل شریف کا ختم دلانا ہے۔ تو ابا جی علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا:

"اگر تم ناک رکھنے کے لئے ادہار لے کر ختم دلاؤ گے تو تمہیں گناہ ہو گا ثواب نہیں"

(11)فرمایا:"زندگی کا نچوڑ یہی ہے کہ اصل علم قرآن ہے"

امام المناظرین رحمہ اللہ کی تصنیفی خدمات

تصنیف و تالیف کی اہمیت سے کوئی ذی شعور انکار نہیں کر سکتا۔ آج وہی قومیں زندہ ہیں جن کا لٹریچر عام ہے۔ جس قوم نے تحریر و تصنیف سے غفلت برتی وہ طاق نسیاں کی نذر ہو گئی۔

استاذ محترم، جگر گوشہ فقیہ العصر، فاتح مسالک باطلہ، شیخ القرآن و الحدیث، مفسر قرآن، امام المناظرین، حضرت علامہ مولانا پروفیسر محمد سعید احمد اسعد رحمۃ اللہ علیہ لٹریچر کی اس اہمیت سے بخوبی آگاہ تھے۔ اسی لئے آپ نے درس و تدریس، وعظ و تبلیغ کی جانگسل مصروفیات کے باوجود درجن سے زائد گراں قدر تصانیف و تالیفات کا تحفہ قوم کو عنایت فرمایا۔ آپ کی ہر کتاب ہی اپنے موضوع پر لاجواب ہے، کتب کے اسماء کی یہ خوبی ہے کہ کتاب کا عنوان و موضوع نام سے ہی ظاہر و باہر ہے۔

آپ نے جو تصانیف یادگار چھوڑیں ان کے اسماء اور اجمالی تعارف پیش خدمت ہے:

(1) حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

صفحات: 118۔ تعداد: 1100

ناشر: مکتبہ سعیدیہ رضویہ (جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی) فیصل آباد۔

فائدہ:

مسئلہ حیات النبی اور مسئلہ سماع موتی کے اثبات پر قرآن و حدیث، ائمہ دین کی عبارات اور مخالفین کے اکابرین کے مستند حوالہ جات کی روشنی میں لکھی گئی آپکی یہ کتاب اس مسئلہ پر لکھی جانے والی کتب میں اپنا علیحدہ مقام رکھتی ہے۔۔۔۔ قبلہ استاذی امام المناظرین رحمۃ اللہ علیہ نے 19 اکتوبر 2012 کو اپنے دستخط سے سرفراز فرما کر یہ کتاب مجھے بطورِ تحفہ عنایت فرمائی۔

(2) مسئلہ حاضر و ناظر۔

صفحات: 80۔

ناشر: پاکستان سنی اتحاد (مرکزی دفتر: جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی جھنگ روڈ) فیصل آباد۔

فائدہ:

کتاب کا عنوان نام سے ظاہر ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں مسئلہ حاضر و ناظر کو انتہائی آسان فہم انداز میں لکھا ہے۔ یہ مختصر ضرور ہے مگر دلائل کے اعتبار سے جامع ہے۔ اس کتاب کی ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ پڑھنے والے کو ایک بار مطالعہ سے ہی اس مسئلہ میں تفہیم میسر آجاتی ہے۔ راقم نے اس موضوع پر لکھی گئی چھوٹی بڑی چار پانچ کتابیں مطالعہ کیں مگر مسئلہ انشراح صدر کی حد تک سمجھنے سے قاصر رہا۔ ایک ملاقات میں استاذی امام المناظرین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی یہ تصنیف عطاء فرمائی، ناچیز نے ایک ہی نشست میں پڑھ لی، پڑھنے کے بعد چہرے پر مسکراہٹ اور زبان پر سبحان اللہ، ماشاء اللہ کا ورد جاری تھا۔ اگلی ملاقات میں (جو چند روز بعد ہی ہوئی) قبلہ استاذ محترم کی بارگاہ میں عرض کیا:

"استاذ جی! جو مسئلہ چار، پانچ کتابیں پڑھنے سے حل نہیں ہوا آپ کی اس مختصر کتاب کے مطالعہ سے انشراح صدر کی حد تک حل ہو گیا الحمد للہ۔"

میری اس گزارش پہ مسکرا کر فرمانے لگے: "میری اس تصنیف کو پڑھنے کے بعد خطیبِ پاکستان، علامہ محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا تم مسئلہ حاضر و ناظر بیان کرنے اور اسے سمجھانے میں مجدد کی حیثیت رکھتے ہو"

اس بات کے گواہ قاری کامران علی اسعد امینی حفظہ اللہ بھی ہیں۔

(3) اختیاراتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

صفحات: 51

ناشر: مکتبہ سعیدیہ رضویہ (جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی) فیصل آباد۔

فائدہ:

کتاب کا موضوع نام سے ہی واضح ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشریعی اختیارات اور مختار کل ہونے کا مسئلہ متعدّد آیات طیبات، احادیث مبارکہ اور ائمہ و محدثین کے اقوال کی روشنی میں ثابت کیا گیا ہے۔ تجربہ سے ثابت ہے کہ اس تحریر کے ابتدائی دو تین صفحات کا مطالعہ ہی "مسئلہ مختار کل" کی تفہیم میں بہت کار آمد ہے۔

(4) تبرکات کی اہمیت۔

صفحات: 58

ناشر: مکتبہ سعیدیہ رضویہ (جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی) فیصل آباد۔

فائدہ:

انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رضی اللہ عنھم سے منسوب چیزیں بڑی بابرکت اور فیض رساں ہوتی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نصوص شرعیہ کی روشنی میں آثار رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، انبیاء کرام علیہم السلام اور صالحین عظام سے حصولِ برکت کا شرعی جواز دلائل قویہ سے ثابت کیا ہے۔

(5) ایصال ثواب۔

صفحات: 89۔ تعداد: 1100، ناشر: سنی اتحاد (مرکزی دفتر جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی) فیصل آباد۔

فائدہ:

امام المناظرین رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کے بارے یوں لکھا ہے:

"مسئلہ "ایصال ثواب "بھی آج کل چند متشدد حضرات نے متنازعہ بنا دیا ہے۔ آئے دن مجالسِ ایصال ثواب پر بدعت کے فتوے جاری ہوتے رہتے ہیں اس لیے میں نے مناسب سمجھا کی اس مسئلہ کو قرآن و سنت کی روشنی میں واضح کر دیا جائے تاکہ مسلمان صراط مستقیم پر ہی قائم رہیں اور گمراہی سے بچیں"۔

(ایصال ثواب ، صفحہ : 3)

(6)شرک اور اس کی حقیقت۔

صفحات:28

ناشر: مکتبہ سعیدیہ رضویہ (جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی) فیصل آباد۔

فائدہ:

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس تصنیف میں شرک کا معنٰی قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان فرما کر ثابت کیا ہے کہ جتنے خارجی الصفات لوگ اہل سنت وجماعت کو بات بات پہ مشرک قرار دیتے ہیں وہ باطل پر ہیں۔

(7)بدعت اور اس کی حقیقت۔

صفحات:36

ناشر: مکتبہ سعیدیہ رضویہ (جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی) فیصل آباد۔

نوٹ: اس تصنیف کا سندھی زبان میں ترجمہ "جناب غلام قادر درس" نے (3 اگست 1994 کو مکمل) کیا اور عظیم عالم دین مفتی عبدالرحیم سکندری (مہتمم جامعہ راشدیہ پیر جو گوٹھ سندھ) کے اہتمام سے "بزمِ تقدس کراچی" سے کثیر تعداد میں شائع ہو کر اندرون سندھ میں مفت تقسیم ہوا۔

فائدہ: آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس تحریر میں بدعت کا صحیح مفہوم قرآن وسنت کی روشنی میں بیان فرما کر ثابت کیا ہے کہ جو لوگ آج کل اہل سنت وجماعت کے معمولات کو بدعت قرار دے رہے ہیں، وہ راہ حق سے بھٹکے ہوئے ہیں۔

(8) وہابیت و بریلویت۔

صفحات: 229 تعداد: 2200

ناشر: مکتبہ سعیدیہ رضویہ (جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی) فیصل آباد۔

اسی مکتبہ سے دوسرا ایڈیشن 1100 کی تعداد میں شائع ہوا راقم کی "نور قصر عارفاں لائبریری" میں یہ دونوں ایڈیشن موجود ہیں۔

فائدہ:

امام المناظرین رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تصنیف غیر مقلد (وہابی) مولوی احسان الٰہی ظہیر کی رسوائے زمانہ کتاب "البریلویہ" کا جواب ہے۔ اس کتاب کو لکھنے کا مقصد آپ کی ہی تحریر سے ملاحظہ فرمائیں:

"چند سال قبل وہابی فرقہ کے ایک لیڈر احسان الٰہی ظہیر نے عرب ریاستوں سے مال بٹورنے کے لئے اور عامۃ المسلمین کو گمراہ کرنے کے لئے اہل سنت وجماعت کے خلاف ایک کتاب "البریلویہ" نام سے تحریر کی۔ جس میں اس نے جی بھر کر کذب وافتراء کا مظاہرہ کیا جب یہ کتاب چھپ کر معرضِ وجود میں آئی تو حضرتِ مولانا عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ نے اس کا جواب شائع کرایا جس کا نام "اندھیرے سے اجالے تک" رکھا گیا۔ لیکن آج کل پھر "وہابی فرقہ" کے سرکردہ حضرات نے "البریلویہ" کتاب کی شان میں قصائد پڑھنے شروع کئے ہیں اور یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ ظہیر کی اس کتاب کا جواب ممکن ہی

نہیں۔حالانکہ علامہ شرف قادری اس کا جواب شائع کر چکے ہیں۔جس کا جواب الجواب وہابی فرقہ ابھی تک شائع نہ کر سکا ہے۔میں نے بھی اس نیت سے البریلویہ کا جواب لکھنا شروع کیا ہے کہ محبوبان خدا کے لئے دفاع کرنے والوں میں میرا بھی نام شامل ہوجائے۔" (وہابیت وبریلویت، پیش لفظ، صفحہ:5)

(9)تفسیر آیات من دون اللہ وندائے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

صفحات:112

ناشر:مکتبہ سعیدیہ رضویہ (جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی)فیصل آباد۔

فائدہ:اہل سنت وجماعت محبت وعقیدت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارتے ہیں اور کہتے ہیں "یارسول اللہ، یاحبیب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "جس پر مخالفین فوراً شرک کا فتویٰ لگادیتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی انبیاء کرام علیھم السلام اور اولیاء کرام سے استمداد اور ندا کی نفی پر دھڑادھڑ وہ آیات پڑھنی شروع کردیتے ہیں جن میں لفظ "من دون اللہ "یالفظ "من دونہ "ضرور آتا ہے۔

استاذ محترم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس تصنیف میں ان تمام آیات کی اکابر مفسرین اور خود مخالفین کے اکابر مفسرین کے مستند حوالہ جات کی روشنی میں تفسیر بیان فرماکر یہ بات اظہر من الشمس کی ہے کہ ان آیات میں نبی ولی نہیں بلکہ بت مراد ہیں۔اس کتاب میں انبیاء کرام علیھم السلام اور اولیاء کرام کو پکارنے پر قرآن وسنت، اکابرین امت اور مخالفین کی کتب سے کثیر تعداد میں دلائل بھی ارقام فرمائے ہیں۔

(10)طلاق ثلاثہ کا شرعی حکم۔

صفحات:25

ناشر:مکتبہ سلطانیہ (دارالعلوم امینیہ رضویہ) محمد پورہ شریف، فیصل آباد۔

فائدہ:

امام المناظرین رحمۃ اللہ علیہ "دارالعلوم امینیہ رضویہ محمد پورہ شریف فیصل آباد" کے مفتی بھی رہے۔اسی دوران قاری افتخار احمد سلطانی صاحب (چک نمبر14 کالرو تحصیل و ضلع چنیوٹ) کے پوچھے گئے سوال "کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص بیک وقت اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دے تو کتنی طلاقیں واقع ہوں گی (تین یا ایک)؟قرآن و حدیث کی روشنی میں اس کی تفصیلی وضاحت فرمائیں۔" کے جواب میں قرآن و حدیث کے دلائل سے بھرپور مفصّل فتویٰ تحریر فرمایا جس کے آخر میں "خلاصہ کلام "یوں تحریر فرمایا:

"براہین قاطعہ و دلائل باہرہ سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو یکدم تین طلاق دے تو تین ہی واقع ہوں گی، ہرگز ہرگز صرف ایک طلاق واقع نہیں ہوتی"

دستخط کے بعد 1999/5/9 تاریخ رقم ہے۔

نوٹ: اس فتویٰ کے آخر میں فقیہ العصر حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امین نقشبندی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی تصدیق بھی موجود ہے۔

(11)عربی مفردات۔

صفحات:32

ناشر:مکتبہ صبحِ نور (جامعہ ریاض العلوم مسجد خضراء) پیپلز کالونی نمبر1 فیصل آباد۔

فائدہ:

اس تصنیف کے متعلق مفکر اسلام حضرت علامہ محمد کریم سلطانی دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں:

" "عربی مفردات "عربی زبان سیکھنے کے لئے ایک مفید اور عام فہم کتاب ہے ۔ اسکے مرتب اسلامی تعلیمات ونظریات کے بیباک ترجمان حضرت مولانا محمد سعید احمد اسعد زید مجدہ ناظم اعلیٰ جامعہ امینیہ رضویہ فیصل آباد ہیں" (عربی مفردات ، صفحہ : 2)

(12)صحابہ(رضی اللہ عنھم) کا نعرہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

صفحات:8

نوٹ:اس پر ناشر کا نام درج نہیں ہے۔

(13)ختم نبوت۔

صفحات:8

ناشر:جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی جھنگ روڈ فیصل آباد۔

(14)مرزائیت کا تعارف۔

صفحات:123۔ تعداد:1000

ناشر:جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی فیصل آباد۔

نوٹ: یہ کتاب استاذی امام المناظرین رحمۃ اللہ علیہ کے افادات عالیہ پر مشتمل ہے، جسے برادر دینی محترمی ابو عبداللہ محمد زاہد سلطانی حفظہ اللہ نے حضرتِ علامہ مولانا عبد المجید عطاری امینی (شاگرد رشید امام المناظرین) کے خصوصی تعاون سے مرتب کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

(15)تفسیر نور الامین۔

صفحات:168۔ تعداد:1100،اشاعت اول 12 جون 2021/یکم ذی القعدہ 1442

ناشر: تحریک تبلیغ الاسلام (انٹرنیشنل) 11 فلور، بی سی ٹاور، 54۔ جناح کالونی، فیصل آباد۔

فائدہ:

یہ صرف سورت فاتحہ شریف کی تفسیر ہے۔ جو اپنی مثال آپ ہے۔

(16) تفسیر نور الامین (جلد اول)

صفحات: 834۔ تعداد: 1100

ناشر: سنی اتحاد (مرکزی دفتر جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی) فیصل آباد۔

فائدہ:

اس جلد میں پہلے پارہ کی مفصّل اور جامع تفسیر موجود ہے۔

(16) تفسیر نور الامین (جلد دوم)

صفحات: 890۔ تعداد: 1100

ناشر: سنی اتحاد (مرکزی دفتر جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی) فیصل آباد۔

فائدہ:

اس جلد میں دوسرے پارہ کی ابتداء سے لے کر سورۃ آل عمران کے اختتام تک کی مفصّل اور جامع تفسیر موجود ہے۔

نوٹ: تفسیر نور الامین کی تیسری جلد ان شاءاللہ جلد شائع ہونے جا رہی ہے۔

(17) روئیداد مناظرہ راولپنڈی۔

صفحات: 16۔ (باریک خط میں)، ناشر: انجمن میلاد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (رجسٹرڈ) سانگلہ ہل۔

نوٹ: بعدازاں یہ روئیداد "سنی اتحاد" کے پلیٹ فارم سے بھی شائع ہوئی۔

فائدہ:

اس رسالہ میں امام المناظرین رحمۃ اللہ علیہ اور غیر مقلد (وہابی) مناظر پروفیسر طالب الرحمن کے مابین گیارہویں شریف کے موضوع پر (13 جنوری 1994) میں ہونے والے معرکۃ الاراء مناظرہ کی روئیداد ہے۔

(18۔) فتاویٰ امام المناظرین (جلد اول)

صفحات: 354۔ تعداد: 1100

ناشر: جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی جھنگ روڈ، فیصل آباد۔

فائدہ:

1- شروع میں حضرت امام المناظرین رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات زندگی بیان کیے گئے ہیں۔

2_ سوشل میڈیا پر حضرت استاذی امام المناظرین رحمۃ اللہ علیہ سے عقائد و مسائل کے متعلق پوچھے جانے والے مختلف سوالات اور ان کے جوابات کو جمع کیا گیا ہے۔

3- استاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تین رسائل "شرک اور اس کی حقیقت" اور "تفسیر آیات من دون اللہ" اور "طلاقِ ثلاثہ" کو بھی اس میں شامل کیا گیا ہے

4- حضرت استاذی امام المناظرین رحمۃ اللہ علیہ اپنی زندگی میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے سیشن کرنا چاہتے تھے جس پر بہت سے سوالات موصول ہوئے بعد ازاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سوالات اپنے ایک شاگرد غلام حسین گِل نقشبندی کو بھجوائے جس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد نے ایک

مسودہ تیار کر کے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا جسے دیکھ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہم اس کو الگ سے شائع بھی کریں گے لیکن زندگی نے مہلت نہ دی چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین صاحبزادہ محمد ذیشان سعید صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے حکم سے اس رسالے کو بھی "جمل وصفین" کے نام سے اسی فتاویٰ میں شامل کر کے شائع کیا گیا۔

5_ اس فتاویٰ کی ترتیب و تحقیق تلمیذ رشید حضور امام المناظرین، مناظر اسلام، حضرتِ علامہ مولانا غلام حسین نقشبندی امینی حفظہ اللہ نے کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

نوٹ: دوسری جلد پر کام جاری ہے مناسب وقت پر شائع ہوگی، ان شاءاللہ۔

صدیق اکبر: محسن کائنات کے محسن

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لِأَحَدٍ عِنْدَنَا يَدٌ إِلَّا وَقَدْ كَافَيْنَاهُ مَا خَلَا أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا يَدًا يُكَافِيهِ اللَّهُ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَا نَفَعَنِي مَالُ أَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِي مَالُ أَبِي بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا أَلَا وَإِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيلُ اللَّهِ

قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مجھ پر جس کسی کا احسان تھا میں نے اس کا بدلہ چکا دیا ہے مگر ابوبکر کے مجھ پر وہ احسانات ہیں جن کا بدلہ اللہ تعالیٰ بروز قیامت انہیں عطاء فرمائے گا۔ کسی کے مال سے کبھی بھی مجھے اتنا فائدہ نہیں پہنچا جتنا مجھے ابوبکر

کے مال نے پہنچایا ہے، اگر میں کسی کو خلیل (گہرا دوست) بنانے والا ہوتا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیل بناتا، سن لو تمہارا یہ ساتھی (یعنی خود) اللہ کا خلیل ہے"

امام ترمذی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔

(جامع الترمذی ، ابواب المناقب ، باب : لو کنت متخذا خلیلا لا تخذت ابا بکر خلیلا ، رقم الحدیث : ٣٦٦١ ، ص : ١٠٨٣ ، مطبوعه دار السلام للنشر والتوزیع ، الریاض)

یہ روایت سنن ابن ماجہ میں بھی ہے تاہم الفاظ کچھ یوں ہی۔

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" مَا نَفَعَنِي مَالٌ قَطُّ، مَا نَفَعَنِي مَالُ أَبِي بَكْرٍ"، قَالَ: فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ، وَقَالَ: هَلْ أَنَا، وَمَالِي إِلَّا لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟

"مجھے کسی بھی مال نے اتنا فائدہ نہیں پہنچایا جتنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مال نے فائدہ پہنچایا"۔

حضرتِ ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہ سن کر حضرت سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور کہا:

"یا رسول اللہ! میں اور میرا مال، سب صرف آپ کے ہی تو ہیں"

(سنن ابن ماجه ، کتاب السنة ، باب : فی فضائل اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ، رقم الحدیث : ٩٤ ، ص : ١٩ ، مطبوعه دار السلام للنشر والتوزیع ، الریاض)

فوائد: شیخ محقق شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اس حدیث مبارکہ کی شرح میں لکھتے ہیں: "نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے حضرتِ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں انتہائی

تعظیم اور ان کی خدمات کا مبالغہ کے ساتھ اعتراف ہے ورنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر شخص پر اتنے احسانات اور انعامات ہیں کہ کوئی شخص بار احسان کی بناء پر سر نہیں اٹھا سکتا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نیکیاں اور خدمات ان کے مقابل کیا حیثیت رکھتی ہیں جیسے کہ ظاہر ہے"

(اشعة اللمعات (مترجم) ، جلد : ۷ ، ص : ٤٠٠ ، مطبوعه فريد بك سٹال اُردو بازار ، لاہور)

اللہ تعالیٰ کا قرب نیک اعمال سے حاصل ہوتا ہے۔

جس قدر نیکیاں زیادہ ہوں گی اسی قدر مقام بھی بلند ہوگا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کا ایمان بعد کے لوگوں سے زیادہ اعلیٰ اور اکمل تھا۔اس لیے ان کے اعمال میں خلوص بھی زیادہ تھا۔چنانچہ ان کے بظاہر معمولی اعمال بھی بعد والوں کے بظاہر عظیم اعمال سے افضل شمار ہوئے۔

خصوصاجن حالات میں ان حضرات نے مالی قربانیاں دیں بعد کے مسلمانوں کو وہ حالات پیش نہیں آئے، اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا تَسُبُّوْا أَصْحَابِي ، فَلَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغض مُدَّ اَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيْفَهُ

(صحيح البخاري، فضائل اصحاب النبي صلي الله عليه وسلم ، باب : قول النبي صلي الله عليه وسلم لو كنت متخذا خليلا، رقم الحديث : ٣٦٧٣)

"میرے صحابہ کو برا نہ کہو، تم میں سے کوئی اگر اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے، تو کسی صحابی کے ایک مُد بلکہ آدھے مُد (کے ثواب) تک نہیں پہنچ سکتا"

اس میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خلوص اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کی محبت بھی ظاہر ہے کہ اپنے اعمال پر فخر نہیں کیا، بلکہ اپنے مال کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کا مال قرار

دیا۔ جیسے کسی شاعر نے کہا ہے

منت منہ کہ خدمت سلطان مے کنی
منت ازو شناس کہ بخدمت گذاشت

"احسان نہ جتلا کہ تو بادشاہ کی خدمت کر رہا ہے، بلکہ اس کا احسان سمجھ کہ اس نے تجھے اپنی خدمت میں رکھ چھوڑا ہے"

امام، قائد یا لیڈر کو چاہیے کہ اپنے ساتھیوں کی خدمات کو اہمیت دے اور ان کا اعتراف کرے تاکہ دوسروں کو بھی دین کی خدمت کا شوق پیدا ہو اور وہ ان حضرات کا کماحقہ احترام بھی کریں، اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش بھی کریں۔

جس شخص کے متعلق یہ خیال ہو کہ اس کی تعریف سے اس کے دل میں تکبر اور فخر کے جذبات پیدا نہیں ہوں گے، کسی حکمت کے پیش نظر اس کی موجودگی میں بھی اس کی تعریف کی جاسکتی ہے۔

نوٹ: عام حالات میں کسی کے سامنے اس کی تعریف کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

اس حدیث میں حضرتِ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا صرف ایک پہلو (إِنْفَاق فِيْ سَبِيْلِ اللّٰه) ذکر کیا گیا ہے، جبکہ آپ رضی اللہ عنہ کی افضلیت کے اور بھی بہت سے پہلو ہیں جو مختلف احادیث میں مذکور ہیں۔

صدیق اکبر: محبوب حبیب خدا

عَنْ أَبِي عُثْمَانَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ عَلَى جَيْشِ

ذَاتِ السُّلَاسِلِ قَالَ فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ عَائِشَةُ قُلْتُ مِنْ الرِّجَالِ قَالَ أَبُوهَا قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ عُمَرُ فَعَدَّ رِجَالًا فَسَكَتُّ مَخَافَةَ أَنْ يَجْعَلَنِي فِي آخِرِهِمْ

حضرتِ ابو عثمان نہدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو غزوہ "ذات السلاسل" کے لیے امیر لشکر بنا کر بھیجا۔ حضرتِ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (غزوہ سے واپس آکر) میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! لوگوں میں آپ کو سب سے بڑھ کر کون محبوب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: "عائشہ (رضی اللہ عنہا)"، میں نے دوبارہ عرض کیا: مردوں میں سے کون ہے؟ فرمایا: اس کے والد (یعنی حضرتِ ابوبکر رضی اللہ عنہ) میں نے عرض کیا اس کے بعد کون؟ فرمایا: "عمر (رضی اللہ عنہ)"۔ اس طرح آپ نے کئی آدمیوں کے نام لیے بس میں خاموش ہو گیا کہ آپ مجھے سب سے بعد میں نہ کر دیں۔

(صحيح البخاري ، كتاب المغازى ، باب : غزوة ذات السلاسل وهي غزوة لخم وجذام ، رقم الحديث : ٤٣٥٨ ، ص : ٧٣٨ ، مطبوعه دار السلام للنشر والتوزيع ، الرياض)

تشریح:

اس لڑائی میں تین سو مہاجرین اور انصار مع تیس گھوڑے آپ نے بھیجے تھے ۔ حضرتِ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو ان کا سردار بنایا تھا۔ جب حضرت عمرو رضی اللہ عنہ دشمن کے ملک کے قریب پہنچے تو انہوں نے اور مزید فوج طلب کی ۔ آپ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو سردار مقرر کر کے دو سو آدمی اور بھیجے ۔ ان میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے ۔ حضرتِ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ جب حضرت عمرو رضی اللہ عنہ سے ملے تو انہوں نے امام بننا چاہا لیکن حضرتِ عمرو بن عاص

رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو میری مدد کے لیے بھیجا ہے، سردار تو میں ہی رہوں گا۔ حضرتِ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس معقول بات کو مان لیا اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ امامت کرتے رہے۔ حاکم کی روایت میں ہے کہ حضرتِ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے لشکر میں انگار روشن کرنے سے منع کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر انکار فرمایا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا چپ رہو، آنحضرت نے جو عمرو کو سردار مقرر کیا ہے تو اس وجہ سے کہ وہ لڑائی کے فن سے خوب واقف کار ہے۔ بیہقی کی روایت میں ہے کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ جب لوٹ کر آئے تو اپنے دل میں یہ سمجھے کہ میں حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے زیادہ درجہ رکھتا ہوں۔ اسی لیے انہوں نے آنحضرت سے سوال کیا، جس کا روایت میں تذکرہ ہے۔ جس کو سن کر انہیں حقیقت حال کا علم ہو گیا۔

فوائد:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرتِ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حبیب خدا صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب ہیں۔

اس حدیث مبارکہ سے حضرتِ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تمام مردوں میں افضلیت کا ذکر ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر میں ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مقام و مرتبہ بھی معلوم ہوتا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ افضل کے ہوتے ہوئے مفضول کو امیر بنانا جائز ہے جبکہ مفضول میں ایسی صفات ہوں جو امارت کے لئے ضروری ہوں۔

اس حدیث میں حضرتِ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بھی ذکر ہے۔کیونکہ ان کو اس لشکر کا امیر بنایا جس میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے، اگرچہ اس سے حضرتِ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا افضل ہونا لازم نہیں آتا۔

امام المناظرین رحمہ اللہ کے پسندیدہ علماء

استاذی، امام المناظرین، شیخ القرآن، حضرتِ علامہ مولانا پروفیسر محمد سعید احمد اسعد رحمہ اللہ کے ہمراہ متعدّد سفر کرنے کا موقع ملا اور ان اسفار میں بہت کچھ سیکھنے اور مشاہدہ کرنے کو ملا، مگر سب سے طویل سفر فیصل آباد تا صادق آباد اور واپسی تک کا تھا، راقم نے عرض کیا استاذ جی! پاکستان میں آپ کے پسندیدہ علماء کونسے ہیں جن سے آپ کو بہت کچھ سیکھنے کو موقع ملا؟

سیدی امام المناظرین رحمہ اللہ نے فرمایا:

(1) قائدِ اہل سنت، حضرتِ علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ۔

(2) فاتح مناظرہ جھنگ، اشرف العلماء، حضرتِ علامہ محمد اشرف سیالوی رحمۃ اللہ علیہ۔

(3) خطیب پاکستان، حضرتِ علامہ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ۔

ان تینوں شخصیات میں سے باقاعدہ آپ کسی کے شاگرد نہیں ہیں۔ سیالوی صاحب کی جلالت علمی کے پیشِ نظر انہیں "استاذ جی" ضرور کہا کرتے تھے۔

2012ء تا 2023ء تک کا تحریری سفر

تصانیف

(1)التحقیق المتین فی ترتیب الخلفاء الراشدین بنام ترتیب الخلفاء۔

ناشر: پروگریسو بکس اُردو بازار، لاہور۔

(2)مقالات اہلسنت (حصّہ اوّل)

ناشر: چوراہی پبلی کیشنز گوجرانولہ۔

(3)محاسن اعلیٰ حضرت بزبان علماء دیوبند

ناشر: بزم تحفظ عقائد اہلسنت و جماعت، حیدر آباد۔

(4)مختصر نماز نبوی صحیح احادیث کی روشنی میں، ناشر: پروگریسو بکس اُردو بازار، لاہور۔

(5)سنی عقائد، ناشر: پروگریسو بکس اُردو بازار، لاہور۔

تالیفات

(6)خطبات شیر اہلسنت

خطبات: مناظر اسلام، شیر اہلسنت، حضرتِ علامہ مولانا مفتی محمد عنایت اللہ قادری رضوی رحمہ اللہ

(المتوفی: ۱۴۰۲ھ) ناشر: پروگریسو بکس اُردو بازار، لاہور۔

(7)محبت رسول اور صحابہ کرام

انٹرویو: ماہتاب چورہ شریف، صاحبزادہ پیر سید احمد محمد شاہ گیلانی دامت برکاتہم العالیہ۔

ناشر: قصر عارفاں سیالکوٹ روڈ گوجرانولہ۔

تخریج

(8)فضل الصلاۃ علی النبی بنام عظمت درود و سلام

از:امام قاضی اسماعیل بن اسحاق مالکی رحمہ اللہ (المتوفی:۲۸۲ھ)

مترجم:ماہتاب چورہ شریف،صاحبزادہ پیر سید احمد محمد شاہ گیلانی دامت برکاتہم العالیہ۔

ناشر:چوراہی پبلی کیشنز،گوجرانولہ۔

(9)الصلاۃ علی النبی بنام فضائل درود و سلام

از:امام حافظ ابوبکر احمد بن عمرو ابن ابی عاصم النبیل رحمہ اللہ (المتوفی:۲۸۷ھ)

مترجم:ماہتاب چورہ شریف،صاحبزادہ پیر سید احمد محمد شاہ گیلانی دامت برکاتہم العالیہ۔

ناشر:پروگریسو بکس اُردو بازار،لاہور۔

(10)انوار الاثار المختصۃ بفضل الصلاۃ علی النبی المختار بنام برکات درود و سلام

از:امام حافظ ابوالعباس احمد بن معد بن عیسی بن وکیل الاقلیشی رحمہ اللہ (المتوفی:۵۵۰ھ)

مترجم:ماہتاب چورہ شریف،صاحبزادہ پیر سید احمد محمد شاہ گیلانی دامت برکاتہم العالیہ۔

ناشر:پروگریسو بکس اُردو بازار،لاہور۔

(11)الصارم الربانی علی اسراف القادیانی

از:حجۃ الاسلام الشاہ مفتی محمد حامد رضا خان قادری رضوی رحمہ اللہ (۱۳۶۲ھ)

تخریج و حواشی

(12)قبلہ عالم کے دیس میں از:غلام صبغت اللہ مولانا احمد سعید چشتی نظامی۔

(13)گیارہویں شریف کا مدلل ثبوت

از:مناظرِ اسلام،شیرِ اہلسنت ، حضرتِ علامہ مولانا مفتی محمد عنایت اللہ قادری رضوی رحمہ اللہ (المتوفی: ۱۴۰۲ھ)

ناشر:پروگریسو بکس اُردو بازار،لاہور۔

تخریج وتحقیق اور حواشی

(14)فضائل السیدۃ فاطمۃ الزھراء رضی اللہ عنھا

از:امام ابوحفص عمر بن احمد بن عثمان بن شاہین رحمہ اللہ (المتوفی:۳۸۵ھ)

مترجم:استاذ گرامی، حضرتِ علامہ مولانا حافظ پروفیسر نصیر احمد نوری

ناشر:پروگریسو بکس اُردو بازار،لاہور۔

نوٹ:اس فہرست میں ان بیسیوں مقالات کا تذکرہ نہیں ہے جو مختلف اوقات میں مختلف رسائل و جرائد میں شائع ہوتے رہے۔